محافلِ "دورۂ ترجمۂ قرآن" میں بیان کرنے والے مدرّسین کے لیے طویل آیات کی
مناسب حصوں میں تقسیم وبیانیہ ترجمہ مع ذیلی عنوانات وخلاصۂ مضامین

ترجمہ برائے تدریس

قرآن حکیم

سُورَۃُ یُونُس تا سُورَۃُ النَّحل

جلد سوم

حافظ انجینیر نوید احمد

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

ترجمہ برائے تدریسِ قرآن حکیم

جلد سوم

سُورَۃُ یُونُسَ تا سُورَۃُ النَّحل

محافلِ "دورۂ ترجمۂ قرآن" میں بیان کرنے والے مدرّسین کے لیے
طویل آیات کی مناسب حصوں میں تقسیم
وبیانیہ ترجمہ مع ذیلی عنوانات وخلاصۂ مضامین

حافظ انجینیر نوید احمد رحمہ اللہ

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

مرحوم ومغفور مؤسس انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دیرینہ خواہش اور عمل کے عین مطابق، انجمن ہذا اپنی تمام تصنیفات، تالیفات اور خطابات (آڈیوز/ وڈیوز) کو طبع اور تیار کر کے چاہے قیمتاً یا مفت تقسیم کرنے کی مکمل اجازت دیتی ہے، اس ضمن میں ہمارا "محفوظ حقوق" کا کوئی تقاضا بھی نہیں۔ البتہ اجراء کنندہ ان تمام مواد کے نسخے/ نقل، اجراء سے قبل انجمن کو تحریری اطلاع کے ساتھ بھیجنے کا پابند ہوگا اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کا مجاز نہیں ہوگا۔ یہ تبدیلی یعنی الفاظ، غلط اقتباس، سیاق وسباق سے الگ کر کے جملے کا حوالہ یا اس کا ایسا استعمال جس سے انجمن ہذا اور اس کے مولفین کی صحیح ترجمانی نہ ہوتی ہو اور اس سے ہماری عزت وشہرت پر حرف آئے، تو ہم اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق رکھتے ہیں۔

نام کتاب	ترجمہ بیان القرآن (جلد سوم)
مدرس	حافظ انجینیر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ
ناشر	شعبۂ مطبوعات، انجمن خدام القرآن سندھ کراچی
مرکزی دفتر	B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی
فون	+92-2134993436-7
ای میل	publications@quranacademy.com
ویب سائٹ	www.QuranAcademy.edu.pk
طبع 01 تا 04	2100
طبع 05	شوال المکرم 1445ھ اپریل 2024ء
تعداد	550
ہدیہ	1900/=

ملک بھر میں قرآن اکیڈمیز و مراکز

Karachi:
Quran Academy Defence 021-35340022-4
Quran Academy Yaseenabad 021-36337361 - 36806561
Quran Academy Korangi 021-35074664
Quran Institute Gulistan-e-Johar 021-34030119

Hyderabad:
Quran Academy Qasimabad 022-2106187
Quran Institute Latifabad 022-3860489

Sukkur:
Quran Markaz Sukkur 071-5807281

Quetta:
Quran Academy Quetta 081-2842969

Jhang:
Quran Academy Jhang 047-7630861-7630863

Faisalabad:
Quran Academy Faisalabad 041-2437618

Lahore:
Quran Academy Lahore 042-35869501-3

Multan:
Quran Academy Multan 061-6510451-6520451

Islamabad:
Quran Academy Islamabad 051-2605725

Gujranwala:
Quran Markaz Gujranwala 055-3891695 - 0334-4600937

Peshawar:
Quran Markaz Peshawar 091-2584824 - 2019541

Malakand:
Quran Markaz Temargara 0945-601337

Azad Kashmir:
Quran Markaz Muzaffarabad 0982-2447221

فہرستِ پارہ

پارہ نمبر	پارے کا نام	صفحہ نمبر
11	يَعْتَذِرُوْنَ	01
12	وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ	60
13	وَمَآ اُبَرِّئُ	140
14	رُبَمَا	226

فہرستِ سورۃ

سورہ نمبر	سورہ کا نام	صفحہ نمبر
10	سُوْرَةُ يُوْنُسَ	01
11	سُوْرَةُ هُوْدٍ	57
12	سُوْرَةُ يُوْسُفَ	114
13	سُوْرَةُ الرَّعْدِ	170
14	سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْمَ	196
15	سُوْرَةُ الْحِجْرِ	226
16	سُوْرَةُ النَّحْلِ	250

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے انسانوں کو دنیا میں مختلف صلاحیتوں کے ساتھ بھیجا ہے۔ ہر ایک اپنی صلاحیت کے مطابق اپنے اختیار کردہ طریقے پر اپنے آپ کو کھپا رہا ہے۔ بعض وہ ہیں جنہوں نے اس دنیا کی زیب وزینت اور حسن ورعنائی کے عوض اپنے آپ کو بیچ ڈالا ہے اور اَلَّذِینَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا کی قابل افسوس صورت بنے ہوئے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف بعض ایسے جواں مرد بھی ہیں، جنہوں نے اپنے رب کریم سے باوقار امید کرتے ہوئے، اس کے وعدوں پر بالغیب ایمان لاکر، اس کے رسولوں کی تصدیق کرتے ہوئے، اس کی کتاب میں مذکور تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْر کو اختیار کیا اور اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ کے مصداق اپنے آپ کو رضاءِ رب کے عوض بیچ ڈالا اور وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا کی قابل رشک ولائق اتباع تصویر بنے رہے۔ فطوبیٰ لھم وحسن مآب!

اسی دوسری ڈھب پر زندگی گزارنے والوں میں ایک نام ہمارے محسن و مشفق حافظ انجینیر نوید احمد نور اللہ مرقدہ کا ہے۔ موصوف 29 رمضان المبارک 1436ھ کو ہمیں داغ مفارقت دے گئے اور اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ رمضان المبارک کا آخری جمعہ تھا اور عین خطبے کے دوران آپ کا سانحۂ ارتحال پیش آیا۔

راقم کا تعلق جناب نوید صاحب سے بہت قدیم نہ سہی البتہ بہت گہرا ضرور تھا! راقم موصوف کی شفقتیں گزشتہ بارہ سال سے سمیٹتا رہا ہے جن میں سے ابتدائی سات سال عمومی واقفیت واحترام وعقیدت کے تھے جبکہ اگلے پانچ سال گہرے تعلق خاطر اور ہم کاری ویک جائی کے رہے اور آخری دو سال موصوف کی زیر نظامت کام کرنے کا بھی موقع ملا۔

یقیناً شاعر نے سچ کہا:

شیئان لو بکت الدماء علیھما
عیناي حتی یؤذنا بذھاب
لم یبلغ المعشار من حقیھما
فقد الشباب وفرقة الأحباب

ترجمہ: ”دو چیزیں ایسی ہیں کہ اگر میری آنکھیں ان پر خون کے آنسو بھی روئیں تب بھی ان کے حق کا عشرِ عشیر ادا نہ ہو
ایک جوانی کا ڈھل جانا اور دوسرا پیاروں کا بچھڑ جانا“

یقیناً فُرقۃ الاحباب ایک ایسا زخم ہے، جسے جھیلنے کے لیے وقت ہی کے مرہم کو اللہ نے کارگر بنایا ہے۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ دور دور سے انسان ان کی عظمت کا معترف ہوتا ہے مگر صبح وشام وسفر وحضر کا ساتھ اور یک جائی و ہم کاری دستیاب ہو جائے تو عظمت کا سارا شیش محل چور چور اور ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور انسان چیخ اٹھتا ہے:

دیوار جانتا تھا جسے میں وہ دھول تھی
اب مجھ کو اعتماد کی دعوت نہ دے کوئی

جبکہ حقیقی عظمت واخلاص کے حامل افرادِ دعوت وعزیمت کے ہاں جناب رسالت مآب ﷺ کے شمائل کا عکس و پرتو دکھائی دیتا ہے۔
جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی سے مروی معروف روایتِ حدیث میں آں جناب سرور دو جہاں ﷺ کا وصف بیان ہوا۔

وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ (سنن ترمذی)

جو نبی اکرم ﷺ سے آپ ﷺ کی معرفت کے ساتھ ملتا جلتا رہتا وہ آپ ﷺ سے محبت کرنے لگتا

بندہ عرض کرتا ہے کہ ہمارے نوید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے اسوے پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ واکرم نزلہ (آمین)

۱۶۔۰۲۔۱۴۳۷ھ

۲۸۔۱۱۔۲۰۱۵ء

صدر انجمن خدام القرآن، سندھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

یہ دنیا فانی ہے اور یہاں جو آیا ہے اسے علائق دنیوی یعنی والدین رشتے دار بیوی بچے پسندیدہ گھر اور کاروبار چھوڑ کر مستقل طور پر اپنے خالق ومالک ورب اور محبوبِ حقیقی اللہ جل شانہٗ (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔165:02) کے پاس چلے جانا ہے۔ انجینیر نوید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس معاملے میں بھی ہم سے سبقت لے گئے اور ہمارے لیے مسنون دعا کے الفاظ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْن ہی میں باطنی آسودگی اور وقتی اطمینان کا سامان ہے۔

انجینیر نوید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے 53 سال کی عمر میں 17 جولائی 2015ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ انجینیرنگ کی تعلیم سے فراغت کے جلد ہی بعد انہوں نے عین جوانی میں ہی قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کا شغف اختیار کیا اور بس اسی کے ہو رہے۔ ان کی زندگی اس شعر کا مصداق کامل تھی

؎ ماہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
اِلّا حدیث دوست کہ تکرار می کنیم

(ہم نے جو کچھ بھی پڑھا، اسے فراموش کر دیا۔ سوائے دوست کی بات کے، کہ اس کو ہم دہراتے ہیں۔)

جنوبی ایشیا میں اُمت مسلمہ میں نظریاتی احیائی مساعی کا آغاز 1000ھ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی واحیائی جدوجہد سے ہوتا ہے۔ حضرت مجدد کو اللہ تعالیٰ نے 'ہر فرعونے راموسیٰ داد' کے مصداق مغل بادشاہ اکبر (علیہ ماعلیہ) کی ارتدادی جسارتوں اور دینِ الٰہی کی ایجاد کے ابطال کے لیے اٹھایا تھا۔ اکبر کے اس فتنے کی گہرائی اور گیرائی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مشیّت ایزدی نے 1000ھ کے بعد مجدّدینِ اُمّت کے اٹھانے کے سلسلہ کا مرکز ثقل مشرقِ وسطیٰ سے جنوبی ایشیا منتقل کر دیا اور اس وقت سے اس سرزمین میں قیام پاکستان تک مسلسل مجدّدین آئے ہیں اور انہوں نے اسلام کے نظریاتی احیاء کا کام کیا ہے۔

مخالفانہ ماحول میں اس احیائی عمل کے سلسلۃ الذّہب کی کئی کڑیاں بڑی نمایاں ہیں۔ مثلاً شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی (وفات 1624ء)، اُن کے ہم عصر شیخ عبدالحق محدث دہلوی (وفات 1642ء)، شاہ ولی اللہ دہلوی (وفات 1762ء) شاہ اسماعیل شہید (شہادت 1831ء) مولانا فضل حق خیر آبادی (وفات 1861ء) شیخ الہند محمود حسن اسیر مالٹا (وفات 1920ء) علامہ اقبال (وفات 1938ء) مولانا محمد الیاس کاندھلوی (1944ء) سیّد ابوالاعلیٰ مودودی (وفات 1979ء) وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم۔

جنوبی ایشیا میں یہ احیائی کوششیں بڑی مبارک ثابت ہوئیں اور مسلمانوں میں عمومی بیداری اور قرآن و حدیث اور دیگر دینی علوم کی طرف زبردست رجحان پیدا ہوا۔ تا آں کہ علامہ اقبال کی شاعری سے جدید تعلیم یافتہ مذہبی عناصر میں ایک ایسا زوردار احیائی جذبہ پیدا ہوا جس کی تاریخ انسانی میں نظیر ڈھونڈھ نکالنا ممکن نہیں۔ انہیں احیائی مساعی کی فضیلت ایک روایت میں یوں بیان ہوئی ہے:

مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَيَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْاِسْلَامَ، فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّيْنَ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ

(مشکوٰۃ عن الحسن مرسلاً)

''جس کو اس حالت میں موت آئی کہ وہ علم (اس نیت سے) حاصل کر رہا تھا کہ اس کے ذریعے اسلام کو زندہ کرے' اس کے اور نبیوں کے درمیان جنت میں ایک درجے کا فرق ہوگا۔''

1000ھ کے بعد کے چار سو سالوں میں جنوبی ہند میں جو کام مسلسل ہوا ہے، وہ قرآن مجید کی تعلیمات کی طرف ایک عمومی رُجحان ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس عرصے میں جتنی تفاسیر قرآن اس جنوبی ایشیا میں لکھی گئی ہیں، شاید باقی ساری دنیا کے مسلمانوں کے ہاں نہیں لکھی گئیں۔ اسی تحریک رجوع اِلی القرآن میں نمایاں حصہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جنہوں نے اس مشن کے لیے عوام سے قرآن مجید کے تعارف کے لیے فارسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔ پھر انہیں کے صاحب زادوں شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر رحمہما اللہ نے اردو میں تراجم کیے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی مساعیٔ جمیلہ میں ان کی مختصر تصنیف 'الفوز الکبیر فی اصول التفسیر' ہے جو ایک معرکہ آرا تصنیف ہے۔ اس کے بعد سے باصلاحیت لوگوں کی قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے سے دلچسپی بڑھتی چلی گئی اور آج تک اس دلچسپی میں مسلسل اضافے کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے مختلف پہلوؤں پر تصنیف و تالیف کا روز افزوں سلسلہ جاری ہے۔

اسی رجوع الی القرآن کی تحریک میں علامہ اقبال، مولانا ابوالکلام آزاد، سیّد ابوالاعلیٰ مودودی اور ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہم کی مساعی جمیلہ بہت نمایاں ہیں۔ یہ امتیاز صرف مؤخر الذکر ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے کہ انہوں نے دعوت رجوع اِلی القرآن کے نام سے کام کیا اور کئی اجتماعی ادارے تشکیل دیے جس میں جدید تعلیم یافتہ ذہین عناصر نے کشش پا کر دلچسپی سے کام کیا۔ دروسِ قرآنِ مجید، عربی کلاسیں، تراویح میں ترجمۂ قرآن وغیرہ کے پروگرام اندرونِ ملک کثرت سے منعقد ہوتے ہیں۔ اور قرآن مجید کی خوشبو سعید روحوں کے قلب و دماغ کو معطّر کرنے کے ساتھ ساتھ مسخّر بھی کر رہی ہے۔

سیّدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آقا اور رہنما ہیں انہوں نے اپنے فرامین میں انسانی نفسیات کی انفرادی و اجتماعی رہنمائی کے بے بہا گوہر پارے انسانی دسترس میں کر دیے ہیں اس طرح کہ اگر انسان کو ان کا فہم حاصل ہو جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا قدرے ادراک ہوتا ہے خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاں نثاروں کی کثیر تعداد کو اللہ کے حضور ایک کتاب قرآن مجید کے ساتھ میدان عرفات میں رنگ و نسل سے بہت بلند ایک ہی لباس میں دیکھا تو بہت سی نصیحتیں فرمائیں اور ہدایات دیں اور

قرآن مجید میں موجود تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے کی تلقین فرمائی۔ امت مسلمہ کی ساری سرگرمیاں آپ ﷺ کے اسی فرمان کی مرہونِ منّت ہیں کہ دوسری ہزاری میں بھی (1000ھ کے بعد) امّت قرآن مجید کے ساتھ تمسّک اختیار کیے ہوئے آگے بڑھ رہی ہے۔ ان شاء اللہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور اپنی پوری تابناکی کے ساتھ اسی تگ و دو کے نتیجے میں جلوہ افروز ہو گا۔

حجۃ الوداع کے خطبے میں ہی آپ ﷺ نے فرمایا:

...لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ...

''چاہیے کہ جو حاضر ہے وہ غیر حاضر تک پہنچادے''

اور مزید فرمایا:

نَضَّرَ اللهُ امْرَئً ا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ، فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى لَهَا مِنْ سَامِعٍ

(مسند احمد، عن عبد الرحمن بن عبد اللہ)

''اللہ شاداب رکھے اُس شخص کو، جس نے ہم سے حدیث سنی، پھر اس کو جیسے سنا تھا ویسے ہی آگے پہنچادیا، کیوں کہ بہت سے وہ لوگ جن تک بات پہنچائی جائے، اس کو سننے والے سے زیادہ محفوظ کرتے ہیں''۔

اسی مضمون کی روایت بخاری اور ابن ماجہ میں بھی وارد ہوئی ہے۔

اس معاملے میں بھی انجینیر نوید رحمۃ اللہ علیہ کم از کم مجھ سے تو ضرور بہت آگے نکل گئے۔ مجھے ابتداء میں قیام کراچی کے دوران انہیں کچھ اسباق پڑھانے کا موقع ملا تھا۔ پھر میں کراچی سے جھنگ آگیا۔ انجینیر نوید رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے الفاظ رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى لَهَا مِنْ سَامِعٍ کے صحیح مصداق بن گئے۔

'رجوع اِلی القرآن' کی تحریک سے وابستہ ہونے یا فنافی التحریک' ہونے کے بعد ہر شخص کے لیے اپنی صلاحیتوں، ظرف اور ذوق کے مطابق کام کا بڑا وسیع میدان کھلا ہے۔ اس میدان میں تخلیقی کاموں کی گنجائش بھی ہے اور تحقیقی کاموں کی بھی۔ پھر تنظیمی اور انتظامی امور کو چلانے والے ہاتھ بھی درکار ہوتے ہیں جبکہ تدریسی اور تبلیغی شعبہ بھی ایک تحریک کی 'جان' ہوتا ہے کہ اس تحریک کو آگے بڑھنے اور نئی نسل اور نئے آنے والوں کو اپنے افکار و خیالات کا شعور دینا تاکہ تحریک کا تسلسل نسلاً بعد نسل قائم رہے انہی تدریسی اور تبلیغی سرگرمیوں کا مرہونِ منّت ہے۔

انجینیر نوید رحمۃ اللہ علیہ کو انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کی سطح پر اللہ تعالیٰ نے کام کرنے کے مواقع دیے اور ان کی صلاحیتیں خوب خوب نکھر کر سامنے آئیں، تنظیمی اور انتظامی میدانوں میں ان کی کامیابیوں کے اظہار کا یہ موقع نہیں البتہ تدریسی اور تبلیغی مساعی میں بھی اور تدریسی مساعی میں وہ ایک روشن چراغ تھے اور ہمہ وقت دوسروں کو رہنمائی بخشتے رہے۔

انجینیر نوید رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر وقت میں بے پناہ مصروفیات اور شعبہ ہائے کار میں سے وقت نکال کر کئی کتب بھی تصنیف کر دیں جن میں سب سے آخری اور سب سے اہم کام ____ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کا رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں میں ترجمہ قرآن بیان کرنے والے مبتدی مدرّسین کے لیے "تدریس ترجمہ قرآن حکیم" ایک شاندار کارنامہ ہے۔

یہ ترجمہ برائے تدریس قرآن الحمدللہ انہوں نے مکمل کر لیا تھا البتہ ابھی تک ان کی حیات مستعار میں دو جلدوں کی طباعت ممکن ہو سکی، جن میں سورۃ توبہ تک کا حصہ مکمل ہو گیا۔ گویا متن قرآن مجید کی دو منزلیں مکمل ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کو شاد باد رکھے اور ان کے کاموں کو شرفِ قبول عطا فرمائے تاکہ یہاں بھی قرآن حکیم کا الہامی فکر و فلسفہ گلی گلی پھیل جائے۔ جس سے شرک والحاد کے اندھیرے چھٹ جائیں گے اس لیے کہ روشنی کی ایک کرن بھی اندھیروں کو بکھیر کر رکھ دیتی ہے۔

ے ہے اُفق سے ایک سنگ آفتاب آنے کی دیر
ٹوٹ کر مانند آئینہ بکھر جائے گی رات

انجمن سندھ کا یہ کارنامہ تحریک رجوع اِلی القرآن کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا کہ اس نے ترجمہ برائے تدریس قرآن شائع کر کے تدریس قرآن کا کام کرنے والوں کے لیے آسانیاں پیدا کی ہیں۔ انجمن کے تحت اب تیسری جلد کی طباعت پر کام ہو رہا ہے اور جلد ہی یہ سلسلہ آگے بڑھ کر پایۂ تکمیل کو پہنچے گا، ان شاءاللہ۔

میرے لیے یہ امر باعث سعادت ہے کہ مجھے اس تیسری جلد کی طباعت کے مرحلے پر انجینیر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے پس منظر میں، تقریظ کے لیے یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ لکھنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ ان مساعی کو رُجوع الی القرآن کے لیے مفید بنائے اور ہمارے لیے توشۂ آخرت۔ آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

انجینئر مختار فاروقی
مسئول قرآن اکیڈمی جھنگ
صدر انجمن خدام القرآن جھنگ

سورۂ یونس

قریش پر اتمام حجت کی سورت

سورہ یونس مکی سورت ہے اور مضامین سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ مکی دور کے آخر میں نازل ہوئی۔ اِس سورہ مبارکہ میں مشرکینِ مکہ کو آگاہ کر دیا گیا کہ تم پر حجت پوری ہو چکی ہے لہٰذا اب تم اپنے برے انجام کو پہنچنے والے ہو۔

☆آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۷۰ ایمانیاتِ ثلاثہ یعنی توحید، رسالت اور آخرت
- آیات ۷۱ تا ۹۸ رسولوں علیہم السلام کی اپنی قوموں کے ساتھ کشمکش
- آیات ۹۹ تا ۱۰۳ ایمان اور اس کا حصول
- آیات ۱۰۴ تا ۱۰۹ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوٹوک اعلانات

آیات ۱ تا ۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدترین ناانصافی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ	الف۔لام۔را
تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝۱	یہ آیات ہیں حکمت بھری کتاب کی۔
اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ	کیا لوگوں کے لیے یہ باعثِ تعجب ہے کہ ہم نے وحی کی اپنے ایک آدمی کی طرف جو اُن میں سے ہے
اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ	کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبردار کیجیے لوگوں کو

وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا	اور خوش خبری دیجیے اُنہیں جو ایمان لائے
اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ وقف النبی ﷺ	کہ اُن کے لیے سچائی کا مرتبہ ہے (یعنی ایسا بلند مرتبہ کہ جس کا ملنا حق اور یقینی ہے) اُن کے رب کے پاس
قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ۲	کہا کافروں نے، بے شک یہ یقیناً کھلا جادوگر ہے۔

اِن آیات میں قرآنِ حکیم کی عظمت بیان کی گئی ہے کہ یہ ایک حکمت بھری کتاب ہے جسے رسولِ اکرم ﷺ پر وحی کیا گیا تاکہ وہ لوگوں کو آخرت کی جوابدہی کے بارے میں خبردار کریں اور نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اعلیٰ درجات ملنے کی بشارت دیں۔ البتہ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ ایک انسان کیوں کر رسول ہو سکتا ہے۔ کفار نے آپ ﷺ کو رسول ماننے کی بجائے کھلم کھلا ایک جادو کرنے والا قرار دینے کی گستاخی کی، حالاں کہ جادو تو ایک خبیث فن ہے جو کسی استاد سے سیکھا جاتا ہے۔ اُس کا مقصد کسی کو نقصان پہنچا کر پیسہ کمانا ہوتا ہے۔ جادو کرنے والے کا اخلاق و کردار دونوں مکروہ ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے کسی دوسرے انسان سے قرآن نہیں سیکھا۔ آپ ﷺ اِس کی تبلیغ کے ذریعے انسانوں کے اخلاق و کردار سنوار رہے ہیں اور کسی اجر کے طلب گار نہیں ہیں۔ ذاتی طور پر آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ ترین مرتبے پر فائز ہیں۔ آپ ﷺ کو جادوگر کہنے والے بدترین ناانصافی کر رہے ہیں۔

آیات ۳ تا ۴

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ کا بیان

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ	بے شک تمہارا رب تو اللہ ہے، جس نے بنایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں
ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَى الْعَرْشِ	پھر قائم ہوا عرش پر

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ	وہی تدبیر کرتا ہے ہر کام کی
مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ	نہیں کوئی شفاعت کرنے والا مگر اُس کی اجازت کے بعد
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ	وہی اللہ تمہارا رب ہے، پس تم عبادت کرو اُسی کی
اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳	تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟
اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ	اُسی کی طرف لوٹنا ہے تم سب نے
وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ	اللہ کا وعدہ سچا ہے
اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ	بلاشبہ وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے مخلوق کو
ثُمَّ يُعِيْدُهٗ	پھر وہی دوبارہ زندہ کرے گا اُسے
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ	تاکہ جزا دے اُنہیں جو ایمان لائے اور کرتے رہے نیک عمل، عدل کے ساتھ
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ	اور جنہوں نے کفر کیا اُن کے لیے مشروب ہے کھولتے ہوئے پانی سے
وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴	اور دردناک عذاب ہے اِس وجہ سے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ کائنات کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور وہی اِس کا نظام اپنی حکیمانہ تدبیر سے چلا رہا ہے، اُس کے سوا کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ ہاں اُس کی اجازت سے کسی کے لیے دعا کی جاسکتی ہے۔ دعا کا قبول ہونا یا نہ ہونا بھی اُسی کی مرضی سے ہے۔ لہٰذا انسانوں کا ربِّ حقیقی وہی ہے اور اُنہیں اُسی کی بندگی کرنی چاہیے۔ وہ اُنہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔ تمام

انسان اُس کے سامنے پیش ہوں گے۔ پھر وہ بندگی کرنے والے نیکوکاروں کو اُن کی نیکیوں کی مناسبت سے اجر عطا فرمائے گا۔ دوسری طرف اُس نے نافرمانوں کے لیے کھولتا ہوا مشروب اور دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیات ۵ تا ۶

اللہ تعالیٰ کی واضح نشانیاں کیا پیغام دے رہی ہیں؟

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً	وہی ہے جس نے بنایا سورج کو روشن
وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا	اور چاند کو منور
وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ	اور مقرر کیں اُس کے لیے منزلیں (کہ روزانہ ایک منزل قطع کرتا ہے)
لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ	تاکہ تم جان لو گنتی برسوں کی اور حساب
مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ	نہیں پیدا فرمایا، اللہ نے یہ سب مگر حق کے ساتھ
یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝۵	وضاحت کرتا ہے آیات کی اُن کے لیے جو جاننا چاہیں۔
اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ	بے شک رات اور دن کے بدلنے میں
وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے آسمانوں اور زمین میں
لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ۝۶	یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو (غور و فکر میں غلطی سے) بچتے ہیں۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی چند واضح نشانیوں کا ذکر ہے۔ اُس کی ایک بڑی نمایاں نشانی سورج ہے جو اُس کے حکم سے جلتے ہوئے اپنی روشنی آپ پیدا کر رہا ہے۔ دوسری نشانی چاند ہے جو سورج سے فیض پاکر منور ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والوں کے لیے چاند

کے بڑھنے اور گھٹنے کا ایسا ضابطہ بنایا جس سے نہ صرف دنوں، مہینوں اور سالوں کے حساب کا شمار ہوتا ہے بلکہ انسان اپنے معاملات کی منصوبہ بندی کے لیے دن، مہینے اور سال بھی طے کر لیتا ہے۔ سورج کی گردش نے رات اور دن کے بدلنے کا وہ نظام بنایا ہے جس سے انسان فائدہ اٹھا کر اپنے معاملات سہولت سے انجام دے سکتا ہے۔ کائنات کے یہ مظاہر انسان کو پیغام دے رہے ہیں کہ اِن کی تخلیق بے مقصد نہیں ہے۔ وہ سب کے سب اپنے خالق کی مرضی سے سرگرمِ عمل ہیں۔ لہٰذا انسان کے لیے بھی بھلائی کی روش یہ ہے کہ وہ اللہ کی بندگی کے رنگ میں پوری کائنات کے ساتھ رنگا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس پیغام کو سمجھنے اور اِس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷ تا ۱۰

برے اور بھلے لوگوں کا انجام

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا	بے شک وہ لوگ جو توقع نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی
وَ رَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا	اور خوش ہو گئے ہیں دنیوی زندگی پر
وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا	اور مطمئن ہو گئے ہیں اِس سے
وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۙ﴿۷﴾	اور وہ لوگ جو ہماری آیات سے غافل ہیں۔
اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ	یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے
بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾	اُن اعمال کی وجہ سے جو وہ کمایا کرتے تھے۔
اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنھوں نے عمل کیے اچھے

يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ	رہنمائی فرمائے گا اُن کی اُن کا رب اُن کے ایمان کی وجہ سے
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۹	بہتی ہوں گی اُن کے نیچے سے نہریں نعمتوں کے باغوں میں۔
دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ	اُن کی پکار وہاں ہو گی پاک ہے تو اے اللہ !
وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ	اور اُن کی دعا وہاں ہو گی "سلامتی ہو"۔
وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ	اور اُن کی آخری پکار ہو گی (ہر دعا کا خاتمہ ہو گا اس پر)
ع ۲ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ ع	کہ کل شکر اللہ کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

یہ آیات خبر دار کر رہی ہیں کہ جو لوگ دنیا ہی کے طلب گار ہیں، اِسی کے عیش و آرام میں مگن اور خوش ہیں، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو دیکھ کر بھی اُس کی معرفت حاصل کرنے سے محروم ہیں اور آخرت کی جواب دہی سے غافل ہیں، اُن کا ٹھکانا جہنم کی آگ ہے۔ اِس کے برعکس باعمل مومنوں کو ہدایت نصیب ہوئی ہے اُن کے اللہ اور آخرت پر ایمان کی بدولت۔ اب اُن کے لیے جنت کی نعمتوں سے لبریز باغ ہیں۔ اِن باغوں میں وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد کریں گے اور باہم ایک دوسرے کو سلامتی کی دعائیں دیں گے۔ یعنی دنیا کے دارالامتحان سے کامیاب ہو کر نکلنے اور نعمت بھری جنتوں میں پہنچ جانے کے بعد یہ نہیں ہو گا کہ یہ لوگ وہاں سامانِ عیش و عشرت پر ٹوٹ پڑیں۔ بلکہ اُن کا بلند کردار جنت کے پاکیزہ ترین ماحول میں اور زیادہ نکھر کر سامنے آئے گا۔ دنیا میں جن اوصاف کی اُنہوں نے پرورش کی تھی، وہاں وہ اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہوں گے۔ اُن کا محبوب ترین وظیفہ اللہ تعالیٰ کی حمد و تقدیس ہو گا، جس سے وہ دنیا میں مانوس تھے۔ اُن کی دعاؤں میں وہی ایک دوسرے کی سلامتی چاہنے کا جذبہ کارفرما ہو گا جسے اُنہوں نے دنیا میں اپنے طرزِ عمل کی روح بنا رکھا تھا۔

آیات ۱۱ تا ۱۴

بشری کمزوریاں

وَ لَوْ یُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَیْرِ	اور اگر جلدی کرتا اللہ لوگوں کو شر پہنچانے میں جیسے کہ اُن کا جلدی کرنا ہوتا ہے بھلائی کے لیے ۔
لَقُضِیَ اِلَیْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ	یقیناً پوری کر دی جاتی اُن کے لیے مہلت کی مدت
فَنَذَرُ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا	پس ہم چھوڑ دیتے ہیں، اُن لوگوں کو جو توقع نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی
فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ⑪	اپنی سرکشی میں وہ بھٹکتے رہتے ہیں۔
وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ	اور جب پہنچتی ہے انسان کو تکلیف
دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ	وہ پکارتا ہے ہمیں لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے ہو یا کھڑے ہوئے
فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ	پھر جب ہم دور کر دیتے ہیں اُس سے، اُس کی تکلیف
مَرَّ كَاَنْ لَّمْ یَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ	چل دیتا ہے جیسے اُس نے کبھی پکارا ہی نہیں تھا ہمیں کسی تکلیف میں جو پہنچی تھی اُسے
كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِلْمُسْرِفِیْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ⑫	اِسی طرح خوش نما کر دیا گیا حد سے گزرنے والوں کے لیے وہ سب جو وہ کیا کرتے تھے۔
وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ	اور یقیناً ہم نے ہلاک کیا اُن قوموں کو جو تم سے پہلے تھیں

لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ	جب اُنھوں نے ظلم کیا
وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ	اور آئے تھے اُن کے پاس اُن کے رسول علیہ السلام واضح دلائل کے ساتھ
وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ	اور وہ نہ ہوئے کہ ایمان لاتے
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۳	اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں مجرم لوگوں کو۔
ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ	پھر ہم نے بنایا تمھیں جانشین زمین میں اُن کے بعد
لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۴	تاکہ ہم ظاہر کریں کہ کیسے تم عمل کرتے ہو؟

اِن آیات میں انسانوں کی تین کمزوریوں کا ذکر کیا گیا ہے:

1. انسان جلد باز ہے۔ چاہتا ہے کہ فوری طور پر خیر حاصل کرلے۔ اگر اللہ تعالیٰ اتنی ہی جلدی اُس کے لیے شر کا فیصلہ کردے تو اُس کا معاملہ ختم ہو جائے۔ البتہ اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے کہ شاید اصلاح کی طرف مائل ہو لیکن وہ تو سرکشی ہی کرتا رہتا ہے۔
2. انسان کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے رحم کی التجا کرتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اُس کی تکلیف دور فرما دیتا ہے تو وہ احسان فراموشی کرتے ہوئے رُخ پھیر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بالکل ہی غافل ہو جاتا ہے۔
3. انسان جس حقیقت کا ایک دفعہ انکار کردے اُسے پھر ماننے پر تیار نہیں ہوتا۔ اِسی انکار کی وجہ سے ماضی میں کئی قومیں ہلاکت سے دوچار ہوئیں۔

آخری آیت میں زمین پر بسنے والے انسانوں کو آگاہ کیا گیا کہ ہلاک ہونے والی قوموں کے بعد اب اُنہیں اختیار دے کر بھیجا گیا ہے۔ اب یہ اُن کا امتحان ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ سابقہ مجرم قوموں کے انجام سے عبرت پکڑتے ہیں یا اُنہی کی روش پر چلتے ہیں۔

آیات ۱۵ تا ۱۷

قرآن کو بدلنے کا مطالبہ

وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ ۙ	اور جب تلاوت کی جاتی ہیں اُن پر ہماری واضح آیات
قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا	تو کہتے ہیں وہ لوگ جو توقع نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی
ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ هٰذَاۤ	لے آیئے قرآن اِس کے علاوہ
اَوْ بَدِّلْهُ ؕ	یا بدل دیجیے اِس کو
قُلْ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآیِٔ نَفْسِیْ ۚ	اے نبی ﷺ! فرمایئے مجھے اختیار نہیں کہ میں بدل دوں اِسے اپنی مرضی سے
اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ ۚ	میں پیروی نہیں کرتا مگر اُس کی جو وحی کیا جاتا ہے میری طرف
اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝۱۵	بے شک میں ڈرتا ہوں اگر میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی، بڑے دن کے عذاب سے۔
قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ	فرمایئے اگر چاہتا اللہ تو میں تلاوت نہ کرتا اِس کی تم پر
وَ لَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۫	اور نہ ہی اللہ آگاہ کرتا تمہیں اِس سے
فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ	تو تحقیق میں تو گزار چکا ہوں تمہارے درمیان ایک عمر اِس سے پہلے

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾	تو کیا تم نہیں سمجھتے ؟
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا	پس کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو گھڑتا ہے اللہ پر جھوٹ ؟
اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ؕ	یا جھٹلائے اُس کی آیات کو
اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾	بے شک کامیاب نہیں ہوتے مجرم۔

یہ آیات سردارانِ قریش کی طرف سے قرآنِ حکیم کو بدلنے یا اِس میں ترمیم کرنے کے مطالبے کا ذکر کر رہی ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ قرآن سے اُن کے معبودوں کی نفی، اُن کی من گھڑت رسوم کی مذمت اور آخرت میں نجات کے گمراہ کن تصور کے رد کے مضامین خارج کر دیے جائیں۔ یعنی ان کے اعتقاد کے خلاف جملہ مضامین حذف کر دیئے جائیں۔ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اُنہیں بتادیں کہ قرآن میرا نہیں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ، میں اُسے بدلنے یا اُس میں ترمیم کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ بالفرض اگر میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کا عذاب مجھے بھی آپکڑے گا۔ میں اعلانِ نبوت سے قبل چالیس سال تمہارے درمیان رہا ہوں اور میں نے کبھی بھی کوئی سخن سازی نہیں کی ہے۔ پھر اب بھلا کیوں کر کر سکتا ہوں؟ قرآنِ حکیم تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور میں اُسی کے حکم کی پیروی میں تمہیں اِسے سنا رہا ہوں۔ اب اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اپنے وضع کردہ کلام کو اللہ تعالیٰ کا کلام قرار دے یا پھر وہ جس کے سامنے اللہ تعالیٰ کا کلام آئے اور وہ اُسے جھٹلادے۔ میری سابقہ چالیس سالہ زندگی گواہ ہے کہ میں نے کبھی نہ جھوٹ بولا اور نہ جھوٹی بات کسی کی طرف منسوب کی۔ لہٰذا یہ تم ہی ظالم ہو جو اللہ تعالیٰ کے کلام کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں اور اُس میں من چاہی ترامیم کا مطالبہ کر رہے ہو۔

آیات ۱۸ تا ۱۹

شفاعتِ باطلہ کا من گھڑت عقیدہ

وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَ لَا	اور وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوا اُن کو جو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں

يَنْفَعُهُمْ	اُنہیں اور نہ نفع دے سکتے ہیں اُنہیں
وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ	اور کہتے ہیں یہ تو ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے ہاں
قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ ؕ	اے نبی ﷺ! فرمایئے کیا تم خبر دیتے ہو اللہ کو اُس کی جو وہ نہیں جانتا آسمانوں میں اور نہ زمین میں (یعنی جو چیز اللہ کے علم میں نہ ہو اس کا وجود محال ہے)
سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾	وہ پاک ہے اور برتر ہے اُن سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔
وَ مَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً	اور نہیں تھے (پہلے تمام) لوگ مگر ایک ہی اُمت (موحد تھے)
فَاخْتَلَفُوْا ؕ	پھر اُنہوں نے باہم اختلاف کیا (توحید سے پھر گئے)
وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ	اور اگر نہ ہوتی وہ بات جو پہلے سے طے ہو چکی ہے آپؐ کے رب کی طرف سے (کہ پورا عذاب ان کو دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں دیا جائے گا)
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ	تو یقیناً فیصلہ کر دیا جاتا اُن کے درمیان
فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾	اُس بات میں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہیں جو کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتیں۔ پھر وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اللہ تعالیٰ کے مقربین ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری شفاعت کر کے ہمیں

بخشوالیں گے۔ جواب میں اُن سے پوچھا گیا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کے علم میں اضافہ کرنا چاہتے ہو یہ بتا کر کہ فلاں ہستیاں اُس کی مقربین ہیں؟ یہ تمہارے من گھڑت تصورات ہیں جن کی کوئی سند نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان کو نبی بنا کر ابتدا ہی سے نوعِ انسانی کو توحید کا تصور دیا تھا۔ یہ تو لوگوں نے خود مشرکانہ تصورات اختیار کر کے اختلاف کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاح کے لیے مہلت دینے کی سنت نہ ہوتی تو اِن شرک کرنے والوں کو فوراً ہی ہلاک کر دیا جاتا۔

آیت ۲۰

فرمائشی معجزہ دکھانے کا مطالبہ

وَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ	اور وہ کہتے ہیں کیوں نہ نازل کیا گیا اُن پر (ہمارے فرمائشی معجزات میں سے) کوئی معجزہ اُن کے رب کی طرف سے؟
فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ	پس اے نبی ﷺ! فرمایئے بے شک غیب تو صرف اللہ ہی کے لیے ہے
فَانْتَظِرُوْا ۚ	تو انتظار کرو
ع ۲ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع	بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

اِس آیت میں مشرکین کے اِس مطالبہ کا ذکر ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے اُن کی فرمائش کے مطابق کوئی معجزہ دکھائیں۔ اُن کا مطالبہ اِس وجہ سے نہیں تھا کہ وہ سچے دل سے دعوتِ حق قبول کرنے اور اُس کے تقاضے ادا کرنا چاہتے تھے بلکہ یہ اُن کا ایمان نہ لانے کے لیے ایک بہانہ تھا۔ جواب دیا گیا کہ معجزے دکھانا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ جو معجزہ اُس نے قرآنِ حکیم کی صورت میں اتارا ہے وہ تو میں نے پیش کر دیا ہے۔ جو کچھ اُس نے نہیں اتارا وہ میرے اور تمہارے لیے غیب

ہے۔ وہ چاہے تو اُسے اتارے اور نہ چاہے تو نہ اتارے۔ اب اگر تم ایمان لانے کے لیے چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری فرمائش کے مطابق کچھ اتارے تو اِس کے انتظار میں بیٹھے رہو۔ میں بھی دیکھوں گا کہ تمہاری یہ فرمائش پوری کی جاتی ہے یا نہیں۔

آیات ۲۱ تا ۲۳

انسان کی احسان فراموشی

وَ اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ	اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت اُس تکلیف کے بعد جو پہنچی ہو اُنہیں (تکذیب اور استہزاء کی صورت میں)
اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ؕ	تو اُسی وقت اُن کے مکر و فریب ہوتے ہیں ہماری آیات میں
قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ	اے نبی ﷺ! فرمایئے اللہ زیادہ تیز ہے تمہارے مکر و فریب کا توڑ کرنے میں
اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾	بے شک ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لکھ رہے ہیں اُسے جو تم فریب کر رہے ہو
هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ	وہی ہے جو چلاتا ہے تمہیں خشکی اور سمندر میں۔ (جن آلات و اسباب کے ذریعہ تم چلتے ہو وہ سب اللہ ہی کے دیئے ہوئے ہیں)
حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ	یہاں تک کہ جب تم ہوتے ہو کشتیوں میں
وَ جَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ	اور وہ لے چلتی ہیں اُنہیں سازگار ہواؤں کے ساتھ
وَّ فَرِحُوْا بِهَا	اور وہ خوش ہوتے ہیں اُس ہوا سے
جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ	تو آ جاتی ہے اُن کشتیوں پر سخت تیز ہوا

وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ	اور آ جاتی ہیں اُن پر موجیں ہر طرف سے
وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ	اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یقیناً گھیر لیا گیا ہے اُنہیں
دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ	وہ پکارتے ہیں اللہ کو خالص کرنے والے ہو کر اُسی کے لیے دین
لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ	(اے اللہ!) اگر تو نے بچا لیا ہمیں اِس طوفان سے
لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾	تو ہم ضرور ہوں گے شکر کرنے والوں میں سے۔
فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ	پھر جب وہ بچا لیتا ہے اُنہیں
اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ	تو اُسی وقت وہ سرکشی کرنے لگتے ہیں زمین میں ناحق (شرک و معصیت کی صورت میں)
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ ۙ	اے لوگو! بے شک تمہاری سرکشی تمہارے ہی خلاف پڑے گی
مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫	(اُٹھا لو) دنیوی زندگی کا فائدہ
ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ	پھر ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے تمہیں
فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾	پھر ہم بتا دیں گے تمہیں جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ انسان پر کسی تکلیف کے بعد راحت بھیجتا ہے تو انسان احسان فراموشی کرتے ہوئے اِس اِحسان کی نسبت کسی اور کی طرف کر دیتا ہے۔ اِسی طرح جب مشکل آتی ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ مشکل ٹل جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کو بھول کر شرک اور نافرمانیاں کرنے لگتا ہے۔ انسان کے پاس دنیا کی زندگی کی مختصر سی مہلت ہے۔ اِس میں جس قدر سرکشی کرنا چاہے کر لے۔ آخر کار یہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اِس کی احسان فراموشی اور سرکشی کو بے نقاب کر کے اُسے رسوا کر دے گا۔

آیت ۲۴

دنیا کی زندگی کھیتی کی طرح ہے

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ	بے شک دنیوی زندگی کی مثال تو محض پانی کی طرح ہے
اَنْزَلْنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ	ہم نے اتارا اُسے آسمان سے
فَاخْتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ	تو رل مل کے نکل آیا اُس کے ساتھ زمین کا سبزہ
مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ ؕ	اُس میں سے کھاتے ہیں لوگ اور چوپائے
حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَہَا	یہاں تک کہ جب حاصل کر لی زمین نے اپنی آرائش
وَ ازَّیَّنَتْ	اور وہ خوب سج گئی
وَ ظَنَّ اَہْلُہَاۤ	اور سمجھ لیا اُس کے رہنے والوں نے
اَنَّہُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْہَاۤ ۙ	کہ بے شک وہ قادر ہیں اُس پر
اَتٰىہَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَہَارًا	آ گیا اُس پر ہمارا حکم رات یا دن میں
فَجَعَلْنٰہَا حَصِیْدًا	تو ہم نے کر دیا اُسے کٹی ہوئی کھیتی
کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ	گویا کہ وہ تھی ہی نہیں کل
کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾	اِسی طرح ہم واضح کرتے ہیں آیات اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اِس آیت میں دنیا کی زندگی کو ایک کھیتی کی مثال سے واضح کیا گیا ہے۔ جس طرح آسمان سے بارش برستی ہے، کھیتی اُگتی ہے، اپنے جوبن پر پہنچتی ہے لیکن پھر اچانک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آفت اُسے رات یا دن میں اُجاڑ دیتی ہے۔اِسی طرح انسان کی زندگی بھی ابتدا کے بعد جوانی کے عروج تک پہنچتی ہے لیکن پھر اُس پر زوال آتا ہے۔آخر کار اچانک کسی آفت یا موت سے اُس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کھیتی کا معاملہ آسان ہے کہ اب اُس کا کوئی حساب نہیں۔انسان کو موت کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا اور اُسے اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہو گا۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

آیات ۲۵ تا ۲۷

جیسا عمل ویسا بدلہ

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ	اور اللہ بلاتا ہے سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۲۵	اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے سیدھے راستے کی طرف۔
لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ	اُن کے لیے جنہوں نے نیک عمل کیے اچھا بدلہ ہے اور مزید بھی ہے
وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ	اور نہیں چھائے گی اُن کے چہروں پر سیاہی اور نہ ذلت
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ	یہ لوگ ہیں جنت والے
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۶	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ	اور جنہوں نے کمائیں برائیاں

جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ	برائی کا بدلہ ہوگا اُس برائی جیسا
وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ	اور ڈھانپ لے گی اُنہیں ذلت
مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ؕ	نہ ہوگا اُنہیں اللہ سے کوئی بچانے والا
كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ	گویا کہ اوڑھا دیے گئے اُن کے چہروں پر ٹکڑے رات کے جو اندھیری ہے
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	یہی لوگ دوزخ والے ہیں
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو سلامتی کے گھر یعنی جنت کی طرف بلا رہا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہیں گے اُن کے لیے بھلائیاں ہی بھلائیاں ہیں۔ اُنہیں جنت میں بے شمار نعمتوں کے علاوہ ایک سب سے بڑی اور عظیم نعمت ملے گی۔ یہ نعمت ہو گی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے رُخِ انور کا دیدار۔ روزِ قیامت اُن کے چہرے ہر قسم کی ذلت و رسوائی کی سیاہی سے محفوظ ہوں گے اور وہ ہمیشہ ہمیش جنت میں رہیں گے۔ اِس کے برعکس اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کے چہرے ذلت و رسوائی کی وجہ سے اندھیری رات کی طرح سیاہ ہوں گے۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہیں گے۔

آیات ۲۸ تا ۳۰

مشرکین کے لیے اُن کے معبودوں کا کورا جواب

وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا	اور جس روز ہم جمع کریں گے اُن سب کو
ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا	پھر ہم کہیں گے اُن لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا

مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ	اپنی جگہ ٹھہرے رہو تم اور تمہارے شریک بھی
فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ	پھر ہم پھوٹ ڈال دیں گے اُن کے درمیان
وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ	اور کہیں گے اُن کے شریک
مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾	تم ہماری تو عبادت نہیں کیا کرتے تھے۔
فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ	پس کافی ہے اللہ گواہ ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان
اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾	بے شک ہم تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔
هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ	وہاں جانچ لے گی ہر جان اُس عمل کو جو اُس نے آگے بھیجا تھا
وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ	اور وہ لوٹائے جائیں گے اللہ کی طرف جو اُن کا حقیقی مالک ہے
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع	اور گم ہو جائے گا اُن سے جو وہ جھوٹ گھڑا کرتے تھے۔

النصف ۳ ع ۸

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ مشرکین کو اور اُن کے معبودوں یعنی فرشتوں، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ساتھ بلائے گا۔ اُس روز مشرکین کو اُن کے معبود صاف جواب دیں گے کہ ہم تمہاری عبادات یعنی دعاؤں، نذر و نیاز اور چادریں چڑھانے سے غافل تھے۔ اب مشرکین کے قدموں تلے سے زمین نکل جائے گی۔ جن سہاروں پر اُنہیں بھروسا تھا وہ سب چھوٹ جائیں گے اور کوئی بھی اُنہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا نہ سکے گا۔

آیات ۳۱ تا ۳۳

سوچنے پر مجبور کر دینے والے سوالات

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ	اے نبی ﷺ! پوچھیے کون رزق دیتا ہے تمہیں آسمان اور زمین سے؟
اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ	یا کون اختیار رکھتا ہے کانوں اور آنکھوں پر؟
وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ	اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے
وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ	اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے؟
وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ	اور کون تدبیر کرتا ہے ہر کام کی؟
فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ	پھر وہ کہیں گے اللہ
فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾	تو فرمایئے سو کیا تم اللہ کی نافرمانی سے نہیں بچو گے؟
فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ	پس وہی اللہ تمہارا حقیقی رب ہے
فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ	پھر کیا ہے حق کے بعد سوائے گمراہی کے؟
فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾	پھر کہاں سے تم پھیرے جاتے ہو؟
كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا	اِسی طرح سچ ثابت ہو گئی تیرے رب کی بات اُن لوگوں پر جنہوں نے نافرمانی کی
اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾	کہ بے شک وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اِن آیات میں مشرکین سے چند ایسے سوالات (Searching questions) پوچھے گئے جو اُنہیں سوچنے اور حق کا اعتراف کرنے پر مجبور کرنے والے تھے۔اُن سے پوچھا گیا کہ بتاؤ کون آسمان وزمین سے انسان کے لیے رزق پیدا فرماتا ہے؟انسان کی سماعت وبصارت کس کے اختیار میں ہے؟کون مردے کو زندہ اور زندے کو مردہ کر سکتا ہے؟کائنات کے تمام معاملات کی تدبیر کون کرتا ہے؟مشرکین تسلیم کرتے تھے کہ یہ سارے کام اللہ کے ہیں۔اب اُنہیں ملامت کی گئی کہ جب تم مانتے ہو کہ تمہارا حقیقی پروردگار،مالک اور رازق اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اُس کے ساتھ دوسروں کو شریک کیوں کرتے ہو؟اُن سے سوال کیا جارہا ہے کہ تم کہاں سے پھیرے جاتے ہو۔گویا کوئی ایسا گمراہ کن شخص یا گروہ موجود ہے جو اپنے دنیوی مفادات کے لیے لوگوں کو صحیح رخ سے ہٹا کر غلط رخ پر پھیر رہا ہے۔اِسی بنا پر لوگوں کو سوچنے پر مجبور کیا جارہا ہے کہ تم اندھے بن کر غلط رہ نمائی کرنے والوں کے پیچھے کیوں چلے جارہے ہو،اپنی عقل سے کام لے کر سوچتے کیوں نہیں ہو؟

آیات ۳۴ تا ۳۶

وہ کام جو صرف معبودِ حقیقی کر سکتا ہے

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ	اے نبی ﷺ! پوچھیے کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہو مخلوق کو پھر دوبارہ بناتا ہو اُسے؟
قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ	فرمایئے اللہ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے مخلوق کو پھر وہی دوبارہ بناتا ہے اُسے
فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳۴	تو کہاں سے تم بہکائے جاتے ہو؟
قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ	پوچھیے کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو ہدایت دیتا ہو حق کی طرف؟

قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ	فرمایئے اللہ ہی ہدایت دیتا ہے حق کی
اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ	تو کیا جو ہدایت دیتا ہو حق کی طرف وہ زیادہ حق دار ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے
اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ	یا وہ جو ہدایت پا نہیں سکتا جب تک اُسے ہدایت دی نہ جائے؟
فَمَا لَكُمْ ۫	تو کیا ہے تمہیں
كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾	تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟
وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ	اور نہیں پیروی کرتے اُن میں سے اکثر مگر گمان کی
اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ	بلاشبہ گمان فائدہ نہیں دیتا حق کے مقابلے میں کچھ بھی
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾	بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے اُسے جو وہ کر رہے ہیں۔

یہ آیات مشرکین سے دو سوالات کے جوابات دریافت کر رہی ہیں۔ اوّل یہ کہ کون سا ایسا معبود ہے جس نے ہر مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا اور وہ دوبارہ بھی ایسا کر سکتا ہے؟ دوسرا یہ کہ کون سا ایسا معبود ہے جو حق کے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اِس کے لیے ایسی شریعت عطا کرتا ہے جس سے ہر انسان کی جان، آبرو اور مال محفوظ ہو جاتا ہے؟ مشرکین یہ تسلیم کرنے پر مجبور تھے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں لیکن وہ زبان سے اِس حقیقت کا اقرار نہیں کرتے تھے۔ اِس حقیقت کا اقرار کر کے اُنہیں آخرت کی جوابدہی کو بھی تسلیم کرنا پڑتا اور پھر خواہشات کی پیروی کی بجائے شریعت کی پیروی بھی کرنی پڑتی جس کے لیے وہ آمادہ نہیں تھے۔ اِسی لیے اِن سوالات کا جواب رسول اللہ ﷺ سے دلوایا گیا کہ مذکورہ بالا تمام امور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی انجام دے سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شرک کرنے والے حق کی نہیں بلکہ محض اپنے گمانوں کی پیروی کرتے ہیں۔ بلاشبہ گمان حق کا نعم البدل ہو ہی نہیں سکتا۔

آیات ۳۷ تا ۳۹

قرآن جیسی ایک سورت ہی لے آؤ

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور نہیں ہے یہ قرآن کہ بنالیا جائے اللہ کے سوا
وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ	اور لیکن یہ تو تصدیق ہے اِس سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں کی
وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ	اور وضاحت ہے تمام کتابوں کی
لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾	کوئی شک نہیں اِس میں کہ یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے۔
اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ	کیا وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے گھڑ لیا ہے اِسے؟
قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ	اے نبی ﷺ! فرمایئے تو لے آؤ کوئی سورت اِس جیسی
وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور بلالو جن کو تم بلا سکتے ہو اللہ کے سوا
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾	اگر تم سچے ہو۔
بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ	بلکہ اِنہوں نے جھٹلایا اُس کو جسے وہ نہ سمجھ سکے اُس کے علم کے اعتبار سے
وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ	اور ابھی نہیں آیا اِن کے پاس اِس جھٹلانے کا انجام
كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	اِسی طرح جھٹلایا اُن لوگوں نے جو اِن سے پہلے تھے

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾	پھر دیکھ لو کیسا ہوا انجام ظالموں کا؟

اِن آیات میں قرآنِ حکیم کی عظمت کا بیان ہے۔ فرمایا کہ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اگر کسی کو شک ہے تو اِس جیسی ایک سورت ہی مقابلہ کے لیے پیش کرے۔ حقیقت یہ کہ وہ قرآنِ حکیم کی علمی وادبی عظمتوں کو نہیں سمجھ سکتے اور اپنی عاجزی کا اعتراف کرنے کی بجائے اُسے جھٹلا رہے ہیں۔ اُنہیں اندازہ نہیں ہے کہ اِس جھٹلانے کا انجام کس قدر دردناک ہوگا۔ کاش کہ وہ ماضی میں حق کو جھٹلانے والی قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرتے۔

آیات ۴۰ تا ۴۱

ایمان نہ لانے والے مفسد ہیں

وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ	اور اِن میں سے کچھ ایمان لائیں گے قرآن پر
وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ	اور اِن میں سے کچھ ایمان نہیں لائیں گے اِس پر
ع ۹ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع	اور اے نبی ﷺ! آپ کا رب خوب جاننے والا ہے فساد کرنے والوں کو۔
وَاِنْ كَذَّبُوْكَ	اور اگر وہ آپ ﷺ کو جھٹلائیں
فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ	تو فرما دیجیے میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل
اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ	تم بری ہو اُس سے جو میں کرتا ہوں
وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾	اور میں بری ہوں اُس سے جو تم کرتے ہو۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ مکہ والوں میں سے کچھ ایمان لے آئیں گے اور کچھ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والے مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔ وہ دنیا کا منہ تو یہ کہہ کر بند کر سکتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں بات نہیں آئی لیکن اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ اللہ تعالیٰ قلب و ضمیر کے چھپے ہوئے رازوں سے واقف ہے۔ وہ اُن میں سے ایک ایک شخص کے متعلق جانتا ہے کہ کس کس طرح اُس نے سن کر بھی نہ سنا، اپنے ضمیر کی آواز کو دبایا، اپنے قلب میں حق کی شہادت کو ابھرنے سے روکا، اپنے ذہن سے قبولِ حق کی صلاحیت کو مٹایا اور حق کے مقابلے میں اپنے تعصبات، دنیوی مفادات اور نفس کی خواہشات کو ترجیح دی۔ اِس بنا پر وہ محض گمراہ نہیں بلکہ درحقیقت مفسد ہیں۔ اتنے واضح حقائق سامنے آنے کے باوجود اگر وہ نہیں مانتے تو نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ اعلان کر دیں کہ میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل۔ میں تمہارے سیاہ اعمال سے صاف صاف اعلانِ براءت کرتا ہوں۔

آیات ۴۲ تا ۴۵

سرداران قریش کا مکر و فریب

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۚ	اور اے نبی ﷺ! اُن میں سے کچھ سنتے ہیں بظاہر کان لگا کر آپ ﷺ کی طرف
اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ	تو کیا آپ ﷺ سنا سکتے ہیں بہروں کو
وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾	اور اگرچہ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوں؟
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ	اور اُن میں سے کچھ وہ ہیں جو بظاہر دیکھتے ہیں آپ ﷺ کی طرف
اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ	تو کیا آپ ﷺ ہدایت کی راہ دکھا سکتے ہیں اندھوں کو

وَ لَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾	اور اگرچہ وہ کچھ نہ دیکھتے ہوں؟
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا	بے شک اللہ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر کچھ بھی
وَّ لٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾	اور لیکن لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔
وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ	اور جس روز اللہ جمع کرے گا اُنہیں
كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ	(وہ سمجھیں گے) گویا وہ نہیں ٹھہرے (دنیا میں) مگر ایک گھڑی دن کی
يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ	پہچان لیں گے آپس میں ایک دوسرے کو
قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ	یقیناً خسارے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کو
وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾	اور وہ نہ ہوئے ہدایت پانے والے۔

سردارانِ قریش اپنے عوام پر یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے تھے کہ وہ بلاوجہ نبی اکرم ﷺ کی مخالفت نہیں کر رہے بلکہ اپنی مخالفت میں مخلص ہیں۔ اپنے خلوص کے اظہار کے لیے وہ نبی اکرم ﷺ کی محفل میں جا کر بیٹھتے اور بظاہر بڑی توجہ سے آپ ﷺ کی باتیں سنتے اور آپ ﷺ کی طرف دیکھتے۔ لیکن اُن کا مقصد حق کو سمجھنا نہیں بلکہ جھوٹے اخلاص کو ظاہر کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے مکر و فریب کرنے والے کبھی ہدایت نہیں پا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اُنہیں سننے کو کان، دیکھنے کو آنکھیں اور فہم و بصیرت کے لیے دل و دماغ سب کچھ عطا کیا ہے تاکہ وہ حق اور باطل میں تمیز کر سکیں۔ پھر اگر وہ اِن صلاحیتوں سے کام نہ لے کر عذاب کے مستحق بنتے ہیں تو یہ اُن کا اپنا ہی قصور ہے، اللہ تعالیٰ کبھی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ روزِ قیامت وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے تو دنیا کی زندگی کو انتہائی مختصر تصور کریں گے۔ بلاشبہ جن لوگوں نے آخرت کی تیاری نہیں کی وہ بہت بڑے خسارے میں چلے گئے۔

آیات ۴۶ تا ۴۷

رسول علیہ السلام کی آمد قوم کے لیے نازک مرحلہ

وَ اِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ	اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم دکھا دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس عذاب کا کچھ حصہ جس سے ہم ڈرا رہے ہیں اُنہیں
اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ	یا ہم وفات دے دیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ	پھر ہماری طرف ہی اُن کا لوٹنا ہے
ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾	پھر اللہ گواہ ہے اُس پر جو وہ کر رہے ہیں۔
وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ	اور ہر امت کے لیے ایک رسول علیہ السلام ہے
فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ	تو جب آ گیا اُن کا رسول علیہ السلام
قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ	فیصلہ کر دیا جاتا ہے اُن کے درمیان عدل کے ساتھ
وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اُمت کی طرف ایک رسول بھیجا۔ البتہ رسول علیہ السلام کی آمد قوموں کے لیے نازک مرحلہ بن جاتی ہے۔ رسول علیہ السلام آ کر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ اب اگر رسول علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو بھلائی ہی بھلائی ہے اور اگر رسول علیہ السلام کی نافرمانی کی جائے تو بربادی ہی بربادی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ حق کے دشمنوں پر عذاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی آ جائے گا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو بھی اللہ تعالیٰ اُن کے جرائم پر گواہ ہے وہ اُسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے اور اُس کی سزا سے بچ نہ سکیں گے۔

آیات ۴۸ تا ۵۳

نبی اکرم ﷺ کا اظہارِ عاجزی

وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ	اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہو گا یہ (عذاب کا) وعدہ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۸﴾	اگر تم سچے ہو؟
قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا	اے نبی ﷺ! فرمائیے میں اختیار نہیں رکھتا خود اپنے لیے کسی نقصان کا اور نہ ہی کسی نفع کا
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ	سوائے اِس کہ جو چاہے اللہ
لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ	ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے
اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ	جب آ جائے گا اُن کا مقررہ وقت
فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾	تو نہ وہ پیچھے ہٹتے ہیں ایک گھڑی اور نہ وہ آگے بڑھتے ہیں۔
قُلْ اَرَءَیْتُمْ	فرمائیے کیا تم نے دیکھا
اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَیَاتًا اَوْ نَهَارًا	اگر آ جائے تم پر اُس کا عذاب رات کو یا دن کو
مَّاذَا یَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾	وہ کیا چیز ہے کہ جلدی طلب کر رہے ہیں اِس عذاب سے مجرم لوگ؟
اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ	کیا پھر جب عذاب نازل ہو جائے گا تب ایمان لاؤ گے اُس پر؟

آٰلْـٰٔنَ	(اُس وقت کہا جائے گا) کیا اب (ایمان لاتے ہو)؟
وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾	حالاں کہ یقیناً تم اِسی کو جلدی طلب کیا کرتے تھے۔
ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا	پھر کہا جائے گا اُن لوگوں سے جنہوں نے ظلم کیا
ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ	چکھو دائمی عذاب کا مزہ
هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾	تمہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر اُسی کا جو تم کمایا کرتے تھے۔
وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ (وقف النبی علیہ السلام)	اور وہ پوچھتے ہیں آپ ﷺ سے کیا سچ ہے یہ بات؟
قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ ۚ (وقف النبی علیہ السلام)	فرمایئے ہاں قسم ہے میرے رب کی بے شک وہ یقیناً سچ ہے
ع ۵ ۱۰ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ ع	اور تم نہیں ہو بے بس کرنے والے (اللہ کو)۔

مشرکین نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کرتے تھے بتایئے وہ عذاب کب آئے گا جس سے ہمیں ڈرایا جارہا ہے؟ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اُنہیں بتادیں کہ میں تو اپنی ذات کے بارے میں بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ مجھے اتنا معلوم ہے کہ ہر اُمت کے لیے مہلت کی ایک مدت ہے۔ مہلت کے ختم ہونے کے بعد وہ ایک گھڑی بھی عذابِ الٰہی کو ٹال نہ سکیں گے۔ اب آخر وہ کس بات کا انتظار کر رہے ہیں، رات میں آنے والے عذاب کا یا دن میں آنے والے عذاب کا؟ کیا وہ عذاب آنے کے بعد ایمان لائیں گے؟ نہیں! اُس وقت اُن کا ایمان قبول نہیں کیا جائے گا بلکہ کہا جائے گا کہ اپنے سیاہ اعمال کا مزہ چکھو۔ مشرکین پوچھتے تھے کہ کیا واقعی عذاب کی دھمکی برحق ہے؟ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اُن کو آگاہ کردیں کہ میرے رب کی قسم وہ حق ہے اور تم اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہ سکو گے۔

آیات ۵۴ تا ۵۶

دنیاداروں کی حسرت و بے بسی

وَ لَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ	اور اگر واقعی ہر اُس شخص کے لیے جس نے ظلم کیا وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے
لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ	تو وہ ضرور فدیہ میں دے دے گا اُسے
وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ	اور وہ چھپائیں گے ندامت کو جب دیکھیں گے عذاب
وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ	اور فیصلہ کیا جائے گا اُن کے درمیان عدل کے ساتھ
وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔
اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	جان لو ! بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے
اَلَاۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ	جان لو ! یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے
وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾	اور لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔
هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ	وہی زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے
وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾	اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

جب قیامت برپا ہو گی تو دنیاداروں کے پاؤں تلے سے زمین نکل جائے گی۔ جس حقیقت کو جھٹلا کر یا اُس سے غفلت برت کر ساری زندگی غلط کاموں میں کھپا دی، اب اُسے اچانک دیکھ کر وہ شدید ندامت و حسرت سے دوچار ہوں گے۔ بالفرض اگر کسی مجرم کے پاس دنیا بھر کے خزانے اور مال و دولت موجود ہوں تو وہ یہ سب کچھ دے دلا کر عذاب سے اپنی جان چھڑانا چاہے گا لیکن یہ بات وہاں ممکن نہ ہو گی۔ مسلم شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کم سے کم عذاب والے دوزخی سے فرمائیں گے اگر تمہارے پاس دنیا ومافیہا کی دولت موجود ہو تو کیا تم اُسے فدیہ میں دے دو گے؟ وہ کہے گا ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تو تم سے دنیا میں اِس سے آسان تر بات طلب کی تھی اور کہا تھا کہ اگر تم اِس بات (یعنی توحید) پر قائم رہے تو میں تمہیں جہنم میں داخل نہ کروں گا مگر تم شرک پر اڑے رہے''۔

مجرم ندامت کو اِس لیے چھپانا چاہیں گے کہ اُنہوں نے غلط راستہ لاعلمی یا جہالت کی بناپر نہیں بلکہ ضد، ہٹ دھرمی اور تعصب کی بناپر اختیار کیا تھا۔ لیکن اب نہ وہ ندامت کو چھپا سکیں گے اور نہ ہی رسوائی سے بچ سکیں گے۔ یہ ساری باتیں یقینی حقائق ہیں لیکن انسانوں کی اکثریت اِن سے غافل ہے۔

آیات ۵۷ تا ۵۸

انسانوں کے لیے سب سے بڑی نعمت: قرآنِ حکیم

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	اے لوگو! یقیناً آچکی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے
وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ	اور شفا اُن بیماریوں کی جو سینوں میں ہیں
وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾	اور ہدایت اور رحمت مومنوں کے لیے۔
قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ	اے نبی ﷺ! فرمایئے اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت سے (یہ کتاب نازل ہوئی ہے)
فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ	تو اِسی پر پس چاہیے کہ وہ خوشی منائیں (یہاں خوشی سے مراد متاع دنیوی سے خوش ہونا نہیں ہے جو کہ ممنوع ہے **لاتفرح ان اللہ لا یحب الفرحین**، بلکہ اس خوشی کا

	تعلق اللہ کے فضل و رحمت سے ہے)
هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾	یہ بہتر ہے اُس (مال و دولت) سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

یہ آیات قرآنِ کریم کی عظمت کی چار شانیں بیان کر رہی ہیں:

1. قرآنِ کریم انسانوں کے دلوں کو نرم کرنے یعنی اُنہیں غفلت سے نکالنے والی نصیحت ہے۔
2. یہ انسانوں کی باطنی بیماریوں یعنی دنیا کی محبت سے پیدا ہونے والی برائیوں کا علاج ہے۔
3. یہ انسانوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے ہدایت فراہم کرتا ہے۔
4. یہ ایسے مومنوں کے لیے دنیا و آخرت میں رحمت کا باعث ہے جو اِس کی دی ہوئی ہدایت پر عمل کرتے ہیں۔

آیت ۵۸ میں فرمایا کہ قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کا مظہر ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اِس نعمت کے حصول پر خوشیاں منائیں۔ قرآنِ کریم کو سمجھنے، اِس پر عمل کرنے، اِس کے احکام کو نافذ کرنے اور اِس کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے والی خدمت اُس روپے پیسے سے کہیں بہتر ہے جو دنیادار لوگ جمع کرتے ہیں۔

آیات ۵۹ تا ۶۰

حلال و حرام کرنے کا اختیار اللہ اور رسول ﷺ کا ہے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ	اے نبی ﷺ ! فرمایئے کیا تم نے دیکھا جو نازل کیا ہے اللہ نے تمہارے لیے رزق
فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ	تو تم نے بنالیا ہے اُس میں سے کچھ حرام اور کچھ حلال
قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ	فرمایئے کیا اللہ نے اجازت دی ہے تمہیں
اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾	یا اللہ پر تم جھوٹ گھڑ رہے ہو؟
وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ	اور کیا گمان ہے اُن لوگوں کا، جو گھڑ رہے ہیں اللہ پر جھوٹ، روزِ قیامت کے بارے میں
اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ	بے شک اللہ یقیناً فضل کرنے والا ہے لوگوں پر

ع ۶ ۱۱ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع	اور لیکن اُن میں سے اکثر شکر نہیں کرتے۔

اِن آیات میں ایسے مذہبی پیشواؤں کو سرزنش کی گئی کہ جو من گھڑت فیصلوں سے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق کو کسی پر حلال اور کسی پر حرام ٹھہراتے ہیں۔اِسی طرح یہ آیات اُن نام نہاد روشن خیال دانش وروں کو بھی تنبیہ کر رہی ہیں جو حلال و حرام کے معاملہ میں اپنی ذاتی رائے کو دخل دیتے ہیں۔ قرآن و سنت کی سند کے بغیر جس چیز کو چاہا حلال قرار دے دیا، جس کو چاہا حرام کہہ دیا۔ بازپرس کی گئی کہ تمہیں یہ اختیار کس نے دیا ہے؟ یہ تمہارے من گھڑت فیصلے ہیں جن کی سزا تمہیں روزِ قیامت مل کر رہے گی۔ کسی چیز یا کسی فعل کے حلال یا حرام ہونے کا دار و مدار انسانی رائے پر نہیں بلکہ وہ خالص اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کا حق ہے۔

آیت ۶۱

تلاوتِ قرآن... اللہ تعالیٰ کا محبوب عمل

وَ مَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ	اور اے نبی ﷺ! نہیں ہوتے آپ کسی حال میں
وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ	اور نہیں تلاوت کرتے آپ ﷺ اُس کی طرف سے (نازل شدہ) قرآن میں سے
وَّ لَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ	اور اے لوگو! تم نہیں کرتے کوئی بھی عمل
اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ	مگر ہم ہوتے ہیں تم پر گواہ جب تم مشغول ہوتے ہو اُس میں
وَ مَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ	اور نہیں پوشیدہ ہوتی آپ ﷺ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی زمین میں اور نہ آسمان میں
وَ لَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرَ	اور نہ کوئی چھوٹی چیز ہے اُس سے اور نہ بڑی
اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾	مگر وہ واضح کتاب میں ہے۔

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ اے نبی ﷺ ! آپ ؐ کسی حال میں نہیں ہوتے اور اے لوگو! تم کوئی عمل نہیں کر رہے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ خاص طور پر ایک عمل کا نام لے کر ذکر کیا گیا اور وہ ہے تلاوتِ کلامِ پاک۔ اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت پسند ہے کہ اُس کا کوئی بندہ دیگر مصروفیاتِ دنیا کو چھوڑ کر اُس کی کتاب کی تلاوت کر رہا ہو۔ آیت میں مزید فرمایا گیا کہ کائنات میں ذرہ برابر شے اور چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نگاہ اور اُس کے علم میں ہوتا ہے۔ علمِ الٰہی کی وسعت کے اِس بیان سے نبی اکرم ﷺ کے لیے تسلی ہے کہ آپ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نگاہ اور اُس کی حفاظت میں ہیں۔ اچھے عمل کرنے والوں کے لیے بشارت ہے کہ جس کے لیے وہ محنت کر رہے ہیں وہ اُن کی ہر نیکی سے واقف ہے۔ نافرمانیاں کرنے والوں کے لیے دھمکی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے اور اُنہیں اِس کی سزا مل کر رہے گی۔

آیات ۶۲ تا ۶۵

اللہ تعالیٰ کے دوست کون ہیں؟

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ	سنو! بے شک جو اللہ کے دوست ہیں
لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ	نہ کوئی خوف ہے اُن پر (1)
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾	اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے

(1) یعنی دنیوی آرام وراحت اور عزت و دولت میں کمی ہونے پر ان کو کوئی غم نہیں ہوتا، اسی طرح دنیوی تکلیف و پریشانی سے ان کو کوئی خوف نہیں ہوتا۔ مطلقاً خوف و غم سے مبرا ہونا مراد نہیں ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کو عام لوگوں کی نسبت خوف و خشیت زیادہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید کا بیان ہے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔ اور وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ۔ اور اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ۔ مزید بے شمار احادیث بھی دال ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر حالات میں متفکر اور غمگیں رہا کرتے تھے۔ اور فرمایا: میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾	اور بچتے رہے اللہ کی نافرمانی سے۔
لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ	اُن کے لیے خوش خبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں
لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ	کوئی تبدیلی نہیں اللہ کی باتوں میں
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾	یہی ہے بہت بڑی کامیابی۔
وَ لَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ (وقف لازم)	اور اے نبی ﷺ! نہ غمزدہ کرے آپ ﷺ کو اُن کی بات
اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا	بے شک عزت اللہ ہی کے اختیار میں ہے ساری
هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۵﴾	وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ کے دوست یعنی اولیاء اللہ وہ پاک باز ہستیاں ہیں جو ایمان کی دولت اور تقویٰ کی سعادت سے سرفراز ہوتی ہیں۔ یعنی اُن کے دل نورِ ایمان سے منور اور اعمال اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے مزین ہوتے ہیں۔ اُن کے لیے دنیا میں چین سکون اور آخرت میں جنت کی دائمی نعمتوں کی بشارتیں ہیں۔ نہ اُنہیں ماضی کے حادثات و واقعات کا افسوس ہوتا ہے اور نہ وہ مستقبل کے اندیشوں سے پریشان ہوتے ہیں۔ راضی برضائے رب کی کیفیت ہر وقت اُن کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ یہ عزت کا مقام اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ اور دیگر اہلِ ایمان کو کافروں کی گستاخیوں اور الزام تراشیوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔

آیات ۶۶ تا ۶۷

شرک کی بنیاد یقین نہیں گمان ہے

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ	سنو! بے شک اللہ کے اختیار میں ہے جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے

وَ مَا یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ	اور وہ جو پیروی کر رہے ایسے لوگ جو پکارتے ہیں اللہ کے سوا دوسرے شریکوں کو
اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ	وہ پیروی نہیں کر رہے مگر گمان کی
وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾	اور کچھ نہیں اِس کے سوا کہ وہ قیاس آرائیاں کر رہے ہیں۔
هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ	وہی ہے اللہ جس نے بنائی تمہارے لیے رات تاکہ تم آرام کرو اُس میں
وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ	اور بنایا دن کو روشن
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾	بے شک اِس میں یقینا نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ شرک کی بنیاد گمان اور اندازے ہیں جب کہ توحید کی بنیاد ایسے ٹھوس حقائق ہیں جن کے مشاہدات و تجربات انسان بار بار کر رہا ہے۔ اِن حقائق میں سے ایک یہ ہے کہ کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں اور اُسی کے حکم سے کام کر رہی ہے۔ اِن میں سے ایک مثال رات اور دن کے نظام کی ہے۔ معبودِ واحد اللہ تعالیٰ ہی نے رات کو مخلوقات کے سکون اور دن کو معاشی جدوجہد کے لیے بنایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایسا مظہر ہے جس میں معبودِ حقیقی کی معرفت کی کئی نشانیاں ہیں لیکن اُن کے لیے جو واقعی کھلے کانوں سے حقائق کو سنتے ہیں۔

آیات ۶۸ تا ۷۰

اللہ تعالیٰ کو اولاد کی کوئی ضرورت نہیں

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا	اُنہوں نے کہا بنا لیا ہے اللہ نے بیٹا

سُبْحٰنَهٗ ؕ	وہ تو پاک ہے
هُوَ الْغَنِیُّ ؕ	وہ تو کسی کا محتاج نہیں
لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ	اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ؕ	نہیں ہے تمہارے پاس کوئی دلیل اِس کی
اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾	کیا تم کہتے ہو اللہ کے بارے وہ بات جو تم نہیں جانتے۔
قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ ؕ	اے نبی ﷺ ! فرمایئے بے شک جو لوگ گھڑتے ہیں اللہ پر جھوٹ وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔
مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا	کچھ فائدہ ہے دنیا میں
ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ	پھر ہماری ہی طرف اُن کا لوٹنا ہے
ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع	پھر ہم چکھائیں گے اُنہیں سخت عذاب اِس وجہ سے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے۔

الثلثة ع ۱۲

یہ آیات اِس گمراہ کن تصور کی نفی کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بھی کوئی اولاد ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے یعنی اُسے انسانوں کی طرح یہ کمزوریاں لاحق نہیں کہ بڑھاپے میں اولاد کے سہارے کی حاجت ہو اور مرنے کے بعد نسل جاری رکھنے کے لیے اولاد کی ضرورت ہو۔ گویا وہ اُن حاجتوں سے بے نیاز ہے جن کی وجہ سے فانی انسانوں کو اولاد کی یا بیٹے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ زمین و آسمان میں سب انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اُن میں سے کسی کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا ایسا کوئی مخصوص ذاتی تعلق نہیں ہے کہ

سب کو چھوڑ کر اُسے وہ اپنا بیٹا یا اکلوتا یا ولی عہد قرار دے لے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد منسوب کرتے ہیں وہ بدترین جھوٹ گھڑ رہے ہیں۔ یہ لوگ دنیا میں کچھ عرصہ سرکشی کر لیں۔ عنقریب قیامت میں اُنہیں بدترین عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا۔

آیات ۷۱ تا ۷۳

حضرت نوح علیہ السلام کا پر سوز وعظ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ وقف لازم	اور اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! سنایئے اِنہیں نوح علیہ السلام کی خبر
اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ	جب کہا اُنہوں نے اپنی قوم سے
يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَ تَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اے میری قوم ! اگر گراں گزرتا ہے تم پر میرا کھڑا ہونا اور میرا نصیحت کرنا اللہ کی آیات کے ساتھ (تو ہوا کرے میں پروا نہیں کرتا)
فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ	کیونکہ اللہ ہی پر میں نے بھروسا کر لیا ہے
فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ	پس جمع کر لو اپنی تدبیر کو اور اپنے شریکوں کو
ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً	پھر نہ رہے اپنے معاملہ میں تم پر کوئی شبہ
ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ	پھر کر گزرو میرے ساتھ (جو کر سکتے ہو)
وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾	اور مجھے مہلت نہ دو۔
فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ	پھر اگر تم رخ پھیرتے ہو (تو سنو)
فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ	میں نے نہیں مانگا تم سے کچھ اجر

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ ۙ	کیونکہ نہیں ہے میرا اجر مگر اللہ کے ذمے
وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۷۲﴾	اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں فرماں برداروں میں سے۔
فَكَذَّبُوْهُ	پھر اُنہوں نے جھٹلایا اُسے
فَنَجَّیْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ	تو ہم نے نجات دی اُسے اور اُنہیں جو اُس کے ساتھ تھے کشتی میں
وَ جَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ	اور ہم نے بنادیا اُنہیں جانشین (زمین میں)
وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۚ	اور ہم نے غرق کر دیا اُن لوگوں کو جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۷۳﴾	پس دیکھو کیسا ہوا انجام اُن کا جنہیں خبردار کر دیا گیا تھا۔

اِن آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کا پر سوز وعظ بیان ہوا جو اُنہوں نے اپنی تبلیغ کے آخری دور میں قوم کے سامنے پیش کیا۔ اُنہوں نے قوم سے کہا کہ دیکھو اگر میرا نصیحت کرنا تمہیں پسند نہیں تو پھر میرے خلاف جو سازش کر سکتے ہو کر گزرو۔ اگر تمہارا ضمیر تمہیں ایسا کرنے سے روکے تو سوچو کہ میری تبلیغ بے غرض اور خلوص پر مبنی ہے۔ میں نے تم سے کبھی کوئی نذرانہ یا حق خدمت نہیں مانگا۔ میرا اجر تو بس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ قوم نے آپ کی بات نہیں مانی اور اللہ تعالیٰ نے بالآخر پوری قوم کو ایک طوفان کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔ صرف اہلِ ایمان سلامت رہے جنہیں زمین میں خلافت دے دی گئی اور نسلِ انسانی پھر اُن ہی سے آگے چلی۔ اِس واقعہ کے بیان کا ایک مقصد تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہی کچھ مخالفین کر رہے ہیں جو سابقہ پیغمبروں علیہم السلام کے ساتھ کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن پیغمبروں علیہم السلام کی طرح صبر کیجیے اور اپنا کام جاری رکھیے۔ بیان کا دوسرا مقصد مخالفین کو متنبہ کرنا ہے کہ اگر تم اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے تو تمہارا بھی وہی انجام ہو گا جیسا ماضی میں حق کو جھٹلانے والوں کا ہوا تھا۔

آیت ۷۴

سرکشوں کی محرومی

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ	پھر ہم نے بھیجے نوح علیہ السلام کے بعد کئی رسول علیہ السلام اُن کی قوموں کی طرف
فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ	تو وہ لائے اُن کے پاس روشن دلائل
فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ	پس وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اُس پر جسے وہ جھٹلا چکے تھے پہلے
كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۷۴	اِسی طرح ہم مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر۔

اِس آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کے بعد آنے والے رسولوں علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اِن رسولوں علیہ السلام میں حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام شامل ہیں۔ اِن رسولوں علیہ السلام کو اُن کی قوموں نے جھٹلایا اور ضد اور ہٹ دھرمی کے ساتھ جھٹلانے کے جرم پر اڑے رہے۔ جس بات کو ماننے سے ایک دفعہ انکار کیا، اُسے پھر کسی تلقین اور کسی معقول سے معقول دلیل سے بھی نہیں مانا۔ بار بار سمجھانے کے باوجود جب وہ سرکشی میں حد سے گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے بطورِ سزا اُن کے دلوں پر مہر لگا دی اور اُنہیں ایمان لانے کی سعادت سے محروم کر دیا۔ گویا اُن پر ایسی پھٹکار پڑی کہ اُنہیں پھر کبھی راہِ راست پر آنے کی توفیق نہیں ملی۔

آیات ۷۵ تا ۷۸

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آلِ فرعون کی کشمکش

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ	پھر ہم نے بھیجا اُن رسولوں علیہ السلام کے بعد موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو
اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ	فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف

بِاٰيٰتِنَا	اپنی نشانیوں کے ساتھ
فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾	تو فرعونیوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے۔
فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا	پھر جب آیا اُن کے پاس حق ہماری طرف سے
قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾	اُنہوں نے کہا بے شک یہ یقیناً واضح جادو ہے
قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ	فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے کیا تم کہتے ہو (ایسی بات) حق کے بارے میں جب وہ آیا تمہارے پاس
اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ	کیا یہ جادو ہے؟
وَ لَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾	حالاں کہ کامیاب نہیں ہوا کرتے جادوگر۔
قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا	اُنہوں نے کہا کیا تم آئے ہو ہمارے پاس تاکہ پھیر دو ہمیں اُس راہ سے ہم نے پایا جس پر اپنے باپ دادا کو
وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ	اور ہو جائے تم دونوں بھائیوں کے لیے بڑائی زمین میں
وَ مَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾	اور ہم تمہاری باتوں کو ماننے والے نہیں ہیں۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آلِ فرعون کے ساتھ کشمکش کا بیان ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام نے آلِ فرعون کے سامنے حق کی دعوت پیش کی اور اُنہیں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ معجزات دکھائے تو اُنہوں نے اِسے جادو قرار دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم حق پر جادو ہونے کا بہتان لگا رہے ہو حالاں کہ جادو کرنے والے آج تک کہیں حکومت و اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ یہ حقیقت سننے کے باوجود فرعونیوں نے الزام لگایا کہ تم دونوں بھائی مصر میں اپنی سرداری اور بڑائی قائم کرنا

چاہتے ہو۔ یہ بیان دراصل نبی اکرم ﷺ کے لیے دل جوئی ہے کہ اہلِ حق کو ہمیشہ اہلِ باطل سے اِس طرح کے بہتان سننے پڑتے ہیں اور صبر و ثبات کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔

آیات ۷۹ تا ۸۲

اللہ تعالیٰ حق کا سچ ہونا ثابت کر دیتا ہے

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ﴿۷۹﴾	اور کہا فرعون نے لے آؤ میرے پاس تمام ماہر جادو گر
فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ	پھر جب آ گئے جادو گر
قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى	فرمایا اُن سے موسیٰ علیہ السلام نے
اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾	ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو۔
فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا	تو جب اُنہوں نے ڈالا
قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ	فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ تم لائے ہو وہ جادو ہے
اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ ؕ	بے شک اللہ عنقریب جھوٹ ثابت کر دے گا اِسے
اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۸۱﴾	بے شک اللہ نہیں سنوارتا شریروں کے کام۔
وَ یُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ	اور سچا ثابت کر دیتا ہے اللہ حق کو اپنے ارشادات سے
ع ۸ ۱۲ ۱۳ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع	اگرچہ ناپسند کریں مجرم ۔

فرعونیوں نے تمام جادو گروں کو جمع کیا تا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ معجزوں کو جادو کی کارستانی ثابت کر سکیں۔ جادو گروں نے اپنی شعبدہ بازی دکھائی اور اُن کی پھینکی ہوئی رسیاں اور لاٹھیاں لوگوں کو سانپوں کی طرح حرکت کرتی ہوئی نظر آئیں۔ اُس وقت

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے پیش کیا ہے یہ جادو ہے اور جو میں پیش کر رہا ہوں وہ جادو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ معجزہ ہے جو تمہاری اِن تمام شعبدہ بازیوں کا خاتمہ کر دے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ کسی جگہ حق و باطل کا معرکہ در پیش ہو اور مصلح کے مقابلہ میں مفسد کھڑے ہوں تو اللہ تعالیٰ حق کی مدد کرتا ہے اور سچ کو سچ ثابت کر کے دکھاتا ہے۔

آیات ۸۳ تا ۸۶

حق کا ساتھ دینے میں سبقت نوجوان کرتے ہیں

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ	پھر کہنا ماننے والا کوئی نہیں تھا موسیٰ علیہ السلام کا مگر کچھ لڑکے اُن کی قوم کے
عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ	ڈرتے ہوئے فرعون اور اپنے سرداروں سے کہ کہیں وہ فتنے میں نہ ڈال دیں اُنہیں
وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ؕ	اور بے شک فرعون یقیناً سرکشی کرنے والا تھا زمین میں
وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾	اور بے شک وہ یقیناً حد سے گزرنے والوں میں سے تھا۔
وَ قَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ	اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اے میری قوم!
اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ	اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر
فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا	تو اُسی پر بھروسا کرو
اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾	اگر تم فرماں بردار ہو۔
فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ	پس اُنہوں نے کہا اللہ پر ہی ہم نے بھروسا کیا ہے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾	اے ہمارے رب ! نہ بنا ہمیں ذریعۂ آزمائش ظالم قوم کے لیے۔
وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾	اور بچالے ہمیں اپنی رحمت سے کافر لوگوں سے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اوّل اوّل ساتھ دینے والے اُن کی قوم کے چند نوجوان تھے۔ قوم کے سن رسیدہ لوگوں کو اِس کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ اُن پر مصلحت پرستی اور دنیوی اغراض کی بندگی اور عافیت کوشی کچھ اِس طرح چھائی رہی کہ وہ حق کا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوئے۔ وہ فرعون اور اپنی قوم میں موجود فرعون کے ایجنٹ سرداروں کے ظلم و ستم سے خوف زدہ ہو گئے اور حق کی خطرات سے پُر راہ پر چلنے کی ہمت نہ کر سکے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کی ہمت افزائی کی اور فرمایا کہ تمہارے اسلام اور ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسا رکھو اور فرعون کے ظلم و ستم سے ڈر کر حق کا ساتھ دینے کی سعادت سے محروم نہ رہو۔ پھر حق کا ساتھ دینے والے قوم کے باہمت نوجوانوں نے ایسی دعا کی جو ہر دور میں راہِ حق میں ظلم و ستم برداشت کرنے والے مومنوں کے لیے سہارا ہے :

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

''اللہ پر ہی ہم نے بھروسا کیا ہے۔ اے ہمارے رب ! نہ بنا ہمیں ذریعہ آزمائش ظالم قوم کے لیے اور بچالے ہمیں اپنی رحمت کے ذریعے کافر لوگوں سے''۔

آیت ۸۷

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبلہ بھی خانہ کعبہ تھا

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ	اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے بھائی کی طرف
اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا	تم دونوں مقرر کرو اپنی قوم کے لیے مصر میں کچھ گھر

وَّ اجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً	اور بناؤ اپنے گھروں کو قبلہ رخ
وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ	اور قائم کرو نماز
وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۷﴾	اور خوش خبری دے دو مومنوں کو۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو دی جانے والی اِس ہدایت کا بیان ہے کہ چند گھروں کو قبلہ رُخ بنا کر مساجد کا درجہ دیجیے اور باجماعت نماز کا نظام قائم کیجیے۔ نماز کے قیام کا حکم دراصل ایک بکھری ہوئی مسلمان قوم کی منتشر طاقت کو ازسرِنو منظم کرنے اور اُس قوم میں دینی روح کو پھر سے زندہ کرنے کی طرف پہلا قدم تھا۔ پھر نماز کے ذریعہ قوم کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو گی اور وہ آلِ فرعون کے ظلم و ستم کے مقابلہ میں ثابت قدم رہ سکے گی۔ جو لوگ پوری روح کے ساتھ نماز قائم کریں گے اُنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسین انجام کی بشارت دی گئی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُس وقت قبلہ کون سا تھا جس کے رخ پر نماز گاہوں کو بنانے کا حکم دیا گیا؟ بیت المقدس میں ہیکلِ سلیمانی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تقریباً تین سو سال بعد تعمیر کیا تھا جسے بعد میں یہود نے قبلہ بنالیا۔ اِس آیت میں جس قبلہ کا ذکر ہے وہ خانہ کعبہ ہے جسے اولاً حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا اور جس کی تعمیرِ نو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی۔

آیات ۸۸ تا ۸۹

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آلِ فرعون کے خلاف بد دعا

وَ قَالَ مُوْسٰی رَبَّنَاۤ	اور عرض کی موسیٰ علیہ السلام نے اے ہمارے رب!
اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَ مَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ	بے شک تو نے دیا ہے فرعون اور اُس کے سرداروں کو سامانِ آرائش اور مال و دولت دنیوی زندگی میں
رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِكَ ۚ	اے ہمارے رب! (کیا اِس لیے) کہ وہ گم راہ کریں تیری راہ سے

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ	اے ہمارے رب ! برباد کردے اُن کے مال
وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	اور سخت کردے اُن کے دل
فَلَا يُؤْمِنُوْا	سو وہ ایمان نہ لائیں
حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾	یہاں تک کہ دیکھ لیں دردناک عذاب۔
قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا	فرمایا اللہ نے قبول کرلی گئی تم دونوں کی دعا
فَاسْتَقِيْمَا	تو اب تم دونوں ثابت قدم رہنا
وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾	اور ہرگز پیروی نہ کرنا اُن لوگوں کے راستے کی جو نہیں جانتے۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون اور اُس کے سرداروں کے خلاف بددعا کا بیان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی لیکن فرعونیوں کے ظلم وستم بڑھتے ہی چلے گئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اُن کی طرف سے مایوس ہوگئے تو دکھی دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کی کہ اے ہمارے رب! تو نے فرعون اور اُس کے سرداروں کو جو مال و دولت اور شان وشوکت دی ہے، اس سے وہ لوگوں کو گمراہ کررہے ہیں۔ اے ہمارے رب ! اُن کے مال برباد کردے اور اُن کے دل سخت کردے۔ اب وہ ایمان نہ لائیں جب تک کہ دردناک عذاب کا مزہ نہ چکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تمہاری بددعا قبول ہوئی۔ عنقریب آلِ فرعون کو ہلاک کردیا جائے گا۔ حق کی راہ میں ڈٹے رہو اور جو لوگ حقیقت کو نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں کو نہیں سمجھتے اُن کی پیروی نہ کرنا۔ ایسے لوگ باطل کے مقابلہ میں حق کی کمزوری اور اہلِ حق کی وقتی ناکامیوں کو دیکھ کر یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ اُس کے باغی دنیا پر چھائے رہیں۔ پھر وہ نادان لوگ اپنی بدگمانیوں کی بنا پر یہ نتیجہ نکال بیٹھتے ہیں کہ اقامتِ حق کی سعی لاحاصل ہے۔ اب مناسب یہی ہے کہ اُس ذراسی دین داری پر راضی ہوکر بیٹھ رہا جائے جس کی اجازت کفر وفسق کے نظام میں مل رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے پیروکاروں کو تاکید فرمائی

کہ انہی ناموافق حالات میں کام کیے جاؤ۔ ہوشیار رہو کہ کہیں تمہیں بھی وہی غلط فہمی نہ ہو جائے جو ایسے حالات میں نادانوں کو لاحق ہو جایا کرتی ہے۔

آیات ۹۰ تا ۹۲

فرعون کا عبرت ناک انجام

وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ	اور ہم نے پار اتارا بنی اسرائیل کو سمندر کے
فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّ عَدْوًا ؕ	پھر پیچھا کیا اُن کا فرعون اور اُس کے لشکروں نے سرکشی اور زیادتی کرتے ہوئے
حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ	یہاں تک کہ جب آ پکڑا فرعون کو ڈوبنے نے
قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ	کہنے لگا میں ایمان لایا کہ بے شک کوئی معبود نہیں سوائے اُس کے جس پر ایمان لائے ہیں بنی اسرائیل
وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۹۰	اور میں فرماں برداروں سے ہوں۔
آٰلْـٰٔنَ	کیا اب؟
وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ	اور یقیناً تو نافرمانی کرتا ہی رہا اِس سے پہلے
وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝۹۱	اور تو تھا فساد کرنے والوں میں سے۔
فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ	سو آج ہم محفوظ رکھیں گے تجھے تیرے جسم کے ساتھ
لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ	تاکہ تو ہو جائے اُن کے لیے جو تیرے بعد ہوں گے (عبرت کی) نشانی

ع ۹ ۱۴ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع	اور بے شک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے یقیناً غافل ہیں۔

یہ آیات فرعون کی ہلاکت کا واقعہ بیان کر رہی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے معجزے کے ذریعے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار اتار دیا تو فرعون اور اُس کے لشکروں کو سمندر کی موجوں نے گھیر لیا۔ اب فرعون کو موت سامنے نظر آئی تو اُس نے فوراً ایمان لانے اور اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے جب موت کا فرشتہ سامنے آجائے تو اب ایمان لانا یا توبہ کرنا فائدہ مند نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے فرعون! تیری لاش کو ہم محفوظ رکھیں گے تاکہ تو رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے ایک نشانِ عبرت بن جائے۔ فرعون کی لاش قاہرہ کے میوزیم میں محفوظ ہے اور دیکھنے والوں کے لیے نشانِ عبرت ہے۔ افسوس! لوگوں کی اکثریت عبرت حاصل کرنے سے محروم ہی رہتی ہے۔

آیت ۹۳

جان بوجھ کر حق سے اختلاف کرنے والوں پر اللہ کی ناراضی

وَ لَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ	اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا بنی اسرائیل کو باعزت ٹھکانا
وَّ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ	اور رزق دیا اُنہیں پاکیزہ چیزوں میں سے
فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ	پھر اُنہوں نے اختلاف نہ کیا یہاں تک کہ آ گیا اُن کے پاس علم
اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	بے شک اے نبی ﷺ! آپ ﷺ کا رب فیصلہ فرمائے گا اُن کے درمیان روزِ قیامت
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾	اُن باتوں میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

اِس آیت میں بنی اسرائیل کی ناشکری کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر احسان کیا اور اُنہیں فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دی۔ پھر فلسطین کے سر سبز و شاداب اور زرخیز علاقوں میں اقتدار بخشا۔ بار بار اُن کی طرف انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیج کر اُن پر حق اور اُس کے تقاضے واضح کر دیے۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تعلیمات کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا اور کچھ دوسری ہی بنیادوں پر اپنے اپنے فرقوں کی عمارتیں کھڑی کر لیں۔ گویا اُنہوں نے باہم اختلاف کر کے اپنے دین میں جو تفرقہ پیدا کیا وہ ناواقفیت کی بنا پر نہیں کیا بلکہ یہ سب کچھ اُن کے اپنے نفس کی شرارتوں کا نتیجہ تھا۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اُن کے بے بنیاد اختلافات کی حقیقت بے نقاب فرما دے گا۔

آیات ۹۴ تا ۹۷

بنی اسرائیل کی راہ پر مت چلو

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ	پھر (بالفرض) اگر آپ ﷺ ہیں شک میں (اے نبی ﷺ!) اُس کتاب کے بارے میں جو ہم نے نازل کی ہے آپ ﷺ کی طرف
فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ	تو پوچھ لیجیے اُن سے جو پڑھتے ہیں کتاب آپ ﷺ سے پہلے
لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ	یقیناً آ چکا ہے آپ ﷺ کے پاس حق آپ ﷺ کے رب کی طرف سے
فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾	پس آپ ﷺ ہرگز نہ ہوں شک کرنے والوں میں سے۔
وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اور ہرگز نہ ہوں اُن لوگوں میں سے جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیات کو
فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾	ورنہ آپ ﷺ ہو جائیں گے خسارہ پانے والوں میں سے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ	بے شک وہ لوگ ثابت ہو گئی جن پر بات آپ ﷺ کے رب (کے عذاب) کی

لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾	وہ ایمان نہیں لائیں گے۔
وَ لَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ	اگرچہ آجائے اُن کے پاس ہر نشانی
حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۹۷﴾	یہاں تک کہ وہ دیکھ لیں دردناک عذاب۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کے توسط سے اہلِ ایمان کو ہدایت دی گئی کہ وہ بنی اسرائیل کی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے برحق ہونے کے بارے میں کوئی شک نہ کریں۔ سابقہ کتبِ آسمانی کی پیشین گوئیاں شاہد ہیں کہ قرآن ہی برحق کلام ہے۔ اہلِ کتاب کے علماء میں چند ایسے صالحین موجود ہیں جو تصدیق کریں گے کہ جس چیز کی دعوت قرآن دے رہا ہے یہ وہی چیز ہے جس کی دعوت تمام پچھلے انبیاء علیہم السلام دیتے رہے ہیں۔ اِسی طرح اہلِ ایمان کو چاہیے کہ وہ عملی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے کلام کی تکذیب نہ کریں یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تعلیمات سے رُخ نہ پھیریں۔ البتہ جن بدنصیبوں پر اللہ تعالیٰ کے قانونِ ہدایت وضلالت کا اطلاق ہو چکا ہے وہ فرعون کی طرح ہرگز اصلاح پر آمادہ نہ ہونگے خواہ اُن کے سامنے کوئی بھی دلیل کیوں نہ پیش کر دی جائے ۔ ایسے بدنصیب دردناک عذاب کا سامنا کر کے رہیں گے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

آیت ۹۸

توبہ سے عذاب ٹل جاتا ہے... قومِ یونس علیہ السلام کی مثال

فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْیَةٌ اٰمَنَتْ	تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ کوئی بستی ایمان لاتی
فَنَفَعَهَاۤ اِیْمَانُهَاۤ	تو نفع دیتا اُسے اُس کا ایمان

اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ ؕ	سوائے قومِ یونس کے
لَمَّاۤ اٰمَنُوْا	جب وہ ایمان لے آئے
كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	تو ہم نے دور کر دیا اُن سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں
وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝۹۸	اور مال و متاع سے نوازا اُنہیں ایک مدت تک۔

اِس آیت میں ایک خوش خبری دی گئی کہ اگر کوئی بگڑی ہوئی قوم عذابِ الٰہی کے ظاہر ہونے سے پہلے سچی توبہ کر لے تو اُس پر سے عذابِ الٰہی ٹال دیا جاتا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم جب کفر اور نافرمانیوں میں حد سے گزر گئی تو حضرت یونس علیہ السلام نے اُنہیں عذاب آنے کی وعید سنا دی۔ اِس وعید سے وہ لوگ ڈر گئے اور اُنہوں نے کھلے میدان میں نکل کر روتے اور گڑگڑاتے ہوئے پُر خلوص توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر سے آیا ہوا عذاب ٹال دیا اور اُنہیں دنیا میں اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی گناہوں کو چھوڑنے اور اپنی بارگاہ میں سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۹ تا ۱۰۰

ایمان اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ملتا ہے

وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ	اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اگر چاہتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب
لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ	تو ضرور ایمان لے آتے وہ لوگ جو زمین میں ہیں سب کے سب
اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ	تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجبور کریں گے لوگوں کو
حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۹۹	یہاں تک کہ وہ ہو جائیں مومن۔
وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ	اور نہیں ممکن کسی فرد کے لیے کہ وہ ایمان لائے مگر اللہ کے حکم سے

وَ یَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾	اور اللہ ڈالتا ہے (کفر کی) نجاست اُن پر جو غور نہیں کرتے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کی گئی ہے۔ارشاد ہوا کہ اے نبی ﷺ! آپ ﷺ کی شدید خواہش ہے کہ کفار ایمان لے آئیں لیکن آپ ﷺ زبردستی کسی کے دل میں ایمان داخل نہیں کر سکتے۔ دیگر نعمتوں کی طرح ایمان کی نعمت بھی اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے ملتی ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں پر غور نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ بے یقینی اور کفر کی گندگی اُن پر ڈال دیتا ہے اور اُنہیں ایمان کی پاکیزہ نعمت سے محروم کر دیتا ہے۔

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳

ایمان اللہ تعالیٰ کی آیات پر غور و فکر سے حاصل ہوتا ہے

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	اے نبی ﷺ! فرمایئے دیکھو کیا کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں
وَ مَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَ النُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾	اور فائدہ نہیں پہنچاتیں آیات اور خبردار کرنے والے اُس قوم کو جو ایمان نہیں لانا چاہتی۔
فَهَلْ یَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَیَّامِ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ	پس وہ انتظار نہیں کر رہے مگر اُن لوگوں جیسے حالات کا جو گزر چکے ہیں اِن سے پہلے
قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا	فرمایئے اچھا انتظار کرو
اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾	بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا	پھر ہم بچا لیتے ہیں اپنے رسولوں علیہم السلام کو
وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے
ع ۱۵ کَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع	اِسی طرح ذمہ ہے ہمارے کہ ہم بچا لیں مومنوں کو۔

یہ آیات رہنمائی دے رہی ہیں کہ ایمان کے حصول کا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ کی آیات پر غور و فکر۔ انسان اپنے چہار طرف دیکھے کہ کیسی کیسی نشانیاں اللہ تعالیٰ کی معرفت کا پتا دے رہی ہیں۔

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

البتہ جو بدنصیب قدرت کے اِن شاہکاروں پر غور و فکر نہیں کرتے وہ دراصل سابقہ سرکش قوموں کی طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب ہی کا انتظار کر رہے ہیں۔ فرعون کی طرح اُن کی آنکھیں صرف اُس وقت کھلیں گی جب اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب اپنی ہولناک سخت گیری کے ساتھ اُن پر ٹوٹ پڑے گا۔ البتہ عین گرفتاری کے موقع پر جو توبہ کی جائے وہ قبول نہیں کی جاتی۔ ایسے لوگ آگاہ ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اُن پر جلد آنے والا ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ عذاب سے اپنے رسولوں علیہم السلام اور اہلِ ایمان کو محفوظ رکھتا ہے۔

آیات ۱۰۴ تا ۱۰۶

حق اور باطل میں سمجھوتا نہیں ہو سکتا

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ	اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایئے اے لوگو!
اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ	اگر تم ہو شک میں میرے دین کے بارے میں
فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	تو میں عبادت نہیں کرتا اُن کی جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا

وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖ	اور لیکن میں عبادت کرتا ہوں اللہ کی جو موت دیتا ہے تمہیں
وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۙ﴿۱۰۴﴾	اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں مومنوں میں سے۔
وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ	اور آپ ﷺ اپنا رخ سیدھا کر لیجیے دین کی طرف یکسو ہو کر
وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾	اور ہر گز نہ ہوں شرک کرنے والوں سے۔(عبادت کرنے کی حالت میں)
وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ	اور مت پکاریے اللہ کے سوا اُن کو جو نہ نفع دے سکتے ہیں آپ ﷺ کو اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں آپ ﷺ کو(ترک عبادت کی صورت میں)
فَاِنْ فَعَلْتَ	پھر اگر بالفرض آپ ﷺ نے ایسا کیا
فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾	تو بے شک آپ ﷺ اُس وقت اللہ کا حق ضائع کرنے والوں میں سے ہوں گے۔

اِن آیات میں قریش کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کے لیے مصالحت کی ایک پیشکش کا ذکر ہے۔ مکی دور کے آخر میں سردارانِ قریش نبی اکرم ﷺ کو دعوت دے رہے تھے کہ آپ ﷺ ایک معین عرصہ تک ہمارے ساتھ ہمارے بتوں کی پرستش کریں۔ پھر ہم اتنے ہی عرصہ آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے معبودِ واحد کی عبادت کریں گے۔اِن آیات میں سردارانِ قریش کو آگاہ کیا گیا کہ کان کھول کر سن لو کہ اِس قسم کی مصالحت ناممکن ہے۔

باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے

شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اعلان کر دیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ہستی کی پرستش نہیں کروں گا اور نہ ہی کسی ایسے معبود کو پکاروں گا جو میرے لیے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ حقیقی معبود صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہیں ایک یقینی شے یعنی موت سے دوچار کرے گا۔ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ایسا ہے جو تمہیں موت سے بچا سکے؟ پھر کیوں بے بس اور لاچار مخلوقات کو معبود بناتے ہو؟

آیت ۱۰۷

نبی اکرم ﷺ کی اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کا بیان

وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ	اور اے نبی ﷺ! اگر پہنچائے آپ ﷺ کو اللہ کوئی تکلیف
فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ	تو نہیں ہے کوئی دور کرنے والا اُسے مگر وہی
وَ اِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ	اور اگر وہ ارادہ کرے آپ ﷺ کے ساتھ بھلائی کا
فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ	تو نہیں ہے کوئی پھیرنے والا اُس کے فضل کو
یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ	وہ پہنچاتا ہے اِس فضل کو جسے وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝۱۰۷	اور وہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کی اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی و بے بسی کا بیان ہے۔ ارشاد ہوا کہ اے نبی ﷺ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی تکلیف دینا چاہے تو اُسے کوئی دور نہیں کر سکتا مگر وہی۔ اِسی طرح اگر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر کوئی عنایت کرنا چاہے تو اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اِس مضمون کی آیات نے اِس بات کا امکان ختم کر دیا کہ مسلمان نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر دیں جیسا کہ سابقہ قوموں نے اپنے رسولوں کے ساتھ ظلم کیا۔ پھر جس انسان کو یہ پختہ یقین حاصل ہو جائے کہ نفع اور نقصان پہنچانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو وہ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارے گا اور شرک کے جرم سے بچ جائے گا۔

آیات ۱۰۸ تا ۱۰۹

قرآن کا دوٹوک اعلان

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ	اے نبی ﷺ! فرمایئے اے لوگو!
قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ	یقیناً آ گیا ہے تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے
فَمَنِ اهْتَدٰى	تو جو ہدایت قبول کرتا ہے
فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ	تو بے شک وہ ہدایت قبول کرتا ہے اپنے ہی بھلے کے لیے
وَمَنْ ضَلَّ	اور جو گمراہ ہوتا ہے
فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ	تو بے شک وہ گمراہ ہوتا ہے اپنی ہی تباہی کے لیے
وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝۱۰۸ ۭ	اور میں تم پر نگران نہیں ہوں۔
وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ	اور آپ ﷺ پیروی کیجیے اُس کی جو وحی کی جاتی ہے آپ ﷺ کی طرف
وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ	اور صبر کیجیے یہاں تک کہ فیصلہ فرما دے اللہ

ع ۱۱ ۱۲ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع	اور وہ بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔

یہ آیات اعلان کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے قرآنِ حکیم کی صورت میں حق نازل کر دیا ہے۔اب انسانوں کو اِسے قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ حق قبول کریں گے تو اپنی ہی جنت کو سنواریں گے۔ حق قبول نہیں کریں گے تو اپنے ہی لیے جہنم کی آگ کو بھڑکائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ قرآنِ حکیم کی پیروی کرتے رہیں اور کوئی دھمکی یا تشدد، مرغوباتِ نفس کی کوئی پیش کش اور سودے بازی کی کوئی دعوت آپ ﷺ کو راہِ حق سے ہٹا نہ سکے۔ ہر حال میں حق پر ڈٹے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔

سورۃ ہود

نبی اکرم ﷺ کو بوڑھا کرنے والی سورۂ مبارکہ

اِس سورۂ مبارکہ کے حوالے سے ایک حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَيَّبَتْنِيْ هُوْد وَّالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۔ (سنن ترمذی ، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورۃ الواقعہ)

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ پر بڑھاپے کے آثار نظر آرہے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا "مجھے سورۂ ہود، سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات، سورۂ نباء اور سورۂ تکویر نے بوڑھا کر دیا ہے"۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۲۴ — اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور بندوں کی ناشکری
- آیات ۲۵ تا ۱۰۲ — رسولوں علیہم السلام کی اپنی قوموں کے ساتھ کشمکش
- آیات ۱۰۳ تا ۱۱۱ — ایمان بالآخرت
- آیات ۱۱۲ تا ۱۱۵ — اہلِ ایمان کے لیے ایمان افروز ہدایات
- آیات ۱۱۶ تا ۱۲۳ — نافرمانوں کے لیے وعید

آیت ۱

آیاتِ قرآنی کا اسلوب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ ۚ	الف۔لام۔را
كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ	یہ وہ کتاب ہے حکمت سے بھر دی گئیں جس کی آیات
ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ﴿۱﴾	پھر اُن کی وضاحت کر دی گئی ہے ایک کمالِ حکمت والی، بڑی ہی باخبر ذات کی طرف سے۔

اِس آیت میں قرآنِ حکیم کی آیات کے اِس اسلوب کو نمایاں کیا گیا ہے کہ ابتداء میں بڑی جامع آیات نازل ہوئیں جو حکمت سے لبریز اور بڑے گہرے مفہوم کی حامل تھیں۔ گویا اُس کوزے کی مانند تھیں جس میں دریا سمو دیا گیا ہو۔ بعد ازاں پھر ایسی آیات نازل ہوئیں جنہوں نے ابتدائی آیات کے مضامین کو کھول کھول کر واضح کر دیا۔

آیات ۲ تا ۴

قرآنِ حکیم کی دعوت

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ	یہ کہ تم عبادت نہ کرو مگر اللہ ہی کی
اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ ۙ﴿۲﴾	بے شک میں تمہارے لیے اُس کی طرف سے خبردار کرنے والا اور خوش خبری دینے والا ہوں۔
وَّ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ	اور یہ کہ تم بخشش مانگو اپنے رب سے

ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ	پھر رجوع کرو اُسی کی طرف
يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى	وہ نوازے گا تمہیں اچھے سامانِ زندگی سے ایک وقت مقررہ تک
وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ	اور دے گا ہر فضیلت والے کو اُس کی فضیلت
وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝۳	اور اگر تم پھر گئے تو بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب سے۔
اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ	اللہ ہی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴	اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں قرآنِ حکیم کی دعوت کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ پوری نوعِ انسانی کو دعوت دی گئی کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کرے۔ اُس سے اپنے گناہوں پر بخشش مانگے، گناہوں کو چھوڑ کر اُسی سے لو لگائے اور ہر معاملے میں اُس کی تعلیمات کو یاد رکھے۔ ایسا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔ اُنہیں دنیا میں رزقِ حلال، رزق میں برکت اور سکھ و چین عطا کرے گا۔ پھر جو زیادہ نیکیاں کرے گا اُسے آخرت میں زیادہ اجر و ثواب اور جنت کے دائمی انعامات سے نوازے گا۔ جس نے یہ دعوت قبول نہ کی تو پھر وہ ایک بڑے دن کے عذاب کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔ تمام لوگ آگاہ ہو جائیں کہ وہ چاہیں یا نہ چاہیں اُنہیں بہر حال اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور دنیا میں اپنے کردار کے حوالے سے جواب دہی کرنی ہے۔

آیت ۵

قرآن کی دعوت اور مشرکین کا ردِّ عمل

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ	سنو! بے شک وہ دوہرا کرتے ہیں اپنے سینوں کو

لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ	تاکہ وہ چھپے رہیں اللہ سے
اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ	سنو ! جب وہ اوڑھ لیتے ہیں اپنے کپڑے
يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ	وہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں
اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۵	بے شک وہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔

جب مشرکین رسول اللہ ﷺ سے قرآنِ حکیم کی دعوت سنتے ہیں تو اُن کے دل اِس دعوت کے برحق ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔اب وہ بظاہر ایسا تاثر دینے کے لیے کہ اُن پر اِس دعوت کا کوئی اثر نہیں ہوا اپنا سینہ دھرا کرتے اور اپنی چادر اوڑھ کر چل دیتے۔ اُنہیں بتایا گیا کہ تم اداکاری کر کے اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دے سکتے۔وہ خوب جانتا ہے کہ تم کیا ظاہر کر رہے ہو اور کیا چھپا رہے ہو۔اللہ تعالیٰ تو ہر انسان کے سینہ میں چھپے ہوئے رازوں سے بھی واقف ہے۔

آیت ۶

ہر مخلوق کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ	اور نہیں کوئی جان دار زمین میں
اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا	مگر اللہ کے ذمے ہے اُس کا رزق
وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ	اور وہ جانتا ہے اُس کے مستقل ٹھکانے کو اور اُس کے عارضی ٹھکانے کو
كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶	یہ سب کچھ واضح کتاب میں ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کمالِ رزاقیت کی شان اور وسعتِ علم کا بیان ہے۔ صرف انسانوں کا نہیں بلکہ زمین پر چلنے والے تمام جانداروں یہاں تک کہ کیڑے مکوڑوں اور چیونٹیوں کا رزق بھی اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ اُس کے علم میں ہے کہ ہر مخلوق کا مستقل ٹھکانا کہاں ہے اور وہ اِس وقت عارضی طور پر کہاں ہے۔ پھر وہ ہر مخلوق کے حال سے ہر وقت واقف ہے اور اُس کی ضروریات پوری کرنے کا انتظام فرمارہا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کا رزق بھی اُسے اُس کے مقام پر پہنچاتا ہے۔ وہ زمین سے تمام مخلوقات کی ضروریات پوری فرمارہا ہے۔ وہ جتنی بھی مخلوقات پیدا فرماتا ہے تو اُس کے مطابق زمین بھی اپنے نئے سے نئے خزانے اگلتی جاتی ہے۔

آیات ۷ تا ۸

آسمانوں اور زمین کی تخلیق کا مقصد

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ	اور وہی ہے (اللہ) جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں کی مقدار میں
وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ	اور تھا اُس کا عرش پانی پر
لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ	تاکہ وہ آزمائے تمہیں کہ تم میں سے کون بہت بہتر ہے عمل میں
وَلَىِٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ	اور اگر (اے نبی ﷺ!) آپ کہیں کہ بے شک تم اٹھائے جانے والے ہو موت کے بعد
لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا	تو ضرور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝	نہیں ہے یہ مگر ایک واضح جادو۔

وَ لَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ	اور اگر ہم ٹال دیں اُن سے عذاب کو ایک معینہ مدت تک
لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ	تو وہ ضرور کہیں گے کیا چیز روک رہی ہے اُسے
اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ	سنو ! جس روز وہ آئے گا اُن پر
لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ	تو نہیں ہوگا ٹالا جانے والا اُن سے
ع ۸ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸ ع	اور گھیر لے گا اُنہیں وہ عذاب جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی کائنات محض چھ مراحل میں تخلیق کی۔ کائنات میں ایک دور ایسا بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ کا تختِ حکومت پانی پر تھا۔ اِس بات سے کائنات کی تخلیق کے حوالے سے حسبِ ذیل تصور کو تقویت ملتی ہے :

1. اللہ تعالیٰ نے کلمۂ کُن کہا اور ایک ٹھنڈا نور وجود میں آیا جس سے انسانوں کی ارواح اور فرشتوں کو بنایا گیا۔ اِن ارواح سے اللہ تعالیٰ نے عہدِ اَلست لیا۔
2. اللہ تعالیٰ نے دوبارہ کلمۂ کُن کہا جس سے بڑے بڑے آتشی کُرّے وجود میں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس وقت آگ سے جنات کو تخلیق کیا۔
3. زمین بھی ایک آتشی کُرّہ کی صورت میں تھی جو رفتہ رفتہ ٹھنڈی ہوئی۔ اِس سے بخارات اڑ کر اوپر گئے اور بعد ازاں منجمد ہو کر زمین پر بارش کی طرح برسے۔ اب زمین پر پانی ہی پانی تھا اور اُس وقت اِسی پانی پر اللہ تعالیٰ کا اقتدار تھا۔
4. گرم زمین پانی کی وجہ سے ٹھنڈی ہو کر سکڑتی چلی گئی۔ اِس سے کہیں نشیب اور کہیں فراز وجود میں آئے۔ نشیب سمندر بن گئے اور فراز خشکی۔ جہاں خشکی و سمندر ملے، وہیں وہ گارا وجود میں آیا جس سے اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان یعنی حضرت آدمؑ کا جسدِ خاکی بنایا۔

اِن آیات میں مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا اِس لیے بنائی ہے تاکہ وہ انسانوں کا امتحان لے کہ اُن میں سے کون عمل کے اعتبار سے اچھا ہے؟ روزِ قیامت تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا تاکہ امتحان کا نتیجہ سنایا جائے اور نتیجہ کے مطابق جزا و سزا دی جائے۔ کافر انسانوں کے دوبارہ جی اٹھنے کی حقیقت کو جادو قرار دے کر جھٹلا رہے ہیں۔ اب اگر اُن کو اِس جھٹلانے پر فوراً سزا نہیں دی جاتی تو طنزاً پوچھتے ہیں کہ ہم پر عذاب کیوں نہیں آرہا؟ وہ جان لیں کہ جس روز اُن پر عذاب آئے گا تو پھر اُس عذاب سے بچنا ممکن نہ ہوگا۔

آیات ۹ تا ۱۱

کم ظرف انسان کا رویہ

وَ لَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً	اور اگر ہم چکھائیں انسان کو اپنی طرف سے رحمت
ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ	پھر ہم چھین لیں اُس رحمت کو اُس سے
اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹	بے شک وہ ہوتا ہے یقیناً نہایت مایوس، بہت ناشکرا۔
وَ لَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ	اور اگر ہم چکھاتے ہیں اُسے کوئی نعمت اُس تکلیف کے بعد جو پہنچی اُسے
لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ	تو وہ ضرور کہے گا دور ہو گئیں سب تکلیفیں مجھ سے
اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝۱۰ۙ	بے شک وہ ہوتا ہے یقیناً بہت اترانے والا، خوب بڑائی کرنے والا۔
اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا	سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے صبر کیا
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ	اور عمل کیے اچھے

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾	یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔

یہ آیات ایک غیر تربیت یافتہ کم ظرف انسان کے رویئے سے آگاہ کر رہی ہیں۔ اُسے اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بالکل مایوس ہو جاتا ہے اور لمبے چوڑے شکوے کرتا ہے۔ اِس کے برعکس اگر اللہ تعالیٰ اُسے کوئی بھلائی عطا فرمادے تو اتراتا ہے اور اپنی بڑائیاں کرتا ہے۔ گویا دونوں حالتوں میں خود کو قابو میں نہیں رکھ سکتا۔ اِس کے برعکس اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ وہ ہے جو مشکل یا سازگار دونوں طرح کے حالات میں خود کو تھامے رکھتا ہے۔ تکالیف پر صبر اور بھلائیوں پر شکر کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے گناہ اللہ تعالیٰ بخش دے گا اور اُنہیں اُن کی بھلائیوں پر بہت بڑے اجر سے نوازے گا۔

آیات ۱۲ تا ۱۴

حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول اور قرآن اللہ کا کلام ہے

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ	پھر اے نبی ﷺ! شاید آپ چھوڑ دینے والے ہیں کچھ حصہ اُس کا جو وحی کیا جاتا ہے آپ کی طرف
وَ ضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ	اور تنگ ہونے والا ہے اِس کی وجہ سے آپ ﷺ کا سینہ
اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ	کہ کافر یہ کہیں گے کہ کیوں نہ اتارا گیا اُن پر خزانہ؟
اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ	یا کیوں نہ آیا اُن کے ساتھ کوئی فرشتہ؟
اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ	بے شک آپ ﷺ تو صرف خبردار کرنے والے ہیں
وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ ؕ	اور اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔
اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ	کیا وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے گھڑ لیا ہے اِسے؟
قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ	اے نبی ﷺ! فرمایئے لے آؤ دس سورتیں اِس جیسی

مُفْتَرَيٰتٍ	گھڑی ہوئی
وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور بلالو جن کو تم بلا سکتے ہو اللہ کے سوا
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾	اگر تم سچے ہو۔
فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ	پس اگر وہ نہ قبول کر سکیں تمہاری دعوت
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ	تو جان لو کہ بے شک قرآن نازل کیا گیا ہے اللہ کے علم کی بنیاد پر
وَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ	اور یہ کہ نہیں کوئی معبود سوائے اُس کے
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾	کیا تم فرمانبرداری کرنے والے ہو؟۔

اِن آیات میں کافروں کے تین مطالبات اور ایک بہتان کا ذکر ہے۔اُن کا پہلا مطالبہ یہ تھا کہ قرآن سے ایسی آیات کو نکال دیا جائے جن میں ہمارے معبودوں کی نفی کی گئی ہے۔دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ اگر محمد ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو اُنہیں کوئی خزانہ دے دیا جائے تاکہ وہ شاہانہ زندگی بسر کرتے ہوئے نظر آئیں۔تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ کوئی فرشتہ اُن کے ساتھ اُن کی حفاظت اور اظہارِ عظمت کے لیے نازل ہو۔ارشاد ہوا کہ اے نبی ﷺ! اُن کے مطالبات سے غمگیں نہ ہوں اور حق کی تبلیغ کا مشن جاری رکھیے۔ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ ﷺ کا کام اُن تک حق پہنچانا ہے،اُن سے حق منوانا نہیں۔کافر یہ بہتان لگاتے تھے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا نہیں محمد ﷺ کا بنایا ہوا کلام ہے۔جواب میں اللہ تعالیٰ نے چیلنج دیا کہ مقابلے میں قرآن جیسی دس سورتیں لے آؤ۔اللہ کے رسول ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اگر کافر یہ چیلنج قبول نہ کر سکیں تو ثابت ہو جائے گا کہ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اُس کے کامل علم کا مظہر ہے۔کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے کلام جیسا کلام کبھی بھی نہیں پیش کر سکتا۔لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی معبودِ حقیقی ہے۔بہتری اِسی میں ہے کہ اُس کے احکام کے سامنے گردن جھکا دی جائے۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

طے کر لو دنیا کے طلب گار ہو یا آخرت کے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا	جو کوئی چاہتا ہے (اپنے اعمال خیر سے) دنیا کی زندگی اور اُس کی زینت
نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا	ہم پورا پورا بدلہ دے دیتے ہیں اُنہیں اُن کے اعمال کا اِس دنیا میں
وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾	اور اُنہیں اِس دنیا میں کچھ کمی نہیں ہو گی ۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ	یہی وہ لوگ ہیں کہ نہیں ہے اِن کے لیے آخرت میں مگر آگ
وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا	اور برباد ہو گیا جو اُنہوں نے کیا اِس دنیا میں
وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾	اور بے کار ہے جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔

اِن آیات میں دنیا پرستی کی مذمت اور خباثت بیان کی گئی ہے۔ واضح کیا گیا کہ جو کوئی دنیا کا طلب گار ہو گا اُسے اُس کی نیکیوں کا صلہ دنیا میں دے دیا جائے گا۔ ایسے بد نصیب انسان کے لیے آخرت میں سوائے جہنم کی آگ کے اور کچھ نہیں ہو گا۔ اُنہوں نے دکھاوے کے لیے یا ایمان سے محرومی کے ساتھ یا اپنے ضمیر کو جھوٹی تسلیاں دینے کے لیے جو جزوی نیکیاں کی تھیں، وہ روزِ قیامت بے وزن ثابت ہوں گی اور اُن کی تمام کاوشیں برباد ہو جائیں گی۔

آیت ۱۷

قرآنِ مجید پر ایمان لانے والے ہی سلیم الفطرت ہیں

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ	تو کیا جو شخص ہو واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے

وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ	اور اُس کے پیچھے آیا ہو ایک گواہ (قرآن) اللہ کی طرف سے
وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ؕ	اور اِس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تھی جو امام ہے (احکام بتلانے کے اعتبار سے) اور رحمت تھی (احکام پر مرتب ہونے والے ثمرہ کے اعتبار سے)
اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ	ایسے ہی (واضح دلیل والے) لوگ ایمان لاتے ہیں اِس قرآن پر
وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ	اور جو انکار کرتا ہے اِس کا مختلف گروہوں میں سے
فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ	تو (جہنم کی) آگ ہی اُس کے وعدے کی جگہ ہے
فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ	تو نہ ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شک میں اِس کے بارے میں
اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ	یقیناً وہ قرآن حق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے
وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾	اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اِس آیت میں دعوت دی گئی کہ غور کرو ایک شخص سلیم الفطرت ہے جس کا باطن توحید کی گواہی دے رہا ہے۔ پھر قرآن نے آکر اُس کے باطن میں پوشیدہ حق پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔ اِسی حق کی تائید اِس سے پہلے تورات بھی کر رہی تھی۔ کیا ایسے سلیم الفطرت لوگ قرآنِ حکیم کی تعلیمات کا انکار کر سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔ اِن سلیم الفطرت ہستیوں میں سب سے اعلیٰ مثال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ ولادت سے لے کر ظہورِ نبوت تک انتہائی پاکیزہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کے ظہور اور قرآنِ حکیم کے نزول نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار کی سچائی پر مضبوط گواہی قائم کر دی۔ قرآنِ حکیم سے پہلے رحمت بھرے احکام شریعت تورات میں تھے۔ اب یہ رحمت قرآنِ حکیم کی صورت میں برسی ہے۔ یہ ایسی یقینی حقیقت ہے جس پر شک

کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ سلیم الفطرت لوگ اِس قرآن پر ایمان لا کر رسالتِ محمد ﷺ کے برحق ہونے کی گواہی دیں گے۔ البتہ لوگوں کی اکثریت ایمان لانے سے محروم رہے گی اور جہنم کی آگ کا نوالہ بنے گی۔

آیات ۱۸ تا ۲۲

سب سے بڑے ظالم اور بدنصیب لوگ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو گھڑتا ہے اللہ پر جھوٹ ؟
اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ	یہ لوگ پیش کیے جائیں گے اپنے رب کے سامنے
وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ	اور کہیں گے گواہ (فرشتے)
هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ	یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ بولا تھا اپنے رب پر
اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۸﴾	سن لو ! اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔
الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وہ لوگ جو روکتے ہیں اللہ کی راہ سے
وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ	اور تلاش کرتے ہیں اُس میں ٹیڑھ
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾	اور وہی آخرت کا انکار کرنے والے بھی ہیں۔
اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ	یہ لوگ نہیں تھے بے بس کرنے والے (اللہ کو) زمین میں
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ (وقف لازم)	اور نہیں ہے اُن کے لیے اللہ کے سوا کوئی حمایتی
يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ	دگنا کیا جائے گا اُن کے لیے عذاب

مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾	نہ وہ توفیق رکھتے تھے سننے کی اور نہ وہ دیکھا کرتے تھے۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	یہی وہ ہیں جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے آپ کو
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾	اور کھو گیا اُن سے وہ سب جو وہ جھوٹ گھڑا کرتے تھے۔
لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾	کوئی شک نہیں کہ بلاشبہ وہی ہوں گے آخرت میں سب سے زیادہ خسارے میں جانے والے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ سب سے بڑا ظالم گروہ ایسے مجرموں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ جھوٹی بات منسوب کرتے ہیں کہ اُس کے کچھ شریک ہیں۔ روزِ قیامت کئی گواہ اُن کے اِس ظلم کے خلاف گواہی دیں گے۔ پھر اُن ظالموں پر اس لیے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو گی کہ وہ نہ صرف خود مشرک تھے بلکہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اُس کی عطا کردہ تعلیمات پر اعتراضات کرتے تھے۔ اب کوئی اُن کی مدد کے لیے نہیں آئے گا۔ اُن کے لیے عذاب مسلسل بڑھایا جائے گا۔ یہ وہ بدنصیب ہیں جو دنیا میں حق سننے کے لیے تیار ہی نہ تھے۔ نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نشانیاں دیکھ کر عبرت حاصل کرتے تھے۔ اب اُنہیں آخرت میں بدترین خسارے سے دوچار ہونا پڑے گا۔

آیت ۲۳

سعادت مند لوگ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ	اور عاجزی اختیار کی اپنے رب کی طرف

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ	وہی جنت والے ہیں
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ سعادت مند لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کلام اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں، اچھے اعمال کریں اور زندگی کے جملہ معاملات میں اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے عاجزی کے ساتھ سرِ تسلیم خم کر دیں۔ یہ وہ خوش نصیب ہیں جو ہمیشہ ہمیش جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۴

بد نصیبوں اور خوش نصیبوں کی مثال

مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ	مثال دونوں فریقوں کی ایسے ہے
كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ	جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھنے والا اور سننے والا
هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ	کیا یہ دونوں برابر ہیں مثال میں؟
ع ۲ ۱۶ ۲ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ع	تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

یہ آیت اعلان کر رہی ہے کہ شرک کرنے والے بد نصیب لوگ در حقیقت اندھے اور بہرے ہیں۔ نہ وہ کائنات میں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کو دیکھ رہے ہیں کہ اُن سے معرفتِ الٰہی حاصل کریں اور نہ ہی کسی حق کے داعی کی پکار سن رہے ہیں کہ اُسے قبول کر کے سیدھی راہ پر آجائیں۔ اِن کے مقابلے میں نیکیاں کرنے والے مومن وہ خوش نصیب لوگ ہیں جو دیکھنے اور سننے والے ہیں۔ وہ مظاہرِ قدرت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی توحید کی معرفت سے سرشار ہو رہے ہیں اور حق کی پکار کو سن کر لبیک کہتے ہوئے اپنا کردار سنوار رہے ہیں۔ آیت کے آخر میں پوچھا گیا کہ اے لوگو! کیا یہ دونوں طرح کے لوگ برابر ہو سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر تم نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے؟

آیات ۲۵ تا ۲۷

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت اور سردارانِ قوم کا جواب

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ	اور یقیناً ہم نے بھیجا نوح علیہ السلام کو اُن کی قوم کی طرف
اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۵﴾	(اُنہوں نے فرمایا) بے شک میں تمہارے لیے صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔
اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ	کہ تم عبادت نہ کرو مگر اللہ ہی کی
اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۶﴾	بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر ایک دردناک دن کے عذاب سے۔
فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ	تو کہنے لگے سردار جنہوں نے کفر کیا تھا اُن کی قوم میں سے
مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا	(اے نوح!) ہم نہیں دیکھتے تمہیں مگر انسان اپنے جیسا
وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ	اور ہم نہیں دیکھتے تمہیں کہ پیروی کرتے ہوں تمہاری
اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ	مگر وہ لوگ جو ہم میں حقیر ہیں سرسری رائے میں
وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ	اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہیں ہم پر کوئی فضیلت ہے
بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾	بلکہ ہم تو خیال کرتے ہیں تم لوگوں کو جھوٹا۔

اِن آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کے لیے دعوت اور سردارانِ قوم کی طرف سے دعوت کے جواب کا ذکر ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو توحید پر ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرنے کی دعوت دی۔ سردارانِ قوم نے حقارت سے اِس دعوت کو ٹھکرا دیا اور طنز کیا

کہ نوح علیہ السلام ہماری طرح کے ایک انسان ہیں اور اُن کا ساتھ دینے والے ہمارے معاشرہ کے مفلس اور گھٹیا لوگ ہیں۔ اُن میں کوئی ایسی خاص خوبی نہیں کہ ہم اُنہیں افضل سمجھ کر اُن کی طرح ایمان لے آئیں۔ ہر زمانے میں تکبر کرنے والے دولت کے پجاریوں نے اِسی طرح رسولوں علیہم السلام کی بشریت اور اُن کے ساتھیوں کی غربت پر اعتراضات کیے۔ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ انسانوں کے لیے نمونہ انسان ہی بن سکتا ہے اور اہمیت انسانوں کے سیرت و کردار کی ہے نہ کہ اُن کے پاس موجود مال و دولت کی۔

آیات ۲۸ تا ۳۱

حضرت نوح علیہ السلام کی بلیغ وضاحت

قَالَ يٰقَوْمِ	فرمایا نوح علیہ السلام نے اے میری قوم!
اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ	کیا تم نے دیکھا ہے کہ اگر میں ہوں ایک واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے
وَاٰتٰنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ	اور اُس نے دی ہے مجھے رحمت اپنے پاس سے
فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ	پھر وہ پوشیدہ کر دی گئی ہے تم پر
اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾	کیا ہم جبراً مسلط کر دیں تم پر اُسے جبکہ تم اُسے ناپسند کرنے والے ہو۔
وَيٰقَوْمِ	اور اے میری قوم!
لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ	میں نہیں مانگتا تم سے اِس پر کوئی مال
اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ	نہیں ہے میرا اجر مگر اللہ پر
وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ	اور نہیں ہوں میں ہرگز دور ہٹانے والا اُن لوگوں کو جو ایمان لائے

اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ	بے شک وہ ملنے والے ہیں اپنے رب سے
وَ لٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾	اور لیکن میں دیکھتا ہوں تمہیں ایسی قوم کہ تم جہالت کر رہے ہو۔
وَ يٰقَوْمِ	اور اے میری قوم !
مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ	کون مدد کرے گا میری اللہ کے مقابلہ میں اگر میں دور ہٹا دوں اُنہیں؟
اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾	تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے ؟
وَ لَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ	میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں
وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ	اور نہ میں کل غیب جانتا ہوں
وَ لَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ	اور نہ ہی کہتا ہوں کہ بے شک میں فرشتہ ہوں
وَّ لَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ	اور نہ ہی کہتا ہوں اُن کے بارے میں جن کو حقیر دیکھتی ہیں تمہاری نگاہیں
لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ	کہ ہر گز نہیں دے گا اُنہیں اللہ کوئی بھلائی
اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۖۚ	اللہ بہتر جانتا ہے جو اُن کے دلوں میں ہے
اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾	بے شک میں تو اُس وقت یقیناً ہو جاؤں گا ظالموں میں سے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے مخالفت کرنے والے سردارانِ قوم کو جواب دیا کہ دیکھو میں نے تمہارے درمیان ایک پاکیزہ زندگی بسر کی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت کے لیے پسند فرمالیا۔ میری دعوت بے لوث ہے۔ میں نے تم سے اِس پر کوئی نذرانہ یا معاوضہ طلب نہیں کیا۔ میں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ میں انسان نہیں بلکہ کوئی فوق الفطرت مخلوق ہوں یا میرے اختیار میں دنیا کے خزانے ہیں۔ میں نے صرف یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو لوگ مجھ پر ایمان لائے ہیں، معاشی یا معاشرتی اعتبار سے اُن کی کیا حیثیت ہے، مجھے اِس سے کوئی غرض نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ انتہائی بلند مقام کے حامل ہیں۔ اگر میں تمہاری خواہش کے مطابق اُنہیں اپنے پاس سے دور کر دوں تو مجھے اللہ تعالیٰ کی سزا سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

آیات ۳۲ تا ۳۵

قوم کا حضرت نوح علیہ السلام سے عذاب لانے کا مطالبہ

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا	کہنے لگے (سردارانِ قوم) اے نوح علیہ السلام! بلاشبہ تم نے جھگڑا کیا ہے ہم سے
فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا	پھر تم نے بہت ہی کیا جھگڑا ہم سے
فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ	تو لے آؤ ہم پر وہ عذاب جس کی تم دھمکی دیتے ہو ہمیں
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾	اگر تم سچے ہو۔
قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ	فرمایا نوح علیہ السلام نے بے شک لائے گا تم پر اُسے صرف اللہ ہی اگر چاہے گا
وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾	اور نہیں ہو تم بے بس کرنے والے (اللہ کو)۔
وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ	اور نہیں فائدہ دے گی تمہیں میری خیر خواہی

اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ	اگرچہ میں چاہوں کہ خیر خواہی کروں تمہاری
اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ	اگر اللہ چاہتا ہو کہ وہ گمراہ کرے تمہیں
هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ ؕ	وہی تمہارا رب ہے اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔
اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ	کیا وہ (مشرکینِ مکہ) کہتے ہیں کہ اُنہوں نے خود گھڑ لیا ہے قرآن
قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ	اے نبی ﷺ! فرمایئے اگر میں نے خود گھڑا ہے اُسے
فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ	تو میرے ہی ذمے ہے میرا جرم (یعنی مجھ پر اسے گھڑنے کا)
ع ۳ ۱۱ ۳ وَ اَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع	اور میں بری ہوں اُس سے جو تم جرم کرتے ہو۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ سردارانِ قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو قبول کرنے کی بجائے اُن سے مطالبہ کیا کہ ہم پر عذاب لے آؤ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ عذاب تو اللہ تعالیٰ ہی لے کر آئے گا اور تم اُس عذاب سے بچ نہ سکو گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں برباد کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو پھر میری خیر خواہی اور نصیحت تمہیں عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ مشرکینِ مکہ نے سمجھ لیا کہ یہ تو ہمارا ہی طرزِ عمل ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں کا نام لے کر پیش کیا جا رہا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اِن واقعات سے عبرت حاصل کرتے مگر اپنی اصلاح کی بجائے اُنہوں نے الزام لگا دیا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں جو گھڑ لی گئی ہیں۔ اُنہیں آگاہ کر دیا گیا کہ بالفرض اگر نبی اکرم ﷺ نے یہ واقعات خود سے بنا لیے ہیں تو اِس کی ذمہ داری اُن پر ہے لیکن کان کھول کر سن لو کہ تم جو بہتان لگا رہے ہو تو اُس کی سزا پھر تمہیں ہی بھگتنا پڑے گی۔

آیات ۳۶ تا ۳۹

اہلِ حق کا مذاق اڑانے والوں کا انجام

وَ اُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ	اور وحی کی گئی نوح علیہ السلام کی طرف
اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ	بے شک کوئی بھی ہر گز ایمان نہیں لائے گا آپ علیہ السلام کی قوم میں سے
اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ	سوائے اُس کے جو ایمان لا چکا
فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۚ﴿۳۶﴾	تو نہ ہوں آپ علیہ السلام غمگین اُس پر جو وہ کرتے رہے ہیں۔
وَ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا	اور بنائیے کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے
وَ وَحْیِنَا	اور ہماری وحی کے مطابق
وَ لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ	اور نہ بات کیجیے مجھ سے اُن لوگوں کے بارے میں جنہوں نے ظلم کیا
اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾	بے شک وہ غرق کیے جانے والے ہیں۔
وَ یَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫	اور وہ بناتے رہے کشتی
وَ كُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ	اور جب کبھی گزرتے اُن کے پاس سے کچھ سردار اُن کی قوم سے
سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ	مذاق کرتے اُن سے

قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا	فرماتے نوح علیہ السلام اگر تم مذاق کرتے ہو ہم سے
فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ	تو بے شک ہم بھی مذاق کریں گے تم سے
كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾	جیسے تم مذاق کر رہے ہو۔
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ	تو جلد ہی تم لوگ جان لوگے
مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ	کون ہے آتا ہے جس پر ایسا عذاب جو رسوا کر دے گا اُسے
وَ يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾	اور اترے گا جس پر دائمی عذاب۔

طویل عرصہ کی تبلیغ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو آگاہ کر دیا کہ اب آپ علیہ السلام کی قوم میں سے مزید کوئی ایمان نہ لائے گا۔ وقت آ گیا ہے کہ زمین کو کافروں کی گندگی سے پاک کر دیا جائے۔ آپ علیہ السلام ہماری رہ نمائی اور نگرانی میں ایک کشتی بنایئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنا رہے تھے اور کفار آپ علیہ السلام کا مذاق اڑا رہے تھے کہ یہ خشکی میں چلانے کے لیے کشتی بنا رہے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ مذاق اڑا لو، عنقریب ہم تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ اب تم پر رسوا کن اور دائمی عذاب نازل ہونے ہی والا ہے۔

آیات ۴۰ تا ۴۱

قومِ نوح علیہ السلام پر عذاب کا آغاز

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا	یہاں تک کہ جب آ گیا ہمارا حکم
وَ فَارَ التَّنُّوْرُ	اور ابل پڑا تنور
قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ	تو ہم نے کہا (اے نوح علیہ السلام) سوار کر لو کشتی میں ہر جنس سے دونوں جوڑے (نر اور مادہ)

وَ اَهْلَكَ	اور اپنے گھر والوں کو
اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ	سوائے اُس کے طے ہو گیا جس کے خلاف فیصلہ
وَ مَنْ اٰمَنَ ؕ	اور (اُس کو بھی سوار کر لو) جو ایمان لایا
وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾	اور نہیں ایمان لائے اُن کے ساتھ مگر تھوڑے سے لوگ۔
وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا	اور فرمایا نوح علیہ السلام نے سوار ہو جاؤ اِس میں
بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ؕ	اللہ کے نام سے ہے اِس کا چلنا اور اِس کا ٹھہرنا
اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾	بے شک میرا رب یقیناً بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب ایک طوفان کے ذریعے آیا جس کی ابتدا ایک خاص تنور میں سے پانی کے ابلنے سے ہوئی۔ پھر موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور زمین میں جگہ جگہ سے چشمے پھوٹنے لگے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے تمام اہلِ ایمان اور ہر مخلوق کا ایک جوڑا کشتی میں سوار کر لیا۔ اُن کے گھر والوں میں سے اُن کی بیوی اور ایک بیٹا کشتی میں سوار نہ ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے مومنوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کشتی پر سوار ہو جاؤ۔ اِس کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا سب اللہ تعالیٰ کے اذن اور قدرت سے ہے۔ وہ مومنوں کی کوتاہیوں سے درگذر کرنے والا اور اُن پر بہت رحم فرمانے والا ہے، لہٰذا وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں بہ خیریت اتارے گا۔ یہ ہے مومنانہ طرزِ عمل کہ تدبیر کی جائے لیکن بھروسا اپنی تدبیر پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر ہو۔

آیات ۴۲ تا ۴۴

قومِ نوح علیہ السلام پر عذاب

وَ هِیَ تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫	اور کشتی چلنے لگی اُنہیں لے کر پہاڑوں جیسی موج میں
وَ نَادٰى نُوْحُ ِۨابْنَهٗ	اور پکارا نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو
وَ كَانَ فِیْ مَعْزِلٍ	اور وہ تھا کنارے پر
یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا	اے میرے بیٹے! سوار ہو جاؤ ہمارے ساتھ
وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ ۝۴۲	اور نہ شامل ہو کافروں کے ساتھ۔
قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰى جَبَلٍ	اُس نے کہا میں ابھی پناہ لے لیتا ہوں کسی پہاڑ کی
یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ	وہ بچالے گا مجھے پانی سے
قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ	فرمایا نوح علیہ السلام نے کوئی بچانے والا نہیں آج اللہ کے (عذاب کے) فیصلہ سے
اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ	مگر جس پر وہ رحم کر دے
وَ حَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ	اور حائل ہو گئی اُن دونوں کے درمیان موج
فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ۝۴۳	تو وہ ہو گیا غرق کیے جانے والوں میں سے۔
وَ قِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ	اور کہا گیا اے زمین! نگل لے اپنا پانی
وَ یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ	اور اے آسمان! تھم جا!

وَ غِيْضَ الْمَآءُ	اور نیچے اتار دیا گیا پانی
وَ قُضِيَ الْاَمْرُ	اور کام تمام کر دیا گیا
وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ	اور کشتی جا ٹھہری جودی پہاڑ پر
وَ قِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾	اور کہا گیا ہلاکت و بربادی ہو ظالم قوم کے لیے۔

یہ آیات قوم نوح علیہ السلام پر آنے والی تباہی کی داستان بیان کر رہی ہیں۔ زمین سے ابلنے اور آسمان سے برسنے والے پانی کی سطح بلند ہوتی گئی۔ ایسا طوفان آیا کہ جس سے پہاڑ جیسی بلند موجیں پیدا ہو گئیں۔ کشتی میں سوار مومنوں کے سوا پوری قوم اِس طوفان میں غرق ہو گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کا ایک بیٹا بھی ایمان لانے سے محروم رہا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اُسے آخری وقت تک دعوت دی کہ وہ ایمان لا کر کشتی میں سوار ہو جائے۔ اُس نے اسباب پرستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ کر خود کو ڈوبنے سے بچا لوں گا۔ اچانک ایک موج آئی اور اُسے بہا کر لے گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے طوفان تھم گیا، زمین خشک ہو گئی اور کشتی جودی پہاڑ پر جا ٹھہری۔ زمین سرکشوں اور نافرمانوں کی نجاست سے پاک کر دی گئی۔

آیات ۴۵ تا ۴۹

بیٹے کے حق میں حضرت نوح علیہ السلام کی سفارش قبول نہیں کی گئی

وَ نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ	اور پکارا نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پھر عرض کی
رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ	اے میرے رب! بے شک میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے تھا
وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ	اور بلاشبہ تیرا وعدہ سچا ہے
وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾	اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

قَالَ يٰنُوْحُ	فرمایا اللہ نے اے نوح علیہ السلام!
اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ	بے شک وہ نہیں تیرے گھر والوں میں سے
اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۫	بے شک وہ ایسے عمل والا ہے جو اچھا نہیں
فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ	پس نہ مانگو مجھ سے وہ، نہیں ہے تمہیں جس کا علم
اِنِّيْٓ اَعِظُكَ	بے شک میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں
اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾	کہ کہیں تم ہو نہ جاؤ نادانوں میں سے۔
قَالَ رَبِّ	عرض کی نوح علیہ السلام نے اے میرے رب!
اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ	بے شک میں پناہ میں آتا ہوں آپ کی کہ میں مانگوں آپ سے وہ، نہیں ہے جس کا مجھے علم
وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِيْ	اور اگر آپ نے نہیں بخشا مجھے
وَ تَرْحَمْنِيْٓ	اور رحم نہیں کیا مجھ پر
اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾	میں ہو جاؤں گا خسارہ پانے والوں میں سے۔
قِيْلَ يٰنُوْحُ	کہا گیا اے نوح علیہ السلام!
اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا	(کشتی سے) اُتر جایئے سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے
وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ	اور برکتوں کے ساتھ جو آپ علیہ السلام پر ہیں

وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ	اور ایسی جماعتوں پر جو اُن میں سے ہیں جو آپ علیہ السلام کے ساتھ ہیں
وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ	اور کئی جماعتیں ہیں کہ ابھی ہم فائدہ دیں گے اُنہیں
ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾	پھر پہنچے گا اُنہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب۔
تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ	یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے
نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ	ہم وحی کر رہے ہیں جسے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ	نہیں جانتے تھے اِسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ	اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم اِس سے پہلے
فَاصْبِرْ ۛ	پس صبر کیجیے
ع ۴ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ ع	بے شک اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

معانقہ ۹

اِن آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے کے حق میں سفارش کا ذکر ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی اے میرے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے تھا اور آپ نے میرے گھر والوں کو محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ بے شک آپ کا وعدہ برحق ہے۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نوح علیہ السلام! وہ تمہارے گھر والوں میں سے نہیں تھا، اِس لیے کہ اُس کے اعمال غیر صالح تھے۔ حقیقت یہی ہے کہ فاسق وفاجر اولاد کا صالح والد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ بقول اقبال۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیوں کر ہو؟

حضرت نوح علیہ السلام نے بڑی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اُس سفارش پر بخشش کی التجا کی جو اُنہوں نے غیر صالح بیٹے کے حق میں کی تھی۔ ۹۵۰ برس تک اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنے والے نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے کے حق میں سفارش اگر بارگاہِ خداوندی میں قبولیت حاصل نہیں کر سکی تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہماری اکثریت کے ذہن میں جو شفاعت باطلہ کے تصورات ہیں اُن کی کیا حقیقت ہے اور اُن کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ یہ واقعات غیب کی خبروں میں سے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائے جا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ڈٹے رہیں۔ دنیا میں کفار وقتی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دے رہے ہیں لیکن وہ انجامِ بد سے دوچار ہو کر رہیں گے اور آخرت میں تمام نعمتیں اور ابدی راحت و سکون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو حاصل ہو گا۔

آیات ۵۰ تا ۵۲

اللہ تعالیٰ کی بندگی، توبہ اور استغفار کی برکات

وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ	اور (بھیجا گیا) قومِ عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود علیہ السلام کو
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ	اُنہوں نے فرمایا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ	نہیں تمہارے لیے کوئی معبود اُس کے سوا
اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝۵۰	نہیں ہو تم مگر جھوٹ گھڑنے والے۔
يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ	اے میری قوم! میں نہیں مانگتا تم سے اِس پر کوئی اجر
اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ	نہیں ہے میرا اجر مگر اُس کے ذمہ جس نے مجھے پیدا کیا
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۵۱	تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟
وَ يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ	اور اے میری قوم! بخشش مانگو اپنے رب سے

ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ	پھر پلٹ آؤ اُسی کی طرف
يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا	وہ بھیجے گا آسمان کو تم پر موسلادھار برستا ہوا
وَّ يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ	اور بڑھائے گا تمہیں قوت میں تمہاری موجودہ قوت کے ساتھ
وَ لَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾	اور رخ نہ پھیرو مجرم بنتے ہوئے۔

یہ آیات حضرت ہود علیہ السلام کی بے لوث دعوت بیان کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے اپنی قوم یعنی قومِ عاد کو دعوتِ توحید دی، اللہ تعالیٰ سے گناہوں پر بخشش مانگنے کی تلقین کی اور پھر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف پلٹنے کی ترغیب دی۔ اُنہیں بشارت دی کہ اگر تم نے میری دعوت قبول کی تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دے گا۔ تم پر رحمتوں والی بارشیں برسائے گا جس سے تمہاری زراعت ترقی کرے گی۔ تمہاری مالی، بدنی، افرادی غرض ہر قوت میں مزید قوت کا اضافہ کرے گا۔ گویا انبیاء علیہم السلام کی دعوت پر لبیک کہنے سے صرف آخرت ہی نہیں سنورتی بلکہ دنیا میں بھی خوش حالی نصیب ہوتی ہے۔

آیات ۵۳ تا ۵۷

حضرت ہود علیہ السلام کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ	قومِ ہود نے کہا اے ہود! نہیں لائے تم ہمارے پاس کوئی واضح دلیل
وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ	اور نہیں ہیں ہم چھوڑنے والے اپنے معبودوں کو تمہارے کہنے سے
وَ مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾	اور ہم نہیں ہیں تمہاری بات ماننے والے۔

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ	ہم نہیں کہتے مگر یہی کہ تمہیں پاگل کر دیا ہے ہمارے بعض معبودوں نے بری طرح سے
قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ	فرمایا ہود علیہ السلام نے بے شک میں گواہ بناتا ہوں اللہ کو
وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۙ﴿۵۴﴾	اور تم بھی گواہ رہو کہ بے شک میں بے زار ہوں اُن سے جن کو تم شریک کرتے ہو
مِنْ دُوْنِهٖ	اللہ کے سوا
فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا	پس تم تدبیر کرلو میرے خلاف سب مل کر
ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾	پھر مہلت نہ دو مجھے۔
اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ	بلاشبہ میں نے بھروسا کرلیا ہے اللہ پر جو میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے
مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ	کوئی جان دار نہیں مگر اللہ نے پکڑا ہوا ہے اُسے پیشانی کے بالوں سے
اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾	بے شک میرا رب ملے گا سیدھی راہ پر۔
فَاِنْ تَوَلَّوْا	پھر اگر تم رخ پھیر لو
فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ	تو یقیناً میں نے تو پہنچا دیا ہے تمہیں وہ پیغام مجھے بھیجا گیا ہے جس کے ساتھ تمہاری طرف
وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ	اور جانشین بنادے گا میرا رب کسی اور قوم کو تمہارے سوا

وَ لَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ	اور تم نہ بگاڑ سکو گے اُس کا کچھ بھی
اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ۝۵۷	بے شک میرا رب ہر چیز پر خوب نگران ہے۔

اِن آیات میں حضرت ہود علیہ السلام کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش کا بیان ہے۔ قوم نے آپ علیہ السلام کی دعوت جھٹلا دی اور کہا کہ شاید ہمارے کسی معبود نے آپ پر برے اثرات ڈال دیے ہیں۔ حضرت ہود علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے معبود میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میرا بھروسا اللہ تعالیٰ پر ہے۔ ہر مخلوق ہر وقت اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں اور اُس کا نفع و نقصان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے تم کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اگر تم نے یہ پیغام قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں برباد کر دے گا۔ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو دنیا میں خلافت دے گا اور تم اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔

آیات ۵۸ تا ۶۰

قومِ عاد پر اللہ تعالیٰ کا عذاب

وَ لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا	اور جب آیا ہمارا حکم
نَجَّیْنَا هُوْدًا وَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ	ہم نے نجات دی ہود علیہ السلام کو اور اُن کو جو ایمان لائے اُس کے ساتھ اپنی طرف سے رحمت کے ساتھ
وَ نَجَّیْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ۝۵۸	اور ہم نے نجات دی اُنہیں بہت سخت عذاب سے۔
وَ تِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ	اور یہ قوم عاد تھی جنہوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیات کا
وَ عَصَوْا رُسُلَهٗ	اور جنہوں نے نافرمانی کی اُس کے رسولوں علیہم السلام کی
وَ اتَّبَعُوْۤا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۝۵۹	اور اُنہوں نے پیروی کی ہر سرکش، دشمنِ حق کے حکم کی

وَ اُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً	اور اُن کے پیچھے لگا دی گئی اِس دنیا میں لعنت
وَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ	اور قیامت کے دن بھی
اَلَاۤ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ	سن لو ! بے شک عاد نے کفر کیا اپنے رب کا
ع ۵ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ ع	سن لو ! بربادی ہے عاد کے لیے جو ہود علیہ السلام کی قوم تھی۔

اِن آیات میں قومِ عاد پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام اور اہلِ ایمان کو محفوظ رکھا اور ایک تیز و تند ہوا کے ذریعے بقیہ قوم کو اٹھا کر پٹخ دیا۔ وہ اِس طرح مٹا دیے گئے جیسے کبھی وہاں آباد ہی نہ تھے۔ قومِ عاد کو رسولوں علیہم السلام کی نافرمانی اور حق کے دشمن سرکش سرداروں کی پیروی کی عبرت ناک سزا ملی۔ دنیا و آخرت میں لعنت اور پھٹکار ہی اُن کا نصیب ٹھہری۔ بلاشبہ نافرمان قوموں کا انجام بہت ہی برا ہوا۔

آیات ۶۱ تا ۶۲

حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت اور قوم کا جواب

وقف لازم وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ؕ	اور (بھیجا گیا) قومِ ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح علیہ السلام کو
قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ	اُنھوں نے فرمایا اے میری قوم ! عبادت کرو اللہ کی
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ	نہیں تمہارے لیے کوئی معبود اُس کے سوا
هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ	اُسی نے پیدا کیا تمہیں زمین سے
وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا	اور آباد کیا تمہیں اُس میں
فَاسْتَغْفِرُوْهُ	سو بخشش مانگو اُسی سے

ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ	پھر پلٹ آؤ اُسی کی طرف
اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾	بے شک میرا رب بہت قریب ہے، دعائیں قبول فرمانے والا ہے۔
قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ	قومِ ثمود نے کہا اے صالح علیہ السلام! یقیناً تم تھے ہم میں امیدوں کا مرکز اِس سے پہلے
اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا	کیا تم روکتے ہو ہمیں کہ ہم عبادت کریں اُن کی جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا؟
وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾	اور بلاشبہ ہم یقیناً ایسے شک میں ہیں اُس بات کے بارے میں، تم دعوت دیتے ہو ہمیں جس کی طرف، جو بے چین کرنے والا ہے۔

اِن آیات میں حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت اور قوم کی طرف سے جواب کا ذکر ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے، اُس سے بخشش مانگنے اور اُس کی طرف پلٹنے کی تلقین کی۔ یقین دہانی کرائی کہ اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دعائیں قبول فرمانے والا ہے لہٰذا کسی واسطے یا وسیلے کی ضرورت نہیں ہے۔ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کی صداقت، دیانت اور پاکیزہ زندگی کا اعتراف کیا اور کہا کہ ہمیں تو امید تھی کہ آپ اپنے اعلیٰ اوصاف کے ذریعہ قوم کا نام روشن کریں گے۔ اِس کے برعکس آپ نے اپنے آباء واجداد کے عقائد اور تصورات ہی کی نفی کر دی ہے۔ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور شدت کے ساتھ اِس دعوت کے بارے میں شکوک وشبہات کا اظہار کیا۔

آیات ۶۳ تا ۶۴

حضرت صالح علیہ السلام کی وضاحت

قَالَ يٰقَوْمِ	فرمایا صالح علیہ السلام نے اے میری قوم !
اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ	کیا تم نے دیکھا اگر میں ہوں ایک واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے
وَاٰتٰنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً	اور اُس نے دی ہے مجھے اپنی طرف سے رحمت (نبوت)
فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫	تو کون مدد کرے گا میری اللہ کے مقابلہ میں اگر میں نافرمانی کروں اُس کی
فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾	سو تم نہیں بڑھا رہے مجھے مگر نقصان پہنچانے میں۔
وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً	اور اے میری قوم ! یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لیے ایک نشانی
فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ	پس چھوڑ دو اِسے کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں
وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ	اور نہ چھونا اِسے برائی کے ساتھ
فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾	ورنہ پکڑ لے گا تمہیں ایک قریبی عذاب۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یاد دلایا کہ میں نے تمہارے درمیان ایک پاکیزہ زندگی بسر کی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت کے لیے پسند فرما کر مجھ پر اپنے احسانات کی بارش کر دی۔ کیا میں تمہاری امیدوں اور توقعات کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ احسان فراموشی کروں؟ اگر میں نے ایسا کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کون بچا سکے گا؟ قوم نے فرمائش کی کہ اگر پہاڑ سے زندہ

اونٹنی بر آمد کر دی جائے تو وہ ایمان لے آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ ظاہر کر دیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا کہ معجزہ سے ظاہر ہونے والی اونٹنی اللہ تعالیٰ کی خاص نشانی ہے لہٰذا اِس کے کھانے پینے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے اور نہ ہی اُسے مار دینے کی نیت سے ہاتھ لگایا جائے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کا ایک قریبی عذاب تمہیں ہلاک کر دے گا۔

آیات ۶۵ تا ۶۸

قومِ ثمود پر عذاب

فَعَقَرُوْهَا	پھر اُنہوں نے ٹانگیں کاٹ دیں اونٹنی کی
فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ	تو فرمایا صالح علیہ السلام نے مزے کر لو اپنے گھروں میں تین دن تک
ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾	یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا
فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا	پھر جب آیا ہمارا حکم
نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا	ہم نے نجات دی صالح علیہ السلام کو اور اُنہیں جو ایمان لائے اُن کے ساتھ اپنی طرف سے رحمت کے ساتھ
وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ	اور (بچالیا) اُس دن کی رسوائی سے
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾	بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہی نہایت طاقتور، بہت زبردست ہے۔
وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ	اور پکڑ لیا اُنہیں جنہوں نے ظلم کیا تھا ایک ہولناک آواز نے

فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۶۷﴾	پس وہ ہوگئے اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے ہوئے۔
كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ؕ	گویا وہ رہے ہی نہ تھے کبھی اُن گھروں میں
اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ	سن لو ! بے شک ثمود نے کفر کیا اپنے رب کا
ع ۶ ۸ ۲ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ ع	سن لو ! بربادی ہے ثمود کے لیے۔

اِن آیات میں قومِ ثمود پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا بیان ہے۔ قوم نے معجزہ کے ذریعہ ظاہر ہونے والی اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ اِس جرم کے تین روز بعد زوردار زلزلہ نے سرکش قوم کو نیست ونابود کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت صالح علیہ السلام اور اہلِ ایمان زلزلہ آنے سے پہلے ہی وہاں سے ہجرت کر گئے۔ پیچھے رہ جانے والے کافر اپنے گھروں میں ہلاک ہوگئے اور اُن کی بستیاں ایسے ویران ہو گئیں جیسے یہاں کبھی کوئی انسانی آبادی تھی ہی نہیں۔ معبودِ حقیقی کو چھوڑ کر جن ہستیوں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ رکھا تھا، وہ اُس مشکل وقت میں اُن کے کسی کام نہ آسکیں۔

آیات ۶۹ تا ۷۳

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے بیٹے اور پوتے کی بشارت

وَ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی	اور بلاشبہ آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوش خبری لے کر
قَالُوْا سَلٰمًا ؕ	اُنہوں نے کہا سلام
قَالَ سَلٰمٌ	ابراہیم علیہ السلام نے بھی فرمایا سلام
فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ﴿۶۹﴾	پھر آپ علیہ السلام نے دیر نہ کی کہ لے آئے ایک بچھڑا بھنا ہوا

فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ	پھر جب آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ اُن کے ہاتھ نہیں بڑھ رہے کھانے کی طرف
نَكِرَهُمْ	تو غیر سمجھا اُنہیں
وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ؕ	اور دل میں محسوس کیا اُن سے خوف
قَالُوْا لَا تَخَفْ	فرشتوں نے کہا ڈریے نہیں
اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ﴿۷۰﴾	بے شک ہمیں بھیجا گیا ہے قومِ لوط علیہ السلام کی طرف۔
وَ امْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ	اور آپ علیہ السلام کی اہلیہ کھڑی تھیں سو وہ ہنس پڑیں
فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ	تو ہم نے خوش خبری دی، اُنہیں اسحاق علیہ السلام کی
وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾	اور اسحاق علیہ السلام کے بعد یعقوب علیہ السلام کی۔
قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤى	اُنہوں نے کہا ہائے حیرت !
ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ	کیا میں جنوں گی حالاں کہ میں بوڑھی ہوں
وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا ؕ	اور یہ میرے میاں بھی بوڑھے ہیں
اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ﴿۷۲﴾	بے شک یہ یقیناً ایک عجیب چیز ہے۔
قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ	فرشتے کہنے لگے کیا آپ تعجب کرتی ہیں اللہ کے حکم پر ؟
رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ؕ	رحمت ہے اللہ کی اور اُس کی برکتیں ہیں آپ پر اے ابراہیم علیہ السلام کے گھر والو!

اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾	بے شک اللہ بہت تعریف کیا گیا، بڑی شان والا ہے۔

یہ آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کی ولادت کی بشارت کا ذکر کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی صورت میں چند فرشتوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیش کردہ کھانا نہیں کھایا۔ اِس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خوف محسوس کیا کہ کہیں یہ بری نیت سے تو نہیں آئے جو میرے دستر خوان کا نمک نہیں کھا رہے۔ فرشتوں نے کہا کہ ہم انسان نہیں فرشتے ہیں اور قومِ لوط علیہ السلام پر عذاب نازل کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ اِسی دوران حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ حضرت سارہ سلامٌ علیھا سامنے آئیں جو بانجھ اور بڑھاپے کی عمر میں تھیں۔ فرشتوں نے اُن کو بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت دی۔ حضرت سارہ سلامٌ علیھا نے تعجب کا اظہار کیا کہ بڑھاپے اور بانجھ پن میں ایسا کیسے ممکن ہے؟ جواب میں فرشتوں نے کہا آپ کیوں اللہ کے فیصلے پر تعجب کر رہی ہیں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں اے اہلِ بیت! اِس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اہلِ بیت سے مراد نبی علیہ السلام اور اُن کی زوجہ ہیں۔

آیات ۷۴ تا ۷۶

سرکش قوم کے لیے نبی کی سفارش قبول نہیں کی جاتی

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ	پھر جب دور ہو گیا ابراہیم علیہ السلام سے خوف
وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى	اور آ گئی اُن کے پاس خوش خبری
يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾	وہ تکرار کرنے لگے ہم سے قومِ لوط علیہ السلام کے بارے۔
اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾	بے شک ابراہیم علیہ السلام یقیناً نہایت بردبار، بڑے نرم دل، اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔
يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ	(اللہ نے فرمایا) اے ابراہیم علیہ السلام! رہنے دیجیے اِسے

اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ	یقیناً آ گیا ہے آپ علیہ السلام کے ربّ کا حکم
وَ اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾	اور بے شک آنے والا ہے اُن پر وہ عذاب جو ٹلنے والا نہیں۔

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کی قومِ لوط علیہ السلام کے لیے سفارش کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم علیہ السلام! قومِ لوط علیہ السلام کی سفارش میری بارگاہ میں نہ کرو۔ اُن پر اب ایسا عذاب نازل ہونے والا ہے جسے لوٹایا نہیں جا سکتا۔ ایک طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی عنایات کا ذکر ہے کہ اُنہیں بیٹے کی معجزانہ ولادت اور مزید یہ کہ پوتے کی بھی بشارت دی جا رہی ہے۔ دوسری طرف ایک سرکش قوم کے بارے میں اُن کی سفارش کو قبول نہیں کیا جا رہا بلکہ ایسی سفارش کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ مشرکینِ مکہ کے لیے پیغام ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہونا مشرکین کو کوئی فائدہ نہ دے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نسبت مشرکین کو جرائم کی سزا پانے سے نہیں بچا سکے گی۔

آیات ۷۷ تا ۸۰

قومِ لوط علیہ السلام کی بے شرمی و بے حیائی

وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا	اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط علیہ السلام کے پاس
سِيْٓءَ بِهِمْ	وہ غمگین ہوئے اُن کی وجہ سے
وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا	اور تنگ ہوئے اُن کی وجہ سے دل میں
وَّ قَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾	اور فرمایا یہ تو بڑا سخت دن ہے۔
وَ جَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ	اور آئے اُن کے پاس اُن کی قوم کے لوگ دوڑتے ہوئے اُن کی طرف

وَ مِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ	اور پہلے سے ہی وہ برے کام کیا کرتے تھے
قَالَ يٰقَوْمِ	فرمایا لوط علیہ السلام نے اے میری قوم!
هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ	یہ میری بیٹیاں ہیں، وہ زیادہ پاکیزہ ہیں تمہارے لیے
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ	تو ڈرو اللہ سے اور نہ رسوا کرو مجھے میرے مہمانوں میں
اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾	کیا نہیں ہے تم میں کوئی بھلا آدمی؟
قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ	قوم نے کہا یقیناً تم جانتے ہو کہ نہیں ہے ہمارے لیے تمہاری بیٹیوں پر کوئی حق
وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾	اور بے شک تم خوب جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔
قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً	فرمایا لوط علیہ السلام نے اے کاش! میرے پاس ہوتی تمہارے مقابلہ کی قوت
اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾	یا میں پناہ لے سکتا کسی مضبوط سہارے کی۔

تاریخِ انسانی میں پہلی بار ہم جنس پرستی کے جرم کا ارتکاب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے کیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بار بار سمجھانے کے باوجود وہ اِس جرم سے باز نہ آئے۔ آخر کار اُن کے لیے مہلت کی مدت ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں عذاب دینے کے لیے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی صورت میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ قوم دیوانہ وار دوڑتی ہوئی حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کی طرف آئی تاکہ اُن لڑکوں کو حاصل کر کے اپنی شہوت کا نشانہ بنا سکے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اِس بے حیائی سے قوم کو روکا اور فرمایا کہ قوم کی بیٹیاں موجود ہیں، اُن سے نکاح کر کے جذبات کی تسکین کا جائز راستہ اختیار کرو۔ قوم نے ڈھٹائی سے حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت کو رد کر دیا۔

حضرت لوط علیہ السلام نے بڑی حسرت سے پکارا کہ اے کاش! میرے پاس تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میں اپنے مہمانوں سمیت کسی محفوظ مقام پر پناہ لے سکتا۔

آیات ۸۱ تا ۸۳

قومِ لوط علیہ السلام پر عذاب

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ	فرشتوں نے کہا اے لوط علیہ السلام ! بے شک ہم آپ علیہ السلام کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں
لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ	وہ ہر گز نہیں پہنچ سکیں گے آپ علیہ السلام تک
فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ	پس لے کر نکل جایئے اپنے گھر والوں کو رات کے کسی حصے میں
وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ	اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھے آپ لوگوں میں سے کوئی بھی سوائے آپ علیہ السلام کی بیوی کے
اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ	بے شک پہنچنے والا ہے اُسے (وہ عذاب) جو پہنچے گا قوم کو
اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ	بے شک اُن پر (عذاب کے) وعدہ کا وقت صبح ہے
اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾	کیا نہیں ہے صبح بالکل قریب؟۔
فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا	پھر جب آگیا ہمارا حکم
جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا	ہم نے کر دیا (الٹا کر) بستی کی بلندی کو اُس کی پستی
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ	اور ہم نے برسائے اُس بستی پر کنکر پکی ہوئی مٹی کے تہہ

مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾	بہ تہہ۔
مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ	جن پر نشان لگے ہوئے تھے آپ ﷺ کے رب کی طرف سے
وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ ع النصف ۷	اور نہیں وہ بستی اِن ظالموں سے کچھ بھی دور۔

اِن آیات میں قومِ لوط علیہ السلام پر آنے والے عذاب کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو تسلی دی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔ آپ علیہ السلام اپنے گھر والوں کو لے کر بستی سے نکل جایئے۔ البتہ آپ علیہ السلام کی بیوی قوم کے ساتھ ہمدردی رکھتی ہے اور وہ قوم کے ساتھ ہی عذاب کا شکار ہو گی۔ اِس کے بعد قومِ لوط علیہ السلام کی بستی کو الٹ دیا گیا اور ایک تیز آندھی کے ذریعہ اُن پر کنکریوں کی بارش برسائی گئی۔ ہر کنکری ٹھیک نشانہ پر ایک ایک مجرم کو لگی اور قوم تباہی اور بربادی کی عبرت ناک مثال بن گئی۔

آیات ۸۴ تا ۸۶

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت

وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ	اور (بھیجا گیا) مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب علیہ السلام کو
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ	اُنہوں نے فرمایا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ	نہیں تمہارے لیے کوئی معبود اُس کے سوا
وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ	اور نہ کمی کرو ماپ اور تول میں
اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ	بے شک میں دیکھتا ہوں تمہیں خوش حال
وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾	اور بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب سے۔

وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ	اور اے میری قوم ! پورا کرو ماپ اور تول کو عدل کے ساتھ
وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ	اور نہ کم دو لوگوں کو اُن کی چیزیں
وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾	اور مت پھرو زمین میں فسادی بن کر۔
بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ	اللہ کا بچایا ہوا بہتر ہے تمہارے لیے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ	اگر تم ہو ایمان لانے والے
وَ مَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾	اور نہیں ہوں میں تم پر نگہبان۔

یہ آیات حضرت شعیب علیہ السلام کی اپنی قوم کے سامنے دعوت کی تفصیل بیان کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی اور نافرمانی کی صورت میں ایک ایسے عذاب کے آنے سے ڈرایا جس سے بچنا ممکن نہ ہو گا۔ قوم کو خاص طور پر ناپ اور تول میں کمی کرنے سے منع فرمایا۔ مزید یہ کہ قافلوں کو لوٹنے یعنی زمین میں فتنہ و فساد برپا کرنے سے روکا۔ اُنہیں یہ حقیقت بتائی کہ جائز ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی ہی انسان کے لیے خیر و برکت کا باعث ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حرام کی ہر صورت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۷ تا ۹۰

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے ساتھ کشمکش

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ	قوم نے کہا اے شعیب علیہ السلام !
اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ	کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے
اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ	کہ ہم چھوڑ دیں وہ معبود جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا

اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ	یا نہ تصرف کریں اپنے مالوں میں جیسے ہم چاہیں
اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾	بے شک تم تو یقیناً بڑے بردبار، نیک چلن ہو۔
قَالَ يٰقَوْمِ	فرمایا شعیب علیہ السلام نے اے میری قوم!
اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ	کیا تم نے دیکھا ہے کہ اگر میں ہوں ایک واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے
وَ رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ	اور اُس نے عطا کی ہو مجھے اپنی طرف سے عمدہ روزی
وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ	اور میں نہیں چاہتا کہ خود تمہارے خلاف کروں اُس معاملے میں کہ میں روکتا ہوں تمہیں جس سے
اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ	میں نہیں چاہتا مگر اصلاح جتنی میں کر سکوں
وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ	اور نہیں ہے میری توفیق مگر اللہ ہی کی طرف سے
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ	اُسی پر میں نے بھروسا کیا
وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾	اور میں اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔
وَ يٰقَوْمِ	اور اے میری قوم!
لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ	ہرگز نہ اکسائے تمہیں میری مخالفت
اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ	کہ پہنچے تمہیں بھی ایسا عذاب جو پہنچا تھا قومِ نوح علیہ السلام یا قومِ ہود علیہ السلام یا قومِ صالح علیہ السلام کو

وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾	اور نہیں ہے قومِ لوط علیہ السلام تم سے کچھ بھی دور۔
وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ	اور بخشش مانگو اپنے رب سے
ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ	اور پلٹ آؤ اُس کی طرف
اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾	بے شک میرا رب ہمیشہ رحم فرمانے والا، بہت محبت کرنے والا ہے۔

اِن آیات میں حضرت شعیب علیہ السلام اور اُن کی قوم کے درمیان بحث ونزاع کا ذکر ہے۔ قوم نے کہا کہ اے شعیب علیہ السلام! تم کثرت سے نمازیں پڑھتے تھے۔ کیا اِن نمازوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ تم ہمیں باپ دادا کے معبودوں کی بندگی سے روکتے ہو اور اپنے مالی معاملات میں خود مختاری سے محروم کرتے ہو؟ کیا اب ہم تم سے پوچھیں کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام؟ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے سامنے اپنے کردار کی سچائی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہونے والی پاکیزہ روزی یعنی نبوت وہدایت اور اپنے قول وفعل کی مطابقت کو پیش کیا۔ اُن پر واضح کیا کہ میرا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی نصرت کے سہارے تمہاری اصلاح ہے۔ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ومحبت تمہارے شاملِ حال ہوگی۔ دوسری صورت میں تم پر اِسی طرح سے عذاب آئے گا جیسے سابقہ نافرمان قوموں پر آیا تھا۔

آیات ۹۱ تا ۹۵

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ	قوم نے کہا اے شعیب علیہ السلام! ہم نہیں سمجھتے بہت کچھ اُن باتوں میں سے جو تم کہتے ہو
وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ	اور بے شک ہم یقیناً دیکھتے ہیں تمہیں اپنے درمیان کمزور

وَ لَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫	اور اگر نہ ہوتی تمہاری برادری تو ہم ضرور سنگسار کر دیتے تمہیں
وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾	اور نہیں ہو تم ہم پر غالب۔
قَالَ يٰقَوْمِ	فرمایا شعیب علیہ السلام نے اے میری قوم !
اَرَهْطِيْۤ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ	کیا میری برادری زیادہ زبردست ہے تمہارے نزدیک اللہ سے ؟
وَ اتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ	اور تم نے ڈال دیا ہے اُسے پسِ پشت
اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾	بے شک میرا رب اُس کو جو تم عمل کرتے ہو گھیرنے والا ہے۔
وَ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ	اور اے میری قوم ! تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر
اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ	بے شک میں بھی عمل کرنے والا ہوں
سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ	عنقریب تم جان لوگے کہ کس پر آتا ہے عذاب جو اُسے رسوا کر دے گا؟
وَ مَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ	اور کون جھوٹا ہے ؟
وَ ارْتَقِبُوْۤا	اور انتظار کرو
اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾	بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔
وَ لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا	اور جب آیا ہمارا حکم

نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا	ہم نے نجات دی شعیب علیہ السلام کو اور اُنہیں جو ایمان لائے اُن کے ساتھ اپنی طرف سے رحمت کے ساتھ
وَ اَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ	اور پکڑ لیا اُنہیں جنہوں نے ظلم کیا تھا ایک ہول ناک آواز نے (جو نعرۂ جبرئیل تھا)
فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾	پس وہ ہو گئے اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے ہوئے۔
كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ	گویا وہ رہے ہی نہ تھے کبھی اُن گھروں میں
اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ	سن لو! بربادی ہے مدین کے لیے
ع ۸ ۱۳ ۸ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ ع	جیسے بربادی ہوئی ثمود کے لیے۔

قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کو حقارت سے رد کر دیا اور کہا کہ تمہاری باتیں ہمیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ اگر ہم تمہارے خاندان کا لحاظ نہ کرتے تو کب کا تمہیں سنگسار کر چکے ہوتے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ کیا تمہیں میرے خاندان کا پاس ہے اور اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں حالاں کہ تم ہر وقت اُس کی پکڑ میں ہو؟ اب جو کر سکتے ہو کر لو۔ دیکھ لینا کہ کس پر رسوا کن عذاب نازل ہوتا ہے؟ آخر کار اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام اور اُن کے ساتھ اہلِ ایمان کو ہجرت کا حکم دیا اور پیچھے رہ جانے والے کافروں پر عذاب ایک چیخ کی صورت میں آیا جس طرح قومِ ثمود پر آیا تھا۔ قومِ شعیب علیہ السلام بھی اُسی طرح سے نیست و نابود ہوئی جس طرح قومِ ثمود مٹا دی گئی تھی۔

آیات ۹۶ تا ۹۹

آلِ فرعون کا برا انجام

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾	اور یقیناً ہم نے بھیجا موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں اور واضح دلیل کے ساتھ۔

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ	فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف
فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ	تو اُنھوں نے پیروی کی فرعون کے حکم کی
وَ مَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ ﴿۹۷﴾	اور نہ تھا فرعون کا حکم بھلائی والا۔
یَقْدُمُ قَوْمَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ	وہ آگے آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن
فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ	پھر لا ڈالے گا اُنہیں آگ میں
وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾	اور بری ہے پہنچنے کی جگہ جس پر وہ پہنچائے گئے۔
وَ اُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً	اور پیچھے لگا دی گئی اِس (دنیا) میں اُن کے لعنت
وَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ	اور قیامت کے دن بھی
بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾	بڑا ہی برا ہے انعام جو دیا گیا اُنہیں۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آلِ فرعون کی طرف بھیجے جانے کا ذکر ہے۔ آلِ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بجائے فرعون کے گمراہ کن احکام کی پیروی کی۔ روزِ قیامت اُن کا حشر جہنم میں فرعون کے ساتھ ہو گا۔ اُن پر رہتی دنیا تک لعنت ہوتی رہے گی اور وہ روزِ قیامت بھی ذلت و رسوائی کا شکار ہوں گے۔ یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ فرعون روزِ قیامت اپنے پیروکاروں کی قیادت کرتا ہوا آئے گا اور اُنہیں جہنم تک پہنچا دے گا۔ یہی معاملہ ہر گمراہ قائد اور اُس کے پیروکاروں کا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا دار قائدین کی پیروی سے محفوظ فرمائے۔ آمین !

آیات ۱۰۰ تا ۱۰۲

ہلاک ہونے والی قوموں کے انجام پر بصیرت افروز تبصرہ

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى	اے نبی ﷺ! یہ بستیوں کی چند خبریں ہیں
نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ	ہم بیان کر رہے ہیں جو آپ ﷺ سے
مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾	اُن بستیوں میں سے کچھ قائم ہیں اور کچھ مٹ چکی ہیں۔
وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ	اور ہم نے ظلم نہیں کیا اُن پر
وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	اور لیکن اُنھوں نے خود ظلم کیا اپنی جانوں پر
فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ	پھر نہ آئے اُن کے کام اُن کے وہ معبود جنہیں وہ پکارتے تھے اللہ کے سوا کچھ بھی
لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ	جب آ گیا آپ ﷺ کے رب کا حکم
وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾	اور نہیں بڑھایا اُن معبودوں نے اُنہیں مگر ہلاکت میں۔
وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى	اور یوں ہی ہوتی ہے آپ ﷺ کے رب کی پکڑ جب وہ پکڑتا ہے بستیوں کو
وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ	جب کہ وہ ظالم ہوتی ہیں
اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾	بلاشبہ اُس کی پکڑ بڑی دردناک، بہت سخت ہے۔

یہ آیات اُن نافرمان قوموں کے انجام پر بصیرت افروز تبصرہ کر رہی ہیں جو عذابِ الٰہی کے ذریعہ ہلاک ہوئیں۔ اُن قوموں پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا بلکہ اُنہوں نے شرک کی راہ پر ہٹ دھرمی سے چل کر خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا۔ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو اُن کے خود ساختہ معبود اُن کے کچھ کام نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ مختلف عذابوں سے نافرمان قوموں کی پکڑ کرتا ہے اور اُس کے عذاب کی ہر صورت ہی بڑی دردناک اور سخت ہوتی ہے۔

آیات ۱۰۳ تا ۱۰۸

بدنصیب کون اور خوش نصیب کون؟... فیصلہ روزِ قیامت ہوگا!

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً	بے شک (سرکشوں کے) اِس (انجام) میں یقیناً نشانِ عبرت ہے
لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ	اُس کے لیے جو ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے
ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ	یہ وہ دن ہے کہ جمع کیے جائیں گے جس میں سب لوگ
وَ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾	اور یہ وہ دن ہے جب سب کو حاضر کیا جائے گا۔
وَ مَا نُؤَخِّرُهٗۤ	اور نہیں ہم مؤخر کرتے اُسے
اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ ؕ	مگر ایک مقررہ وقت تک کے لیے۔
یَوْمَ یَاْتِ	جس دن وہ (وقت) آئے گا
لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ	تو بات نہیں کرے گا کوئی شخص مگر اللہ کی اجازت سے
فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّ سَعِیْدٌ ﴿۱۰۵﴾	پھر اُن میں سے کوئی بدنصیب ہوگا اور کوئی خوش نصیب۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ	پھر وہ جو بد نصیب ہوئے تو وہ آگ میں ہوں گے
لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾	اُن کے لیے وہاں چیخنا اور چلانا ہوگا۔
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں
مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ	جب تک قائم رہیں گے آسمان اور زمین
اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ	مگر جو چاہے (اے نبی ﷺ!) آپ ﷺ کا رب
اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾	بے شک آپ ﷺ کا رب کر گزرنے والا ہے جو بھی چاہے۔
وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ	اور وہ جو خوش نصیب ہوئے تو وہ جنت میں ہوں گے
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں
مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ	جب تک قائم رہیں گے آسمان اور زمین
اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ	مگر جو چاہے آپ ﷺ کا رب
عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾	یہ وہ عطا ہے جو نہیں ختم کی جائے گی۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ سابقہ قوموں کے برے انجام سے وہی عبرت حاصل کرے گا جسے آخرت میں جواب دہی کا خوف ہوگا۔اُس روز تمام انسان حاضر کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی کو کلام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔اللہ تعالیٰ انسانوں کے بارے میں فیصلہ سنائے گا اور انسان دو گروہوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ایک گروہ بد نصیبوں کا ہوگا جو ہمیشہ ہمیش جہنم میں جلتے رہیں گے۔دوسرا گروہ خوش نصیبوں کا ہوگا جو ہمیشہ ہمیش جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں دوسرے گروہ میں شامل فرمائے۔آمین!

آیت ۱۰۹

اکثریت کا شرک کرنا تمہیں شبہ میں نہ ڈالے

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ	تو آپ ﷺ نہ ہوں شک میں اُن کے بارے میں جن کی عبادت کرتے ہیں یہ لوگ
مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ	یہ عبادت نہیں کرتے مگر جیسے عبادت کرتے تھے اِن کے باپ دادا اِس سے قبل
ع ۹/۱۴/۹ وَ اِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾	اور بے شک ہم یقیناً پورا پورا دینے والے ہیں اِنہیں اِن کا حصہ بغیر کوئی کمی کیے۔

اِس آیت میں بظاہر نبی اکرم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے عام لوگوں کو سنایا جارہا ہے کہ دنیا میں لوگوں کی بڑی تعداد کا شرک کرنا اور اُس کی سزا نہ پانا کسی کو شبہ میں نہ ڈالے۔ مشرکین اندھے ہو کر اپنے باپ دادا کی پیروی کر رہے ہیں۔ جھوٹے معبود جب اُن کے باپ دادا کے کام نہ آئے تو اِن کے کیا کام آئیں گے؟ یقیناً اِن سب کو آخرت میں عذاب کا پورا حصہ ملے گا جس میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔

آیات ۱۱۰ تا ۱۱۱

اللہ تعالیٰ کے کلام سے ہر دور میں اختلاف کیا گیا

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ	اور یقیناً ہم نے دی موسیٰ علیہ السلام کو کتاب
فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ	پھر اختلاف کیا گیا اُس میں
وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ	اور اگر نہ ہوتی وہ بات جو پہلے سے طے ہو چکی

مِنْ رَّبِّكَ	(اے نبی ﷺ!) آپ کے رب کی طرف سے
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ	تو ضرور فیصلہ کر دیا جاتا اُن کے درمیان
وَ اِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾	اور بلاشبہ وہ یقیناً ایسے شک میں ہیں اِس (قرآن) کے بارے میں جو بے چین کرنے والا ہے۔
وَ اِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ	اور بے شک یہ جتنے بھی ہیں وقت آنے پر ضرور پورا پورا بدلہ دے گا اُنہیں آپ ﷺ کا رب اُن کے اعمال کا
اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾	بے شک وہ اُس سے جو وہ کر رہے ہیں خوب باخبر ہے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دل جوئی کے لیے ارشاد ہوا کہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے اختلاف کرنے والے موجود رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کتاب دی اور اُن کی قوم کے بدنصیب گروہ نے اُس سے اختلاف کیا۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو فوری نہیں پکڑتا بلکہ اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔ البتہ جو لوگ مہلت سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو پھر اُنہیں اُن کے جرائم کی پوری پوری سزا دے دی جاتی ہے۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۵

مشکل حالات میں اہلِ ایمان کے لیے اہم ہدایات

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ	پس اے نبی ﷺ! آپ ﷺ ثابت قدم رہیے جیسا کہ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے
وَمَنْ تَابَ مَعَكَ	اور وہ بھی (ڈٹے رہیں) جنہوں نے توبہ کی ہے آپ ﷺ کے ساتھ

وَلَا تَطْغَوْا ؕ	اور تم زیادتی نہ کرنا (عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق وغیرہ میں اللہ اور اس کے رسول کی مقرر کردہ حدود سے باہر نہ نکلو)
اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾	بے شک وہ اُس کو جو تم کر رہے ہو، خوب دیکھنے والا ہے۔
وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا	اور نہ مائل ہو اُن کی طرف جنہوں نے ظلم کیا
فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ	ورنہ چھوئے گی تمہیں آگ
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ	اور نہیں ہوں گے تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست
ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾	پھر تمہیں مدد نہیں دی جائے گی۔
وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ	اور قائم کیجیے نماز دن کے دونوں اطراف
وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ	اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی
اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ	بے شک نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں کو
ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ ۚ	یہ نصیحت ہے یاد رکھنے والوں کے لیے۔
وَاصْبِرْ	اور صبر کیجیے
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾	پس بے شک اللہ ضائع نہیں کرتا نیکی کرنے والوں کا اجر۔

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو نبی اکرم ﷺ کے توسط سے انتہائی مشکل حالات میں مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنے کی تلقین کی گئی:

1. شدید مخالفت کے باوجود حق پر ڈٹے رہو۔
2. مخالفین کے ظلم کے ردِ عمل میں ایسا قدم نہ اٹھاؤ جو شریعت کے خلاف ہو۔
3. کافروں کی طرف سے کسی بھی قسم کے سمجھوتے کی پیش کش کو قبول نہ کرو۔
4. پنج وقتہ نماز پابندی سے ادا کرو۔ تمہاری نیکیوں سے صغیرہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔
5. کافروں کے طنز اور تشدد کے جواب میں صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے صبر کا اجر محفوظ ہے۔

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۷

برائی سے روکنے والے ہی عذاب سے بچتے ہیں

فَلَوْ لَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ	تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ ہوتے اُن امتوں میں جو تم سے پہلے گزری ہیں کچھ بھلائی والے لوگ
يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ	جو روکتے زمین میں فساد برپا کرنے سے
اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ	مگر تھوڑے ہی تھے جنہیں ہم نے نجات دی اُن میں سے
وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ	اور پیچھے لگے رہے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا اُس عیش و عشرت کے، وہ ڈالے گئے تھے جس میں
وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾	اور وہ مجرم تھے۔
وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ	اور اے نبی ﷺ! نہیں ہے آپ کا رب ایسا کہ وہ ہلاک کرے بستیوں کو ظلم سے
وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾	جب کہ اُس کے رہنے والے اصلاح کرنے والے ہوں

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ جب تک کسی بستی میں برائی سے روکنے والوں کا ایک مؤثر گروہ موجود ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس بستی پر عذاب نازل نہیں فرماتا۔ افسوس کیا گیا کہ کاش ہلاک ہونے والی قوموں میں ایک مؤثر حصہ ایسے نیک لوگوں کا ہوتا جو نافرمانوں کو برائی سے روکتا۔ ایسے لوگ تھے مگر بہت کم۔ اکثریت خوشحالی کے نشے میں مست ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کر کے فساد برپا کرنے لگی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر عذاب بن کر اُن پر ٹوٹ پڑا۔ البتہ جب عذاب آیا تو اللہ تعالیٰ نے برائی سے روکنے والوں کو بچا لیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نہ صرف برائیوں سے رکنے بلکہ روکنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱۸ تا ۱۱۹

کون سے بدنصیب جہنم میں جائیں گے؟

وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً	اور اے نبی ﷺ! اگر چاہتا آپ ﷺ کا رب تو ضرور بنا دیتا سب لوگوں کو ایک ہی امت
وَّ لَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ ﴿۱۱۸﴾	اور وہ ہمیشہ رہیں گے اختلاف کرنے والے۔
اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ	مگر جن پر رحم کیا آپ ﷺ کے رب نے
وَ لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ	اور اسی لیے اُس نے پیدا فرمایا ہے اُنہیں
وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ	اور پوری ہو گئی بات آپ ﷺ کے رب کی
لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۱۹﴾	میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو جنوں اور انسانوں دونوں سے۔

اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو زبردستی حق کا ساتھ دینے والا بنا سکتا تھا اور پھر کسی قوم پر بھی عذاب نازل نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔ اُس نے انسانوں کو خیر اور شر کی راہیں سجھانے کے بعد اختیار دیا ہے کہ وہ جس راہ کا چاہیں

انتخاب کرلیں۔ ہر دور میں کچھ بد نصیب انسان ایسے ہوں گے جو اختیار کا غلط استعمال کر کے حق کی مخالفت کرتے رہیں گے۔ نیک لوگ اُنہیں سیدھی راہ پر لانے کی کوشش کریں گے لیکن وہ باغیانہ روش سے باز نہ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی مجرموں سے جہنم کو بھر دے گا۔

آیات ۱۲۰ تا ۱۲۳

سابقہ قوموں کے واقعات سنانے کی حکمت

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ	اور اے نبی ﷺ! یہ سب جو ہم بیان کرتے ہیں آپ ﷺ سے رسولوں علیہم السلام کی خبروں میں سے
مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ	وہ ہے کہ ہم حوصلہ دیتے ہیں جس سے آپ ﷺ کے دل کو
وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ	اور آیا ہے آپ ﷺ کے پاس اِس سورت میں حق
وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾	اور نصیحت اور یاد دہانی مومنوں کے لیے۔
وَ قُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ	اور فرما دیجیے اُن سے جو ایمان نہیں لا رہے
اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ	تم عمل کرتے رہو اپنی جگہ پر
اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۙ﴿۱۲۱﴾	بے شک ہم بھی عمل کرنے والے ہیں۔
وَ انْتَظِرُوْا ۚ	اور انتظار کرو
اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾	بے شک ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔
وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے غیب

وَ اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ	اور اُسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں معاملات سارے
فَاعْبُدْهُ	تو آپ ﷺ عبادت کیجیے اُسی کی
وَ تَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ	اور بھروسا کیجیے اُسی پر
ع ۱۲ ۱۰ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾	اور نہیں ہے آپ ﷺ کا رب بے خبر اُس عمل سے جو تم کر رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں سابقہ رسولوں علیہم السلام کے واقعات اِس لیے بیان فرمائے تاکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی اور مومنوں کے لیے نصیحت اور یاددہانی کا ذریعہ بنیں۔ جن مشکلات سے آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوچار ہیں ایسے ہی حالات سے تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام اور اُن پر ایمان لانے والوں کو بھی دوچار ہونا پڑا تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے مخالفین کو ہلاک کیا اور انبیاء علیہم السلام اور مومنوں کو بچالیا۔ کافروں کے لیے چیلنج ہے کہ وہ ہمارے رسول ﷺ کے خلاف جو اقدام کر سکتے ہیں کر گزریں۔ اُن کا وہی انجام ہو گا جیسا سابقہ رسولوں علیہم السلام کے مخالفین کا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے تمام رازوں، تمام انسانوں کے اعمال اور پھر اُن کے انجام سے واقف ہے۔ تمام انسانوں کے معاملات آخری فیصلہ کے لیے اُسی کے سامنے پیش ہوں گے۔ خیر اِسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کی جائے اور صرف اور صرف اُسی پر بھروسہ کیا جائے۔

سورۂ یوسف

ایک حسین واقعہ کا بیان

سورہ یوسف کے ۱۲ میں سے ۱۱ رکوع حضرت یوسف علیہ السلام کے پُر حکمت، حسین اور دل چسپ واقعہ کے بیان پر مشتمل ہیں۔

- **واقعہ کا پس منظر:**

حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ مجموعی طور پر حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے دس بیٹے پہلی بیوی سے اور دو بیٹے دوسری بیوی سے تھے۔ یہ بیٹے اور اُن کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور اُن کے بھائی بن یامین حضرت یعقوب علیہ السلام کی دوسری بیوی سے تھے اور عمر میں دس سوتیلے بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ سوتیلے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد کرتے تھے جس کی تفصیل اِس سورہ مبارکہ میں بیان کیے گئے واقعہ میں نقل ہوئی ہے۔

- **سورۂ مبارکہ کا شانِ نزول:**

یہ سورۂ مبارکہ مکی دور کے آخر میں نازل ہوئی۔ اِس کا شانِ نزول یہ ہے کہ یہود نے قریشِ مکہ کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان لینے کے لیے سوال پوچھا کہ بنی اسرائیل کا فلسطین کے علاقے کنعان سے مصر کی طرف ہجرت کا سبب کیا تھا؟ اہلِ عرب اِس سوال کے جواب سے ناواقف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس سوال کا جواب اِس سورۂ مبارکہ میں عطا فرما کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو امتحان میں سرخرو کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی حقانیت کو ثابت کر دیا۔

☆ **آیات کا تجزیہ :**

- آیات ۱ تا ۶ — حضرت یوسف علیہ السلام کا خوش کن خواب
- آیات ۶ تا ۱۸ — برادرانِ یوسف علیہ السلام کی سازش
- آیات ۱۹ تا ۳۴ — حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے گھر میں
- آیات ۳۵ تا ۵۳ — حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ میں
- آیات ۵۴ تا ۵۷ — حضرت یوسف علیہ السلام شاہِ مصر کے دربار میں
- آیات ۵۸ تا ۹۳ — برادرانِ یوسف علیہ السلام دربارِ یوسف علیہ السلام میں
- آیات ۹۴ تا ۱۰۱ — حضرت یعقوب علیہ السلام کے خاندان کی مصر آمد
- آیات ۱۰۲ تا ۱۱۱ — انسانوں کی اکثریت کے طرزِ عمل پر بصیرت افروز تبصرہ

آیات ۱ تا ۳

قرآنِ کریم ایک عام فہم کتاب ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ ۚ	الف۔لام۔را
تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۚ﴿۱﴾	یہ واضح کتاب کی آیات ہیں۔
اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا	بے شک ہم نے نازل کیا ہے اُسے قرآنِ عربی (بنا کر)
لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾	تاکہ تم سمجھ سکو۔
نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ	اے نبی ﷺ! ہم بیان کرتے ہیں آپ ﷺ پر ایک بہت عمدہ قصہ
بِمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ	اس واسطے کہ ہم نے آپ ﷺ کی طرف وحی کیا یہ قرآن
وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾	اور بے شک آپ ﷺ تھے اِس سے پہلے یقیناً نہ جاننے والوں میں سے۔

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ قرآنِ حکیم ایک عام فہم کتاب ہے۔ یہ فلسفیانہ اسلوب کی کتاب نہیں جسے سمجھنے کے لیے پہلے فلسفہ کا کچھ بنیادی علم سیکھنا اور اصطلاحات کا جاننا ضروری ہو۔ اِس کا اسلوب سادہ اور عملی ہدایات کے اعتبار سے دو اور دو چار کی طرح آسان ہے۔ کلام متکلم کی صفت اور اُس کے کمالات کا عکاس ہوتا ہے۔ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اُس کی صفاتِ عالیہ کا مظہر ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت ہمارے حواس کی سرحدوں سے بہت بلند ہے اِسی طرح اُس کی صفات کو سمجھنا بھی ہمارے لیے ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا کہ لوحِ محفوظ میں موجود اپنے کلام کو زبانِ عربی کی صورت میں نازل فرمایا تاکہ لوگ اِسے سمجھ سکیں اور اِس کے مضامین پر غور و فکر کر سکیں۔

آیات ۴ تا ۶
حضرت یوسف علیہ السلام کا خوش کن خواب

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ	یاد کرو جب کہا یوسف علیہ السلام نے اپنے والد سے
یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ	اے ابا جان ! بے شک میں نے دیکھا ہے (خواب میں) گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو
رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ۝۴	میں نے دیکھا ہے اُنہیں کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔
قَالَ یٰبُنَیَّ	فرمایا یعقوب علیہ السلام نے اے میرے بچے !
لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ	نہ بیان کرنا اپنا خواب اپنے بھائیوں سے
فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا ؕ	ورنہ وہ تدبیر کرنے لگیں گے تیرے خلاف بری تدبیر
اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝۵	بے شک شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے۔
وَ كَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ	اِسی طرح چن لے گا تجھے تیرا رب
وَ یُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ	اور تجھے سکھائے گا باتوں کی حقیقت کا علم (اور خوابوں کی تعبیر)
وَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ	اور پوری کرے گا اپنی نعمت تجھ پر
وَ عَلٰۤى اٰلِ یَعْقُوْبَ	اور آلِ یعقوب علیہ السلام پر
كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَیْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ ؕ	جیسا کہ اُس نے پورا کیا تھا اِسے تیرے دو باپوں پر اِس سے پہلے یعنی ابرہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام پر
ع ۱۱ اِنَّ رَبَّكَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝۶ ع	بے شک تیرا رب سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِن آیات میں حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا ذکر ہے جس میں اُنہیں بلند درجات کے حصول کی بشارت دی گئی۔ اُنہیں دکھایا گیا کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے اُن کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دی جانے والی اِس بشارت سے آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں معاملہ فہمی کی بصیرت اور بلند مقام و مرتبہ عطا فرمائے گا۔ ساتھ ہی منع کیا کہ وہ اِس خواب کا تذکرہ اپنے سوتیلے بھائیوں سے نہ کریں ورنہ وہ حسد کی آگ میں جل کر کوئی سازش کریں گے۔ دراصل یہ شیطان ہے جو انسانوں کا دشمن ہے اور بھائیوں کے درمیان حسد اور بغض کی آگ بھڑکاتا ہے۔

آیات ۷ تا ۱۰

برادرانِ یوسف علیہ السلام کی سازش

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَ اِخْوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝۷	یقیناً یوسف علیہ السلام اور اُن کے بھائیوں کے معاملہ میں (عبرت کی) کئی نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کے لیے۔
اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَ اَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰۤى اَبِيْنَا مِنَّا	جب کہا بھائیوں نے یقیناً یوسف علیہ السلام اور اُس کا بھائی زیادہ محبوب ہیں ہمارے والد کو ہم سے
وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ	جب کہ ہم ایک جتھا ہیں
اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۸ۚ	بے شک ہمارے والد کھلی خطا پر ہیں۔
اقْتُلُوْا يُوْسُفَ	قتل کر دو یوسف کو
اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا	یا پھینک دو اُسے کسی (دور دراز) سرزمین جنگل میں
يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ	تاکہ خالص ہو جائے تمہارے لیے توجہ تمہارے والد کی
وَ تَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹	اور بن جاؤ اِس کے بعد نیک لوگ۔
قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ	کہا ایک کہنے والے نے اُن میں سے

لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ	نہ قتل کرو یوسف علیہ السلام کو
وَ اَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ	اور ڈال دو اُسے کسی اندھے کنوئیں میں
یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ	اٹھا کر لے جائے گا اُسے کوئی قافلہ۔
اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ﴿۱۰﴾	اگر تم کچھ کرنے ہی والے ہو۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں عبرت حاصل کرنے کی کئی نشانیاں ہیں۔ جس طرح برادرانِ یوسف علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف سازش کی اور جلاوطن کیا اسی طرح قریش نبی اکرم ﷺ کو ہجرت پر مجبور کر دیں گے۔ پھر جلاوطنی میں جیسا عروج واقتدار حضرت یوسف علیہ السلام کو حاصل ہوا ویسا ہی عروج واقتدار نبی اکرم ﷺ کو حاصل ہو گا۔ دراصل حضرت عقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام سے اُن کے حسن، ذہانت اور کریمانہ اطوار واخلاق کی وجہ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ بھائیوں کو حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد ہوا اور وہ اُنہیں قتل کرنا چاہتے تھے لیکن بڑے بھائی نے منع کیا کہ قتل نہ کرو بلکہ اُنہیں کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دو۔ کوئی راہ چلتا قافلہ اُنہیں اپنے ساتھ لے جائے گا۔

آیات ۱۱ تا ۱۴

برادرانِ یوسف علیہ السلام کی حضرت یعقوب علیہ السلام سے درخواست

قَالُوْا یٰۤاَبَانَا	کہا برادرانِ یوسف علیہ السلام نے اے ابا جان!
مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ	کیا ہے آپ ﷺ کو! آپ علیہ السلام اعتبار ہی نہیں کرتے ہم پر یوسف علیہ السلام کے بارے میں
وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾	حالانکہ بے شک ہم اُس کے واقعی خیر خواہ ہیں۔
اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا	بھیج دیجیے اُسے ہمارے ساتھ کل
یَّرْتَعْ وَ یَلْعَبْ	تاکہ کھائے پیے اور کھیلے کودے

وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾	اور بے شک ہم اُس کی یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں۔
قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ	فرمایا یعقوب علیہ السلام نے بے شک یہ اندیشہ واقعی غمگین کرتا ہے مجھے
اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ	کہ تم لے جاؤ اُسے
وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ	اور میں ڈرتا ہوں کہ کھا جائے اُسے بھیڑیا
وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾	اور تم اُس سے غافل ہو۔
قَالُوْا لَىِٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ	کہا برادرانِ یوسف علیہ السلام نے اگر کھا جائے اُسے بھیڑیا
وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ	جب کہ ہم ایک جتھا ہیں
اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾	بلاشبہ ہم تب تو واقعی خسارہ پانے والے ہوں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے والد صاحب سے درخواست کی کہ کل جب ہم بکریاں چرانے جائیں تو یوسف علیہ السلام کو بھی ہمارے ساتھ بھیج دیجیے گا تاکہ وہ سیر و تفریح کرلے۔ اُنہوں نے والد صاحب کو یقین دہانی کرائی کہ ہم اُس کے خیر خواہ، ہمدرد اور حفاظت کرنے والے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم کسی وقت یوسف علیہ السلام سے غافل ہو اور کوئی بھیڑیا اُسے کھا جائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں پر اُن کے حسد کے حوالے سے کسی خدشہ کا اظہار نہیں فرمایا تاکہ اُن کی دشمنی مزید نہ بڑھ جائے۔ بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کی حفاظت کی یقین دہانی کرائی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو آمادہ کر ہی لیا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دیں۔

آیت ۱۵

برادرانِ یوسف علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف اقدام

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ	جب بھائی یوسف علیہ السلام کو لے گئے

وَ اَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبٰتِ الْجُبِّ ۚ	اور وہ متفق ہو گئے کہ ڈال دیں اُنہیں کسی اندھے کنویں میں
وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ	اور ہم نے وحی کیا یوسف علیہ السلام کی طرف
لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا	آپ علیہ السلام ضرور (ایک وقت) آگاہ کریں گے بھائیوں کو اُن کے اِس فعل سے
وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝۱۵	جب کہ بھائی (اِس وحی کی) خبر نہیں رکھتے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اُن کے بھائیوں نے اندھے کنوئیں میں ڈال دیا۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ حضرت یوسف علیہ السلام کی دل جوئی کی۔ اِس آیت میں وحی سے مراد الہام ہے کیوں کہ ابھی حضرت یوسف علیہ السلام کم سن تھے اور منصبِ نبوت پر سرفراز نہیں ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بشارت دی کہ وہ نجات پائیں گے، اعلیٰ منزلت کو پہنچیں گے، اُن کے بھائی اُن کے سامنے عاجز ہو کر پیش ہوں گے اور وہ اُنہیں اُن کے حاسدانہ فعل سے آگاہ کریں گے۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

برادرانِ یوسف علیہ السلام کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے جھوٹا بیان

وَ جَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ۝۱۶ ؕ	اور برادرانِ یوسف علیہ السلام آئے اپنے والد کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے۔
قَالُوْا یٰۤاَبَانَاۤ	کہنے لگے اے ہمارے ابا جان!
اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ	بے شک ہم گئے، دوڑ کا مقابلہ کرنے لگے
وَ تَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا	اور ہم چھوڑ گئے یوسف علیہ السلام کو اپنے سامان کے پاس
فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ	تو کھا گیا اُسے بھیڑیا

وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا	اور آپ علیہ السلام تو نہیں ماننے والے ہماری بات
وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝۱۷	اگرچہ ہم سچے ہوں۔
وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ	اور وہ لگا لائے یوسف علیہ السلام کے کرتے پر جھوٹا خون
قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ	فرمایا یعقوب علیہ السلام نے بلکہ بنالی ہے تمہارے لیے تمہارے جیوں نے ایک بات
فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ	پس اب تو صبر ہی بہتر ہے۔
وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝۱۸	اور اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے اُس پر جو تم بیان کرتے ہو۔

الحلقۃ

برادرانِ یوسف علیہ السلام رات میں عشاء کے وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے تاکہ چہروں پر جھوٹ کی سیاہی رات کی تاریکی میں ظاہر نہ ہو۔ اُنہوں نے جھوٹا بہانہ کیا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیے نے کھالیا ہے۔ چوں کہ وہ عادی مجرم نہیں تھے لہٰذا بے وقوفی یہ کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے کو بغیر پھاڑے ہوئے صرف اُس پر خون لگا کر لے آئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سالم کرتا دیکھا تو اپنے بیٹوں سے کہہ دیا کہ تم غلط بیانی کر رہے ہو۔ بھیڑیا تو درندگی کی علامت ہے، وہ اتنا مہذب کیسے ہو سکتا ہے کہ پہلے بچہ کا کرتا اتارے اور پھر اُسے کھائے؟ بیٹوں کی بات تسلیم نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اُنہیں حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب معلوم تھا اور خواب کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی زندگی میں حضرت یوسف علیہ السلام کو بلند مقام و مرتبہ پر دیکھیں گے۔

آیات ۱۹ تا ۲۲

حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے گھر میں

وَ جَآءَتْ سَيَّارَةٌ	اور آیا ایک قافلہ
فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ	تو اُنہوں نے بھیجا اپنے پانی بھرنے والے کو

فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ	پھر اُس نے لٹکایا اپنا ڈول
قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ	اُس نے کہا واہ خوش خبری ! یہ تو ایک لڑکا ہے
وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ	اور اُنہوں نے چھپالیا اُسے ایک اثاثہ کے طور پر
وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾	اور اللہ خوب جاننے والا ہے اُسے جو وہ کر رہے تھے۔
وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ	اور اُنہوں نے بیچ دیا اُسے تھوڑی قیمت میں یعنی گنتی کے چند درہم میں
ع ۲ ۱۴ ۱۲ وَ كَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع	اور وہ ہوئے اِس معاملہ میں کم پر راضی ہونے والے۔
وَ قَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ	اور کہا اُس نے جس نے خریدا تھا یوسف علیہ السلام کو مصر میں اپنی بیوی سے
اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ	باعزت رکھو اُس کی رہائش
عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ	ممکن ہے وہ فائدہ پہنچائے ہمیں
اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ	یا ہم بنالیں اُسے بیٹا
وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۫	اِس طرح ہم نے آباد کیا یوسف علیہ السلام کو سرزمینِ مصر میں
وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ	اور تاکہ ہم سکھائیں اُسے باتوں کی حقیقت کا علم
وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ	اور اللہ غالب ہے اپنے معاملے پر
وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾	اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ	اور جب پہنچے یوسف علیہ السلام اپنی عمر کی پختگی کو

اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ	ہم نے دی اُنہیں حکمت اور علم
وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾	اور اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ ایک قافلہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکالا اور مصر میں لے جا کر فروخت کر دیا۔ مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک اہم منصب دار نے خریدا جو "عزیزِ مصر" کہلاتا تھا۔ اُس نے اپنی بیوی (زلیخا) سے کہا کہ اس بچہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔ ہم اُسے منہ بولا بیٹا بنالیں گے یا اُس سے کوئی اور فائدہ حاصل کریں گے۔ عزیزِ مصر دراصل شہر کے انتظامی امور کا ذمہ دار تھا۔ شہر کے مسائل پر غور و فکر کے لیے ماہرین کے اجلاس اُس کے گھر میں منعقد ہوتے تھے۔ مسائل کے اسباب پر مختلف زاویوں سے غور ہوتا اور اُن کے تمام ممکنہ حل زیرِ بحث آتے۔ ان اجلاسوں میں شرکت سے حضرت یوسف علیہ السلام کی تربیت ہوئی اور وہ باتوں کی تہ تک پہنچنے کا فن سیکھ گئے۔ پھر جب وہ سمجھ داری کی عمر کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نبوت کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔

آیات ۲۳ تا ۲۴

اللہ اپنے بندوں کے کردار کی حفاظت فرماتا ہے

وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ	اور پھُسلایا یوسف علیہ السلام کو اُس عورت نے، جس کے گھر میں تھا اپنا جی تھا منے سے
وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ	اور اُس نے بند کر دیے تمام دروازے
وَ قَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ	اور کہنے لگی جلدی کرو
قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ	فرمایا یوسف علیہ السلام نے اللہ کی پناہ
اِنَّهٗ رَبِّيْۤ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ	بے شک وہ (یعنی عورت کا شوہر) میرا آقا ہے جس نے بہت عمدہ دی ہے مجھے رہائش

اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾	بے شک کامیاب نہیں ہوتے ظالم۔
وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ	اور یقیناً وہ عورت مائل ہو گئی (عزم کے درجے میں) یوسف علیہ السلام کی طرف
وَ هَمَّ بِهَا	اور وہ بھی مائل ہو جاتے اُس عورت کی طرف (امر طبعی کے درجے میں)
لَوْ لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ	اگر یہ نہ ہوتا کہ اُنہوں نے دیکھ لی دلیل اپنے رب کی
كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ ؕ	اِسی طرح ہوا تاکہ ہم دور کر دیں اُن سے برائی اور بے حیائی
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۲۴﴾	بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھے۔

عزیزِ مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دعوتِ گناہ دی۔ انبیائے کرام علیہم السلام ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتے ہیں اور وہ اُنہیں اپنی نافرمانی سے بچا لیتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی برہان یعنی دلیل دکھائی کہ وہ گناہ سے محفوظ رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ برہان کے طور پر حضرت یوسف علیہ السلام کو قرآنِ کریم کی ایک آیت لا تقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشۃ و ساء سبیلاً دکھائی گئی تھی جس نے اُن کو فعلِ بد میں مبتلا ہونے سے منع کیا۔ اُنہوں نے دعوتِ گناہ کے بدلہ میں ارشاد فرمایا مَعَاذَ اللہِ اللہ کی پناہ (یعنی گناہ سے بچنے کے لیے اللہ ہی کی پناہ میں آنا چاہیے)، اِنَّہٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ... بے شک وہ (یعنی عزیزِ مصر) میرا آقا ہے جس نے بہت عمدہ دی ہے مجھے رہائش (یعنی احسان مندی کا تقاضا ہے کہ محسن کے ساتھ خیانت نہ کی جائے) اور اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ... بے شک کامیاب نہیں ہوتے ظالم (یعنی زانی ناکام و نامراد ہونے والا ایسا ظالم ہے جو ظلم کرتا ہے اپنی ذات، اپنے خاندان، ایک عورت، عورت کے شوہر، عورت کے قرابت داروں، مولود اور پورے ملک و قوم پر)۔

آیات ۲۵ تا ۲۹

حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام جھوٹا ثابت ہوا

وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ	اور وہ دونوں (یوسف علیہ السلام اور عزیزِ مصر کی بیوی) دوڑ پڑے دروازے کی طرف
وَ قَدَّتْ قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ	اور اُس عورت نے پھاڑ ڈالا آپ علیہ السلام کا کرتا پیچھے سے
وَّ اَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ	اور اُن دونوں نے پایا عورت کے شوہر کو دروازے کے پاس
قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا	وہ بولی کیا سزا ہے اُس کی جو ارادہ کرے تیری گھر والی کے ساتھ برائی کا
اِلَّاۤ اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾	سوائے اِس کے کہ اُسے قید کر دیا جائے یا دردناک سزا دی جائے۔
قَالَ هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ	فرمایا یوسف علیہ السلام نے اِس نے مائل کیا گناہ کی طرف میرے نفس کو
وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ	اور گواہی دی ایک گواہ نے اُس عورت کے گھر والوں میں سے (بروایت ابن عباس ابی ھریرہ یہ گواہ گہوارہ میں پڑا ہوا ایک بچہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ قوت گویائی عطا کی)
اِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ	اگر اُس کا کرتا پھاڑا گیا ہے سامنے سے

فَصَدَقَتْ وَ هُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾	تو عورت نے سچ کہا اور یوسف علیہ السلام ہیں جھوٹوں میں سے۔
وَ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ	اور اگر اُس کا کرتا پھاڑا گیا ہے پیچھے سے
فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾	تو عورت نے جھوٹ کہا اور یوسف علیہ السلام ہیں سچوں میں سے۔
فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ	جب عزیزِ مصر نے دیکھا یوسف علیہ السلام کے کرتے کو کہ وہ پھاڑا گیا ہے پیچھے سے
قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ	کہنے لگا بلاشبہ (اے عورتو!) یہ تمہارے فریبوں میں سے ہے
اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾	بے شک تم عورتوں کا فریب بڑا ہوتا ہے۔
يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ سکتۃ	اے یوسف علیہ السلام! درگزر کرو اِس معاملہ کو
وَ اسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖ ج	اور اے میری زوجہ بخشش مانگ اپنے گناہ کی
ع ۳ ۹ ۱۳ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ ع	بے شک تم ہو خطاکاروں میں سے۔

گناہ سے بچنے کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام دروازے کی طرف دوڑے۔ عزیز کی بیوی اُن کے پیچھے دوڑی اور اُن کا کرتا پکڑ کر کھینچا جس سے کرتا پیچھے سے پھٹ گیا۔ جیسے ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ عزیز سامنے کھڑا ہے۔ عزیز کی بیوی نے فوراً اپنے شوہر کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام پر بہتان لگایا کہ اُنہوں نے میرے ساتھ گناہ کی کوشش کی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اِس بہتان کی نفی کی لیکن اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے صرف اتنے ہی الفاظ کا استعمال کیے جو نہایت ضروری تھے اور تہمت لگانے والی پر غصہ کا اظہار نہیں کیا۔ بعد ازاں اُن کے کرتے کے پچھلی طرف سے پھٹنے نے ثابت کر دیا کہ دعوتِ گناہ دینے والی عزیز کی بیوی تھی۔

آیات ۳۰ تا ۳۲

بیگماتِ مصر کا مکر و فریب

وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ	اور کہنے لگیں عورتیں شہر میں
امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ	عزیز کی بیوی مائل کرتی ہے گناہ کی طرف اپنے غلام کے جی کو
قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ	چھا گیا ہے اُس کا دل اس کی محبت میں
اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝۳۰	بلاشبہ ہم تو یقیناً دیکھتی ہیں اُس عورت کو کھلی گم راہی میں۔
فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ	پس جب عزیز کی بیوی نے سنا اُن عورتوں کی مکارانہ باتوں کو
اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ	تو اُس نے اُنہیں بلا بھیجا
وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً	اور تیار کی اُن کے لیے ایک فرشی نشست
وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا	اور دی اُن میں سے ہر ایک کو چھری
وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ۚ	اور کہا یوسف علیہ السلام سے گزر و اُن کے سامنے سے
فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ	جب اُنہوں نے دیکھا یوسف علیہ السلام کو تو بہت بڑا پایا آپ علیہ السلام کو
وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ۫	اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ
وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ	کہنے لگیں اللہ کی پناہ ! یہ تو انسان نہیں ہے

اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾	یہ نہیں ہے مگر ایک عزت والا فرشتہ۔
قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ	کہا عزیز کی بیوی نے وہ تو یہی ہے تم نے مجھے ملامت کی تھی جس کے بارے میں
وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ	واقعی میں نے مائل کیا گناہ کی طرف اُس کے جی کو
فَاسْتَعْصَمَ ؕ	پھر وہ بچا ہی رہا
وَ لَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ	اور اگر اُس نے نہ کیا وہ کچھ جس کا میں حکم دے رہی ہوں اُسے
لَيُسْجَنَنَّ	تو وہ ضرور قید کر دیا جائے گا
وَ لَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾	اور ضرور ہو جائے گا بے عزت لوگوں میں سے۔

اِن آیات میں مصر کے افسران کی بیگمات کی حیاسوز اخلاقی پستی کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے اِس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ عزیزِ مصر کی بیوی ایک نوجوان خادم پر کیوں فدا ہو گئی ہے؟ گویا اگر اُسے فدا ہونا ہی ہے تو کسی امیر زادے پر فدا ہو۔ عزیز کی بیوی نے اِن بیگمات کو ایک دعوت میں مدعو کیا اور اُن کے سامنے سے حضرت یوسف علیہ السلام کو گزرنے کا حکم دیا۔ وہ سب کی سب حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی اُن پر فدا ہو گئیں اور اُن کی توجہ حاصل کرنے کے لیے اُنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ اب عزیز کی بیوی نے بڑی ڈھٹائی سے اعلان کیا کہ یہ ہے وہ حسین نوجوان جس کے بارے میں مجھے ملامت کی جا رہی تھی۔ میں نے اُسے دعوتِ گناہ دی لیکن ابھی تک اُس نے میری خواہش پوری نہیں کی۔ اب اُسے میری بات ماننی ہو گی ورنہ اُسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے گا۔

آیات ۳۳ تا ۳۵

اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر پاکیزہ رہنا ناممکن ہے

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ	یوسف علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! قید خانہ مجھے زیادہ عزیز ہے اُس گناہ سے، وہ مجھے بلا رہی ہیں جس کی طرف
وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ	اور اگر تو نے دور نہ کیا مجھ سے اُن کے فریب کو
اَصْبُ اِلَیْهِنَّ	تو میں تو مائل ہو جاؤں گا اُن کی طرف
وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾	اور ہو جاؤں گا جاہلوں میں سے۔
فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ	پس قبول فرمالی اُن کی دعا اُن کے رب نے
فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ	اور دور کر دیا اُن سے اُن عورتوں کے فریب کو
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۴﴾	بے شک وہی ہے سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ	پھر ظاہر ہوا مصر کے اربابِ اختیار کے لیے، اِس کے بعد کہ اُنہوں نے دیکھیں کئی علامات
ع ۱۴ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۳۵﴾ ع	کہ وہ ضرور ہی قید کر دیں یوسف علیہ السلام کو کچھ عرصہ تک۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ اب صرف عزیزِ مصر کی بیوی ہی نہیں دیگر بیگمات بھی اُنہیں دعوتِ گناہ دے رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی عاجزی کے ساتھ التجا کی کہ اے میرے رب! مجھے قید خانے کی صعوبتیں زیادہ پسند ہیں اُس گناہ سے جس کی

طرف وہ عورتیں مجھے مائل کر رہی ہیں۔ آپ ہی اُن کا یہ فریب مجھ سے دور کر سکتے ہیں ورنہ میں تو اُن کی طرف مائل ہو جاؤں گا۔ بہر حال اللہ کے بندے، اللہ سے دعا کر کے کبھی بھی محروم نہیں رہتے۔

افلاک سے آتا ہے ، نالوں کا جواب آخر
اُٹھتے ہیں حجاب آخر، کرتے ہیں خطاب آخر

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا سن لی اور اُنہیں گناہ سے محفوظ رکھا۔ ایک ایسے نوجوان شخص کے لیے جس کا پردیس میں نہ اپنا گھر ہو اور نہ وہ شادی شدہ ہو، ایسے حالات میں پاکیزہ رہنا، بلاشبہ پاکیزگی کی معراج ہے۔ یہ اُن پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم تھا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر کسی کے لیے پاکیزہ رہنا ناممکن ہے۔ البتہ مصر کے اربابِ اختیار نے محسوس کر لیا کہ وہ اپنی بیگمات کو قابو نہیں کر سکتے لہٰذا اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ہی قید کر دیا جائے۔ اِس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا قید میں ڈالا جانا در حقیقت اُن کی اخلاقی فتح اور مصر کے اربابِ اختیار کی اخلاقی شکست کا اعلان تھا۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص پر جرم ثابت کیے بغیر بس یوں ہی پکڑ کر جیل بھیج دینا بے ایمان حکمرانوں کی پرانی روایت ہے۔ اِس معاملہ میں آج کے شیاطین چار ہزار برس پہلے کے اشرار سے بھی زیادہ برے ہیں۔ وہ جمہوریت یا قانون کا نام نہیں لیتے تھے جب کہ یہ جمہوریت اور قانون کی پاس داری کا دعویٰ کرنے کے باوجود غیر قانونی حرکتیں کرتے ہیں۔ وہ صرف ظالم تھے اور یہ اِس کے ساتھ جھوٹے اور بے حیا بھی ہیں۔

آیت ۳۶

دو قیدیوں کے خواب

وَ دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ	اور داخل ہوئے یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانے میں دو نوجوان
قَالَ اَحَدُهُمَآ	کہا اُن میں سے ایک نے
اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ	بے شک میں دیکھتا ہوں اپنے آپ کو (خواب میں) کہ نچوڑ رہا ہوں شراب

وَ قَالَ الْاٰخَرُ	اور کہا دوسرے نے
اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا	بے شک میں دیکھتا ہوں اپنے آپ کو (خواب میں) کہ اٹھا رہا ہوں اپنے سر پر روٹی
تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ	کھا رہے ہیں پرندے اُس میں سے
نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ؕ	بتائیے ہمیں اِن خوابوں کی تعبیر
اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾	بے شک ہم دیکھتے ہیں آپ علیہ السلام کو نیک لوگوں میں سے۔

اِس آیت میں دو نوجوان قیدیوں کے خوابوں کا ذکر ہے۔ یہ نوجوان شاہِ مصر کے محل میں ملازم تھے۔ ایک ساقی تھا اور دوسرا باورچی۔ اُن پر الزام تھا کہ اُن میں سے کسی ایک نے بادشاہ کو زہر دینے کی کوشش کی ہے۔ اُنہیں قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کی سچائی اور پاکیزہ کردار کا تجربہ ہوا۔ پھر اُن کی علمی بصیرت کا بھی اندازہ ہوا۔ اُن دونوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے اپنے اپنے خواب بیان کیے تاکہ اُن کی تعبیر جان سکیں۔ ایک نے کہا کہ وہ بادشاہ کو خواب میں شراب پلا رہا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اُس نے خواب میں دیکھا ہے کہ اُس کے سر پر روٹی ہے جس میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔

آیات ۳۷ تا ۴۰

قید خانہ کا حکیمانہ وعظ

قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ	فرمایا یوسف علیہ السلام نے نہیں آئے گا تمہارے پاس کھانا جو تمہیں دیا جاتا ہے
اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ	مگر میں بتا دوں گا تمہیں اِس کی تعبیر

قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ	اِس سے پہلے کہ وہ آئے تمہارے پاس
ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ	یہ اُس میں سے ہے جو سکھایا ہے مجھے میرے رب نے
اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ	میں نے چھوڑ دیا ہے اُن لوگوں کا دین جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر
وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾	اور وہ آخرت کا بھی انکار کرنے والے ہیں۔
وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ	اور میں نے پیروی کی اپنے باپ دادا ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے دین کی
مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ	نہیں ہے ہمارے لیے جائز کہ ہم شریک کریں اللہ کے ساتھ کسی کو
ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَى النَّاسِ	یہ اللہ کے فضل میں سے ہے ہم پر اور لوگوں پر
وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾	اور لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔
یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ	اے قید خانے کے ساتھیو !
ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ	کیا جدا جدا ربّ بہتر ہیں
اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ ؕ	یا اللہ جو اکیلا ہے، سب پر غالب ہے؟
مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً	تم نہیں عبادت کرتے اُس کے سوا مگر چند ناموں کی
سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ	رکھ لیے ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے

مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ	نہیں اتاری اللہ نے اُن کے لیے کوئی سند
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ	نہیں ہے فیصلہ کرنے کا اختیار مگر اللہ ہی کا
اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ	اُس نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم عبادت نہ کرو مگر صرف اُسی کی
ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ	یہی سیدھا دین ہے
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۰	اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے دونوں قیدیوں کو نہ صرف اُن کے خوابوں کی تعبیر بتائی بلکہ اُن کے سامنے ایسا حکیمانہ وعظ ارشاد فرمایا جو ایمانی حقائق اور عملی ہدایات کا حسین امتزاج لیے ہوئے تھا۔ اُنہوں نے ارشاد فرمایا :

1. میرے پاس جو بھی علم ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔
2. اللہ تعالیٰ نے مجھے علم کی دولت اِس لیے دی ہے کہ میں نے اُن لوگوں کی روش اختیار نہیں کی جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔
3. میں نے اپنے صالح آباء واجداد کی پیروی کرتے ہوئے توحید کی راہ اختیار کی۔
4. توحید کا عقیدہ تمام انسانوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ انسان کو باوقار کردار کا حامل بناتا ہے۔ یہ عقیدہ در در پر سر جھکانے، اسباب کے خوف اور دوسروں کی خوشامد و چاپلوسی کی ذلت سے بچاتا ہے۔ بقول اقبال ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

5. لوگوں کی اکثریت ناشکری کرتے ہوئے توحید کا راستہ اختیار نہیں کرتی بلکہ خود ساختہ معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر دیتی ہے۔

6. معبودِ حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اُسی کا اختیار ہے کہ انسانوں کو احکامات دے ۔

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

7. دعوتِ عمل کا نمایاں ترین مظہر یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت یعنی محبت کے ساتھ کلی اطاعت کی جائے۔ بالکل خالص دین یہی ہے۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

قیدیوں کے خواب کی تعبیر

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ	اے قید خانے کے ساتھیو !
اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ	تو جو تم دونوں میں سے ایک ہے تو وہ پلائے گا اپنے مالک کو شراب
وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ	اور جو دوسرا ہے تو وہ صلیب دیا جائے گا
فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ	پس کھائیں گے پرندے اُس کے سر میں سے
قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ؕ﴿۴۱﴾	فیصلہ کر دیا گیا اُس معاملہ کا جس کے بارے میں تم دونوں پوچھ رہے ہو۔
وَ قَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا	فرمایا یوسف علیہ السلام نے اُس سے جس کے بارے میں اُنہوں نے گمان کیا کہ یقیناً وہ نجات پانے والا ہے اُن دونوں میں سے
اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫	ذکر کرنا میرا اپنے مالک کے پاس

فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ	تو بھلا دیا اُسے شیطان نے ذکر کرنا اپنے مالک کے پاس
ع ۵ ۱۵ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾	سو وہ رہے قید خانے میں چند برس۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے دونوں قیدیوں کے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ ایک قیدی رہا ہو گا اور دوبارہ بادشاہ کے ساقی کا منصب حاصل کر کے بادشاہ کو شراب پلانے کی ذمہ داری ادا کرے گا۔ دوسرے کو سزا کے طور پر صلیب پر لٹکا دیا جائے گا اور پرندے اُس کے سر میں سے مغز نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے رہا ہونے والے قیدی سے کہا کہ بادشاہ کے سامنے ذکر کرنا کہ یوسف علیہ السلام بغیر کسی قصور کے جیل میں قید ہیں۔ شیطان نے ساقی کو یہ بات بھلا دی اور اُس نے بادشاہ کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر نہیں کیا۔ لہٰذا آپ علیہ السلام مزید چند برس قید خانہ میں رہے۔

آیات ۴۳ تا ۴۴

بادشاہ کا خواب

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ	اور کہا بادشاہ نے بے شک میں دیکھتا ہوں سات موٹی گائیں
يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ	کھا رہی ہیں اُنہیں سات دبلی گائیں
وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ	اور سات سبز بالیاں ہیں اور دوسری خشک
يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ	اے سردارو! بتاؤ مجھے میرے خواب کے بارے میں
اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾	اگر تم بتا سکتے ہو خواب کی تعبیر۔
قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ	سرداروں نے کہا یہ تو پریشان خواب ہیں

وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾	اور نہیں ہیں ہم پریشان خوابوں کی تعبیر جاننے والے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کے لیے یہ صورت پیدا فرمائی کہ شاہِ مصر نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ اُس نے دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی گائیں کھا جاتی ہیں۔ اِسی طرح اناج کی سات بالیاں سبز ہیں اور سات ہی خشک۔ بادشاہ نے اپنے سرداروں کو جمع کیا اور اُن سے خواب کی تعبیر پوچھی۔ اُنہوں نے اِسے پریشان خواب قرار دے کر اِس کی تعبیر بتانے سے معذرت کر لی۔

آیات ۴۵ تا ۴۹

بادشاہ کے خواب کی تعبیر

وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا	اور کہا اُس نے جس نے نجات پائی تھی اُن دونوں قیدیوں میں سے
وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ	اور یاد آیا اُسے ایک مدت بعد
اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾	میں بتاتا ہوں تمہیں اِس کی تعبیر سو بھیجو مجھے۔
يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ	اے یوسف علیہ السلام! اے سچے انسان!
اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ	تعبیر بتایئے ہمیں اِس خواب میں کہ سات موٹی گائیں ہیں
يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ	کھا جاتی ہیں اُنہیں سات دبلی گائیں
وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ	اور سات بالیاں ہیں سبز اور دوسری ہیں خشک
لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ	تاکہ میں واپس جاؤں لوگوں کی طرف

لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾	(اور) تاکہ وہ جان لیں۔
قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ	فرمایا یوسف علیہ السلام نے تم کاشت کروگے سات سال لگاتار
فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ	پھر جو تم کاٹو تو چھوڑ دو اُسے اُس کی بالی ہی میں
اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾	مگر تھوڑا سا اُس میں سے جسے تم کھالو۔
ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ	پھر آئیں گے اِس کے بعد سات سال سخت
يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ	وہ کھا جائیں گے اُسے جو تم نے پہلے سے رکھا ہوگا اُن کے لیے
اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾	مگر تھوڑا سا اُس میں سے جو تم محفوظ رکھو گے بیج کے لیے۔
ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ	پھر آئے گا اِس کے بعد ایک سال
فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ	جس میں بارش برسائی جائے گی لوگوں پر
ع ۶/۱۶ وَ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع	اور اُس میں وہ (پھلوں کا) رس نکالیں گے۔

ساقی نے بادشاہ سے کہا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام سے خواب کی تعبیر پوچھ کر بتائے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی کو بتایا کہ سات سال خوش حالی کے آئیں گے جس میں کثرت سے پیداوار ہوگی۔ تم اِن سالوں میں اناج کے دانے پھلیوں سے صرف اُس قدر نکالنا جو تمہاری خوراک کے لیے ضروری ہوں۔ اِس کے بعد سات سال خشک سالی کے آئیں گے۔ اب پھلیوں میں محفوظ دانے استعمال کرنا لیکن کچھ بچا لینا تاکہ آئندہ بیج کے لیے استعمال ہوں۔ پھر ایک ایسا سال آئے گا جس میں خوب بارش ہوگی اور بڑی عمدہ زرعی پیداوار ہوگی۔ بادشاہ کے خواب میں تو پندرہویں سال کی بابت کوئی اشارہ نہ تھا، مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے وحی کی بنیاد پر بشارت دی کہ پندرہویں برس اتنی

کثرت سے پھل ہوں گے کہ اُنہیں نچوڑ کر شراب بھی بنائی جائے گی اور میوہ جات کے رس بھی کشید کیے جائیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کے ذریعہ سامنے آنے والا مسئلہ بھی بتایا اور مسئلہ کا حل بھی تجویز فرما دیا۔ البتہ اعلیٰ ظرفی دیکھیے کہ ساقی سے کوئی شکایت نہیں کی کہ تم نے میرے بلا قصور قید ہونے کے بارے میں بادشاہ کو کیوں نہیں بتایا؟

آیت ۵۰

بادشاہ کی طلبی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا انکار

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ۚ	(خواب کی تعبیر سنتے ہی) بادشاہ نے کہا لے آؤ میرے پاس یوسف علیہ السلام کو
فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ	پھر جب آیا اُن کے پاس (بادشاہ کا) قاصد
قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ	فرمایا یوسف علیہ السلام نے واپس جاؤ اپنے مالک کے پاس
فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ	پھر پوچھو اُس سے کیا معاملہ ہے اُن عورتوں کا جنہوں نے کاٹ ڈالے تھے اپنے ہاتھ
اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ۝۵۰	بے شک میرا رب اُن کے فریب کو خوب جاننے والا ہے۔

بادشاہ نے ساقی سے خواب کی تعبیر سن کر کہا کہ ایسے صاحبِ بصیرت انسان کو میرے پاس لے کر آؤ۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید کی طویل مدت سے عاجز ہونے کے باوجود صبر و برداشت کی اعلیٰ مثال قائم کی اور رہا ہونے سے انکار کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے مطالبہ کیا کہ پہلے معاملہ کی تحقیق ہو کہ مجھے کس وجہ سے قید کیا گیا ہے؟ اہمیت نیک نامی کی ہے۔ کسی شبہ یا بد گمانی کا داغ لے کر رہا ہونا اُنہیں قبول نہ تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ اُن کا بے قصور ہونا ثابت ہو جائے اور اُن کے کردار کی پاکیزگی سب کے سامنے آ جائے۔

آیات ۵۱ تا ۵۳

بیگماتِ مصر کی حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں گواہی

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ	بادشاہ نے پوچھا (عورتوں سے) کیا معاملہ تھا تمہارا جب تم نے مائل کیا گناہ کی طرف یوسف علیہ السلام کے جی کو
قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ	عورتوں نے کہا اللہ کی پناہ!
مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ	نہیں جانی ہم نے اُس میں کوئی برائی
قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ	کہا عزیز کی بیوی نے
الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۫	اب ظاہر ہو گیا ہے حق
اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ	میں نے مائل کیا تھا گناہ کی طرف اُس کے جی کو
وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۵۱	اور بلاشبہ وہ یقیناً سچوں میں سے ہے۔
ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ	یہ اِس لیے ہے تاکہ عزیز جان لے کہ بے شک میں نے خیانت نہیں کی اُس کی عدم موجودگی میں
وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ۝۵۲	اور یہ کہ بے شک اللہ نہیں چلنے دیتا خیانت کرنے والوں کی چال کو۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ	اور میں بری نہیں ٹھہراتی اپنے نفس کو(۱)
اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ	بے شک نفس تو بہت حکم دینے والا ہے برائی کا
اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ	سوائے اُس کے جس پر رحم کرے میرا رب
اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾	بے شک میرا رب بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

بادشاہ کے دریافت کرنے پر تمام بیگماتِ مصر نے گواہی دی کہ حضرت یوسف علیہ السلام انتہائی پاکیزہ کردار کے حامل انسان ہیں۔ عزیزِ مصر کی بیوی نے گناہ کی طرف مائل کرنے کے جرم کا اعتراف کیا اور آپ علیہ السلام کی پاک دامنی کی تحسین کرتے ہوئے اپنے شوہر کو یقین دلایا کہ اُس کے پیچھے کوئی خیانت نہیں کی گئی۔ مزید کہا کہ برائی کی طرف لے جانے والے نفس کے حملے سے وہی بچ سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ بلاشبہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت اور نفس کے حملے سے حفاظت کی نعمت حاصل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمت عطا فرمائے۔ آمین! مسنون دعا ہے:

اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ، وَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّه، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ . (ابوداؤد)

”اے اللہ! میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں۔ مجھے پلک جھپکنے کے دوران بھی نفس کے حوالے نہ فرما۔ میرے ہر معاملے کی اصلاح فرما۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں“۔ آمین!

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عزیزِ مصر کی بیوی ایسی حکیمانہ اور پاکیزہ گفتگو کیسے کر سکتی ہے؟ دراصل یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے اعلیٰ کردار کا فیض ہے جس کے پاکیزہ اثرات عزیزِ مصر کی بیوی پر پڑے، اُس کی سوچ کا رخ ہی بدل گیا اور اب وہ بھی معرفت کی باتیں کر رہی ہے۔

(۱) (سورۃ یوسف: ۵۳) مندرجہ بالا ترجمہ مشہور مفسرین قرآن ابن کثیرؒ اور ابوحیانؒ کی آراء کے مطابق کیا گیا ہے، جبکہ جمہور مفسرین جن میں امام ابو سعودؒ، امام زمخشریؒ، امام آلوسیؒ، امام بیضاویؒ، امام طبریؒ وغیرہ جیسے اجل مفسرین نے اس قول کو حضرت یوسفؑ کا قول قرار دیا ہے نیز متاخرین نے بھی اس قول کو حضرت یوسفؑ کا قول قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (ناشر)

آیات ۵۴ تا ۵۷

حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے منصبِ خاص

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖۤ	اور کہا بادشاہ نے لے آؤ میرے پاس یوسف علیہ السلام کو
اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ	میں خاص کر لوں گا اُنہیں اپنے لیے
فَلَمَّا كَلَّمَهٗ	پھر جب اُس نے آپ علیہ السلام سے گفتگو کی
قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾	کہنے لگا بے شک آپ علیہ السلام آج سے ہمارے ہاں بڑے معزز، معتبر ہیں۔
قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ	فرمایا یوسف علیہ السلام نے مقرر کر دیں مجھے نگران زمین کے خزانوں پر
اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾	بے شک میں خوب حفاظت کرنے والا، جاننے والا ہوں۔
وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ	اور اِس طرح ہم نے اختیار دیا یوسف علیہ السلام کو سرزمینِ مصر میں
يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ	تاکہ رہیں اُس میں جہاں چاہیں
نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ	ہم پہنچا دیتے ہیں اپنی رحمت جسے چاہیں
وَ لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾	اور ہم ضائع نہیں کرتے اجر نیکی کرنے والوں کا۔
وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور یقیناً آخرت کا اجر بہت بہتر ہے اُن کے لیے جو ایمان لائے
ع ۸ وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع	اور جو اللہ کی نافرمانیوں سے بچتے رہے۔

بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام کے علم سے تو پہلے ہی متاثر تھا اب اُن کی پاک دامنی اور تحمل سے اور زیادہ اُن کا گرویدہ ہو گیا۔ پھر جب اُن کو طلب کر کے اُن سے گفتگو کی تو بالکل ہی فدا ہو گیا اور اعلان کیا کہ اب حضرت یوسف علیہ السلام کو ہمارے مصاحبِ خاص کا مرتبہ حاصل ہو گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے آئندہ برسوں میں آنے والے مسائل کو حل کرنے کے لیے خود کو زراعت و معدنیات کا شعبہ سنبھالنے کے لیے پیش کیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں ایک اہم منصب پر فائز فرما دیا۔ بلاشبہ جو بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی و ناراضی سے بچتا ہے وہ اُسے دنیا میں بھی نوازتا ہے اور آخرت میں بھی اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

آیات ۵۸ تا ۶۲

برادرانِ یوسف کی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حاضری

وَ جَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ	اور آئے یوسف علیہ السلام کے بھائی
فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ	پھر حاضر ہوئے اُن کی خدمت میں
فَعَرَفَهُمْ	تو پہچان لیا یوسف علیہ السلام نے اُنہیں
وَ هُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾	اور وہ آپ کو نہ پہچاننے والے تھے۔
وَ لَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ	اور جب یوسف علیہ السلام نے تیار کر دیا اُنہیں اُن کے سامان کے ساتھ
قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِیْكُمْ ۚ	فرمایا لے آنا میرے پاس اپنے باپ شریک بھائی کو
اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْۤ اُوْفِی الْكَیْلَ	کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا بھر کر دیتا ہوں پیمانہ
وَ اَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۵۹﴾	اور میں کتنا بہترین مہمان نواز ہوں۔

فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ	پھر اگر نہ لائے تم میرے پاس اُسے
فَلَا كَیْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ	تو نہ ہوگا کوئی پیمانہ تمہارے لیے میرے پاس
وَ لَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾	اور نہ تم میرے قریب آنا۔
قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ	کہا بھائیوں نے ہم آمادہ کریں گے اُس کے بارے میں اُس کے والد کو
وَ اِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾	اور بے شک ہم ضرور ایسا کرنے والے ہیں۔
وَ قَالَ لِفِتْیٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ	فرمایا یوسف علیہ السلام نے اپنے خادموں سے رکھ دو اِن کی ادا کردہ قیمت اِن کے تھیلوں میں
لَعَلَّهُمْ یَعْرِفُوْنَهَاۤ	تاکہ وہ پہچان لیں اِسے
اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمْ	جب وہ لوٹیں اپنے گھر والوں کی طرف
لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾	شاید کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں۔

اِن آیات میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی یوسف علیہ السلام کے سامنے حاضری کا بیان ہے۔ خوش حالی کے سال گزرنے کے بعد جب خشک سالی کے سال آئے تو دور دراز کے علاقوں تک یہ خبر جا پہنچی کہ مصر میں خوراک کے ذخائر محفوظ ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی خوراک کے حصول کے لیے فلسطین سے مصر آئے اور اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو پہچان تو لیا لیکن اُن کے اخلاق کی بلندی دیکھیے کہ کسی انتقامی جذبہ کا اظہار تک نہیں کیا۔ بھائیوں نے اپنے لیے خوراک کا راشن حاصل کیا اور چھوٹے بھائی بن یامین کے لیے بھی جو اُن کے ساتھ نہ آیا تھا۔ بن یامین اُن کا باپ شریک بھائی تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا حقیقی بھائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے آئندہ اُسے بھی ساتھ لانے کی تاکید کی۔ مزید یہ کہ اُنہوں نے خوراک کی جو قیمت اپنے بھائیوں سے وصول کی تھی اُسے واپس بھائیوں کے سامان میں رکھوا دیا تاکہ بھائی اِس عنایت سے خوش ہو کر دوبارہ بھی خوراک لینے کے لیے حاضر ہوں۔

آیات ۶۳ تا ۶۶

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بن یامین کو مصر بھیجنے پر رضامندی

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ	پھر جب برادرانِ یوسف علیہ السلام لوٹے اپنے والد صاحب کی طرف
قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ	کہنے لگے اے ہمارے والد ! روک دی گئی ہے ہمارے لیے غلے کی فراہمی
فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ	سو بھیجیے ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو تاکہ ہم غلّہ لائیں
وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾	اور بے شک ہم اُس کی واقعی حفاظت کرنے والے ہیں۔
قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ	فرمایا یعقوب علیہ السلام نے کیا میں اعتبار کروں تم پر اِس کے بارے میں
اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ	سوائے اُس کے جیسے میں نے اعتبار کیا تھا تم پر اِس کے بھائی کے بارے میں اِس سے پہلے ؟
فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪	پس اللہ ہی سب سے بہتر ہے حفاظت فرمانے والا۔
وَّ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾	اور وہی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔
وَ لَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ	اور جب اُنھوں نے کھولا اپنا سامان
وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ	اور پایا اپنی ادا کردہ قیمت کو کہ وہ لوٹا دی گئی ہے اُنہیں
قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ	کہنے لگے اے ہمارے والد ! اور کیا چاہیے ہمیں؟
هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ	یہ ہے ہماری ادا کردہ قیمت جو لوٹا دی گئی ہے ہمیں

وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا	اور ہم تو غلہ لائیں گے اپنے گھر والوں کے لیے
وَنَحْفَظُ اَخَانَا	اور حفاظت کریں گے اپنے بھائی کی
وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ	اور لائیں گے اضافی غلہ
ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾	یہ بہت آسان غلہ لانا ہے۔
قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ	فرمایا یعقوب علیہ السلام نے میں ہر گز نہیں بھیجوں گا اُسے تمہارے ساتھ
حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ	یہاں تک کہ تم کرو مجھ سے پختہ عہد اللہ کا
لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ	تم ضرور لے کر آؤ گے اُسے میرے پاس
اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ	سوائے اِس کے کہ گھیر لیا جائے تمہیں
فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ	تو جب اُنہوں نے کیا آپ علیہ السلام سے اپنا پختہ عہد
قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾	فرمایا آپ علیہ السلام نے اللہ اُس پر جو ہم کہہ رہے ہیں ضامن ہے۔

مصر سے واپسی پر حضرت یعقوب علیہ السلام کو اُن کے بیٹوں نے بتایا کہ ہمیں مصر سے غلہ آئندہ اِسی صورت میں ملے گا جب کہ بن یامین بھی ہمارے ساتھ جائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم پر اعتماد نہیں کر سکتا کیوں کہ اِس سے قبل تم یوسف علیہ السلام کے حوالے سے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچا چکے ہو۔ البتہ جب اُن کے بیٹوں نے اپنے سامان میں دیکھا کہ ادا شدہ قیمت واپس کر دی گئی ہے تو والد صاحب سے عرض کی کہ ایسا نفع کا معاملہ کیوں نہ دوبارہ کیا جائے۔ بہر حال جب اُنہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے اللہ تعالیٰ کو ضامن بنا کر عہد کیا کہ وہ بن یامین کی ہر ممکن حفاظت کریں گے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بن یامین کو مصر بھیجنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔

آیات ۶۷ تا ۶۸

تدبیر اور تقدیر میں حسین توازن

وَ قَالَ یٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ	اور فرمایا یعقوب علیہ السلام نے اے میرے بچو! (مصر میں) مت داخل ہونا ایک دروازہ سے
وَّ ادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ	اور داخل ہونا مختلف دروازوں سے
وَ مَاۤ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ	اور میں نہیں کام آسکتا تمہارے اللہ کے سامنے کچھ بھی
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ	نہیں ہے فیصلہ کرنے کا اختیار مگر اللہ ہی کا
عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ	اُسی پر میں نے بھروسا کیا ہے
وَ عَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾	اور اُسی پر بھروسا کرنا چاہیے بھروسا کرنے والوں کو۔
وَ لَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَیْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ	اور جب وہ داخل ہوئے مصر میں اُسی طرح جیسے حکم دیا تھا اُنہیں اُن کے والد نے
مَا كَانَ یُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ	اور آپ علیہ السلام نہیں کام آسکتے تھے اُن کے اللہ کے سامنے کچھ بھی
اِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ	سوائے اِس کے کہ ایک احتیاط تھی یعقوب علیہ السلام کے جی میں، پورا کیا اُنہوں نے جسے
وَ اِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ	اور بلاشبہ وہ یقیناً بڑے علم والے تھے اُس علم کی بنیاد پر جو ہم نے سکھایا تھا اُنہیں

ع ۸ ۱۱ ۲ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع	اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اِن آیات میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا تدبیر اور تقدیر کے درمیان حسین توازن قائم کرنے کا بیان ہے۔ یہ دراصل علمِ حقیقت کے اُس فیضان کا نتیجہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن پر ہوا تھا۔ بیٹوں کو مصر کی طرف رخصت کرتے ہوئے اُنہوں نے ہدایت دی کہ کسی کے اندیشہ یا حسد سے بچنے کے لیے تم مصر میں ایک ساتھ داخل ہونے کے بجائے جدا جدا راستوں سے داخل ہونا۔ البتہ میری یہ تدبیر تقدیر کے لکھے کو ٹال نہیں سکتی۔ ہو گا وہی جو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھا ہے مجھے اپنی تدبیر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طے کردہ تقدیر پر بھروسہ ہے۔

آیات ۶۹ تا ۷۲

برادرانِ یوسف علیہ السلام پر چوری کا شبہ

وَ لَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ	اور جب بھائی حاضر ہوئے یوسف علیہ السلام کی خدمت میں
اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ	یوسف علیہ السلام نے اپنے پاس ٹھہرایا اپنے بھائی (بن یامین) کو
قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾	فرمایا بے شک میں تمہارا بھائی ہوں پس غم نہ کرو اُس پر جو (سوتیلے) بھائی کرتے رہے ہیں۔
فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ	پھر جب یوسف علیہ السلام نے تیار کر دیا اُنہیں اُن کے سامان کے ساتھ
جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ	رکھ دیا ایک خاص پیالہ اپنے بھائی کے سامان میں
ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ	پھر پکارا ایک پکارنے والا
اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾	اے قافلے والو! بلاشبہ تم یقیناً چور ہو۔

قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ	کہا قافلے والوں نے اور وہ متوجہ ہوئے یوسفؑ کے خادموں کی طرف
مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾	کیا چیز آپ لوگ گم پا رہے ہیں؟
قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ	اُنہوں نے کہا ہم گم پا رہے ہیں بادشاہ کا پیالہ
وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ	اور اُس کے لیے جو وہ پیالہ لے آیا ایک اونٹ پر لادے جانے والا غلہ انعام ہوگا
وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾	اور میں اِس کا ضامن ہوں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے چھوٹے بھائی بن یامین سمیت مصر میں آئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے پاس ٹھہرایا اور بتادیا کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔ ماضی میں بڑے بھائیوں نے جو ظلم و ستم کیا ہے اُس پر غم نہ کرو، اب آزمائش ختم ہونے کا وقت قریب آرہا ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے تمام بھائیوں کے لیے الگ الگ تھیلوں میں خوراک لے جانے کا انتظام فرمادیا۔ اِس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس پیالے کو بن یامین کے سامان میں رکھ دیا جس کے ذریعے خوراک ناپ کر دی جاتی تھی۔ پیالہ غائب ہونے پر خوراک تقسیم کرنے والے کارندوں کو تشویش ہوئی اور اُنہوں نے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں پر پیالہ چوری کرنے کا شبہ ظاہر کیا۔ ساتھ ہی ترغیب دی کہ جو کھویا ہوا پیالہ لے آیا اُسے اتنی خوراک انعام کے طور پر دی جائے گی جو ایک اونٹ اٹھا سکتا ہے۔

آیات ۷۳ تا ۷۶

تقدیر کا حیران کن فیصلہ

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ	برادرانِ یوسف علیہ السلام نے کہا اللہ کی قسم تم خوب جانتے ہو

مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ	کہ ہم اِس لیے نہیں آئے کہ فساد برپا کریں زمین میں
وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾	اور نہ ہی ہم چور ہیں۔
قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾	خادمینِ یوسف علیہ السلام نے کہا پھر کیا سزا ہو گی اُس (چور) کی اگر تم ہوئے جھوٹے؟
قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ	برادرانِ یوسف علیہ السلام نے کہا اُس کا بدلہ وہ ہے پایا جائے پیالہ جس کے سامان میں
فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ	پھر وہی ہو گا اُس کا بدلہ
كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾	اِسی طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں ظالموں کو۔
فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ	تو تلاشی لینی شروع کی یوسف علیہ السلام نے بڑے بھائیوں کے سامان کی قبل اِس کے کہ تلاشی لیتے چھوٹے بھائی کے سامان کی
ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ	پھر نکال لیا پیالہ چھوٹے بھائی کے سامان میں سے
كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ	اِس طرح ہم نے تدبیر کی یوسف علیہ السلام کے لیے
مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِيْنِ الْمَلِكِ	ممکن نہیں تھا کہ وہ روک سکتے اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون میں
اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ	سوائے اُس کے جو چاہے اللہ
نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ	ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے ہم چاہتے ہیں

وَ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۶﴾	اور ہر صاحبِ علم سے برتر ایک اور علم رکھنے والا ہوتا ہے۔

برادرانِ یوسف علیہ السلام نے چوری کے الزام کی تردید کی۔ ساتھ ہی کہا کہ اگر ہم میں سے کسی کے تھیلے میں سے مسروقہ پیالہ برآمد ہو تو تم اُسے اپنا غلام بنالینا۔ ہماری شریعت میں چور کی یہی سزا ہے۔ پیالہ بن یامین کے تھیلے سے برآمد ہوا اور یوں تقدیر نے بن یامین کے لیے مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس ٹھہرنے کی سبیل کر دی۔ بادشاہ کے دین یعنی قانون کے تحت وہ بھائی کو مصر میں نہیں روک سکتے تھے۔ دین کے بنیادی معنی بدلہ ہیں۔ بدلہ کسی قانون کے تحت ہوتا ہے۔ لہٰذا قانون کے لیے بھی لفظ دین استعمال ہوتا ہے جیسا کہ آیت ۷۶ میں ہوا ہے۔ پھر قانون نظام کے تحت بنتا ہے، اِسی لیے قرآنِ حکیم نے نظام کے لیے بھی دین کا لفظ استعمال فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۔ (الانفال: ۳۹)

''اور اے مسلمانو جنگ کرو اُن سے یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور نظام کل کا کل اللہ کے لیے ہو جائے''۔

آیات ۷۷ تا ۷۹

حضرت یوسف علیہ السلام کی اعلیٰ ظرفی

قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ	برادرانِ یوسف علیہ السلام نے کہا اگر بن یامین نے چوری کی ہے تو یقیناً چوری کر چکا ہے اِس کا بھائی یوسف علیہ السلام اِس سے پہلے
فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ	تو چھپائی اصل بات یوسف علیہ السلام نے اپنے جی میں
وَ لَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ	اور ظاہر نہیں کیا اُسے اُن پر
قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ	اور کہا (جی میں) بلکہ تم ہی ہو بدتر درجہ میں

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾	اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے اُسے جو تم بیان کر رہے ہو۔
قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ	بھائیوں نے کہا کہ اے عزیز !
اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا	بے شک اِس کے ایک بڑے بوڑھے والد ہیں
فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ	سو پکڑ لیجیے کسی کو ہم میں سے اِس کی جگہ
اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾	بے شک ہم دیکھتے ہیں آپ کو احسان کرنے والوں میں سے۔
قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ	فرمایا یوسف علیہ السلام نے اللہ کی پناہ کہ ہم پکڑ لیں اُس کے سوا، ہم نے پائی اپنی چیز جس کے پاس
ع ۹ ۱۱ ۳ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع	بے شک ہم اِس صورت میں تو ہوں گے ظالم۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے بن یامین کے ساتھ ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام پر بھی چوری کرنے کا بہتان لگایا۔ بھائیوں کی طرف سے پہلے زیادتی اور اب تہمت لگانے کے باوجود حضرت یوسف علیہ السلام نے اعلیٰ اخلاقی ظرف اور کمالِ صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ انتقام لینے کی قدرت رکھنے کے باوجود بے قابو نہ ہوئے اور اصل حقیقت اُن پر ظاہر نہ ہونے دی۔ پھر بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے درخواست کی کہ بن یامین کی بجائے کسی اور کو چوری کی سزا میں پکڑ لیا جائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ فرماتے ہوئے کہ سزا اُس کو نہیں ملنی چاہیے جس کا جرم سے کوئی تعلق ہی نہ ہو، بھائیوں کی درخواست قبول نہیں فرمائی۔

آیت ۸۰ تا ۸۲

حضرت یعقوب علیہ السلام کے لیے بن یامین کی جدائی کا صدمہ

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ	پھر جب برادرانِ یوسف علیہ السلام مایوس ہوگئے یوسف علیہ السلام سے
خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ	وہ علاحدہ ہوئے مشورہ کرنے کے لیے
قَالَ كَبِيْرُهُمْ	کہا اُن کے بڑے بھائی نے
اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ	کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے والد نے لیا تھا تم سے پختہ عہد اللہ کا؟
وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ	اور اِس سے پہلے جو تم نے کوتاہی کی تھی یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں
فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ	سو میں ہرگز نہیں ہلوں گا اِس زمین سے
حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ	یہاں تک کہ اجازت دیں مجھے میرے والد
اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ	یا فیصلہ فرمادے اللہ میرے لیے
وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸۰	اور وہ بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔
اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ	لوٹ جاؤ اپنے والد کی طرف
فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ	پھر کہو اے ہمارے والد! بے شک آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے

وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا	اور ہم نے گواہی نہیں دی مگر اُسی کی جو ہم نے جانا
وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾	اور ہم نہیں ہیں غیب کی باتوں کی حفاظت کرنے والے۔
وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا	پوچھ لیجیے اُس بستی والوں سے، ہم تھے جس میں
وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ	اور اُس قافلہ سے ہم آئے ہیں جس میں
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾	اور بے شک ہم یقیناً سچے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب بن یامین کی جگہ کسی اور بھائی کو بطورِ سزا مصر میں روک لینے سے انکار کیا تو بڑے بھائی نے چھوٹے بھائیوں کو اُن کے بعض سابقہ معاملات پر ملامت کی۔ پھر کہا کہ میں تو اب اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کا سامنا نہیں کر سکتا۔ تم والد صاحب کے پاس جا کر یہ افسوس ناک خبر اُنہیں سنا دو۔ بھائیوں نے جا کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو افسوس ناک خبر سے آگاہ کیا اور ہر ممکن طور پر اپنی سچائی کا یقین دلایا۔

آیات ۸۳ تا ۸۶

حضرت یعقوب علیہ السلام کا ردِّ عمل

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ	فرمایا یعقوب علیہ السلام نے بلکہ بنالی ہے تمہارے لیے تمہارے جیوں نے ایک بات
فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ	پس اب تو صبر ہی بہتر ہے۔
عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ	قریب ہے کہ اللہ لے آئے میرے پاس اُن سب کو

اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۸۳﴾	بے شک وہی سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ	اور آپ نے رُخ پھیر لیا بیٹوں سے
وَ قَالَ یٰۤاَسَفٰى عَلٰى یُوْسُفَ	اور پکار اہائے افسوس ! یوسف علیہ السلام پر
وَ ابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ	اور سفید ہو گئی تھیں اُن کی دونوں آنکھیں غم سے
فَهُوَ كَظِیْمٌ ﴿۸۴﴾	اور وہ اندر ہی اندر گھٹ رہے تھے۔
قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ یُوْسُفَ	بیٹوں نے کہا اللہ کی قسم آپ علیہ السلام تو برابر یاد ہی کرتے رہیں گے یوسف علیہ السلام کو
حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا	یہاں تک آپ ہو جائیں گے بالکل ہی کم زور
اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِیْنَ ﴿۸۵﴾	اور یا ہو جائیں گے ہلاک ہونے والوں میں سے۔
قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ	فرمایا یعقوب علیہ السلام نے بے شک میں شکوہ کرتا ہوں اپنے دکھ اور غم کا اللہ سے
وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾	اور میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جو تم نہیں جانتے۔

اِن آیات میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا بن یامین کی جدائی کی خبر کے حوالے سے ردِّ عمل کا ذکر ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے شدید صدمہ کے باوجود اِس امید کا اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ ضرور یوسف علیہ السلام، بن یامین اور اُن کے بڑے بھائی کو پھر سے اپنے والد سے ملانے کی صورت پیدا فرمادے گا۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی بنیاد پر جانتے تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور نوازے جائیں گے لیکن

اِس غم میں اندر ہی اندر گھل رہے تھے کہ نہ جانے اِس وقت وہ کہاں اور کس حال میں ہیں؟ مسلسل رونے کی وجہ سے اُن کی بینائی جاتی رہی تھی اور دونوں آنکھیں سفید ہو گئی تھیں۔ کسی سانحہ پر آنکھوں سے آنسو بہ جانا اور دل کا غمگین ہونا فطری عمل ہے اور ممنوع نہیں۔ البتہ زبان سے وہی بات کہی جائے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ پھر اپنے دکھوں کے بارے میں فریاد بھی اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں کرنی چاہیے۔

آیت ۸۷

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو

یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا	(فرمایا یعقوب علیہ السلام نے) اے میرے بیٹوں! جاؤ
فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَ اَخِیْهِ	اور سراغ لگاؤ یوسف علیہ السلام کا اور اُس کے بھائی کا
وَ لَا تَایْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ	اور مایوس نہ ہونا اللہ کی رحمت سے
اِنَّهٗ لَا یَایْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾	بلاشبہ مایوس نہیں ہوتے اللہ کی رحمت سے مگر کافر لوگ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے شدتِ غم کے باوجود امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور تلاش کرو یوسف علیہ السلام اور اُن کے بھائی کو۔ دیکھنا کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے مگر کافر۔ اِس پُرزور اور تاکیدی اسلوب کلام کی ضرورت اِس لیے تھی کہ اُنہی بیٹوں سے کام لینا تھا جو حضرت یوسف علیہ السلام کی بھیڑیے کے ذریعہ ہلاکت اور بنیامین کے قبضہ سے مالِ مسروقہ کے برآمد ہونے کی خبر دے چکے تھے۔ "مایوسی کفر ہے"، یہ حقیقت اِسی آیت سے اخذ شدہ ہے۔ بقول اقبال ؎

نہ ہو نوا میدِ، نو میدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں

آیات ۸۸ تا ۹۰

حاسدوں کے شر سے حفاظت کا ذریعہ ... تقویٰ اور صبر

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ	جب بھائی یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے
قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ	التجا کرنے لگے اے عزیز !
مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ	پہنچ چکی ہے ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو بڑی تکلیف
وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ	اور ہم لائے ہیں حقیر سی قیمت
فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ	پورا پورا دے دیں ہمیں غلہ اور کچھ صدقہ کر دیں ہم پر
اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾	بے شک اللہ بدلہ عطا فرمائے گا صدقہ کرنے والوں کو۔
قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَ اَخِيْهِ	فرمایا یوسف علیہ السلام نے کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کیا کیا تھا یوسف علیہ السلام اور اُس کے بھائی کے ساتھ
اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾	جب تم نادان تھے ؟
قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ	بھائی کہنے لگے کیا بے شک واقعی آپ علیہ السلام ہی یوسف علیہ السلام ہیں ؟
قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَآ اَخِيْ ۫	فرمایا یوسف علیہ السلام نے میں یوسف علیہ السلام ہوں اور یہ میرا بھائی ہے
قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ	یقیناً احسان فرمایا اللہ نے ہم پر

اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ	بے شک جو کوئی بھی اللہ کی نافرمانی سے بچتا ہے اور صبر کرتا ہے
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾	تو بے شک اللہ ضائع نہیں فرماتا نیکی کرنے والوں کا اجر۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی تیسری بار اُن کے سامنے حاضر ہوئے تو اپنے خاندان والوں کے اُس رنج و الم کا ذکر کیا جو تین افراد کی جدائی سے اُنہیں پہنچا ہے۔ مزید التجا کی کہ اُن کے پاس اب خوراک کے حصول کے لیے مطلوبہ قیمت بھی نہیں ہے، لہٰذا دستیاب قیمت قبول کر کے خوراک کا کچھ حصہ قیمتاً اور بقیہ حصہ صدقہ کے طور پر دے دیا جائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں کی لاچاری کی یہ کیفیت برداشت نہ کر سکے اور اُن سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے تم نے اپنے دورِ جاہلیت میں یوسف علیہ السلام اور اُس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا؟ بھائیوں نے حیرت سے پوچھا کیا آپ یوسف علیہ السلام ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا جی ہاں! پھر اخلاق کی بلندی اِس طرح ظاہر کی کہ بھائیوں کو اُن کے جرم سے تو آگاہ کیا تا کہ اُن کی اصلاح ہو اور وہ توبہ و استغفار کریں لیکن نہ ملامت کی اور نہ ہی کسی برے لقب سے پکارا بلکہ فرمایا تم نے یہ جرم اُس وقت کیا تھا جب تم نادان تھے۔ پھر اِس حقیقت سے آگاہ کیا کہ تقویٰ اور صبر سے انسان حاسدوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

آیات ۹۱ تا ۹۳

بھائیوں کا اعترافِ خطا اور یوسف علیہ السلام کا عفو و درگذر

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا	برادرانِ یوسف علیہ السلام نے کہا اللہ کی قسم! یقیناً پسند فرما لیا اللہ نے آپ علیہ السلام کو ہم پر
وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾	اور بے شک ہم ہی تھے یقیناً خطاکار۔
قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ	فرمایا یوسف علیہ السلام نے نہیں ہے کوئی الزام تم پر آج کے دن

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫	معاف فرمائے اللہ تمہیں
وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾	اور وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔
اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا	لے جاؤ میرا یہ کرتا
فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ	پھر اِس کو ڈال دو میرے والد کے چہرے پر
يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ	وہ ہو جائیں گے دیکھنے والے
ع ۱۴ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع	اور لے آؤ میرے پاس اپنے گھر والے سب کے سب۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اُن سے اپنے کیے کی معافی مانگی اور اعتراف کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اعلیٰ مقام و مرتبہ کے لیے چن لیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو معاف فرما دیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی بخشش کی امید دلائی۔ اُنہیں اپنا کُرتا دیا اور فرمایا کہ اِسے جا کر والد صاحب کے چہرے پر ڈال دو۔ اِس کُرتے سے اُنہیں میری خوشبو محسوس ہو گی اور اُن کی بینائی لوٹ آئے گی۔ پھر اپنے تمام اہل و عیال کو لے کر مصر آ جاؤ۔

آیات ۹۴ تا ۹۸

حضرت یعقوب علیہ السلام کی آزمائش کا حسین اختتام

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ	اور جب روانہ ہوا قافلہ (مصر سے)
قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ	فرمایا اُن کے والد (یعقوب علیہ السلام نے فلسطین میں) بے شک میں یقیناً محسوس کر رہا ہوں یوسف علیہ السلام کی خوشبو
لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾	اگر یہ نہ ہو کہ تم بہکا ہوا سمجھو مجھے۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾	گھر والوں نے کہا اللہ کی قسم بے شک آپ علیہ السلام تو یقیناً پرانی بھول میں ہیں۔
فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ	پھر جب آیا بشارت دینے والا
اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ	اُس نے ڈالا یوسف علیہ السلام کا کرتا یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر
فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ	تو وہ ہو گئے پھر سے دیکھنے والے
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ	فرمایا کیا میں نے نہیں کہا تھا تم سے
اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾	بے شک میں وہ کچھ جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے۔
قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ	بیٹوں نے کہا اے ہمارے ابا جان! بخشش مانگیے ہمارے لیے ہمارے گناہوں کی
اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾	بے شک ہم خطاکار تھے۔
قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۚ	فرمایا یعقوب علیہ السلام نے میں عن قریب بخشش مانگوں گا تمہارے لیے اپنے رب سے
اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾	بے شک وہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا کُرتا آنے سے قبل ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس ہونا شروع ہو گئی۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کا کُرتا اُن کے چہرے پر ڈالا گیا تو اُن کی بینائی لوٹ آئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے والدِ محترم کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ زیادتی کرنے کا اعتراف کیا اور اُن سے درخواست کی کہ وہ اللہ تعالیٰ

سے اُن کے لیے بخشش کی دعا کریں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا وہ عنقریب اللہ تعالیٰ سے اپنے بیٹوں کے لیے بخشش کا سوال کریں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فوری استغفار کی دعا کرنے کا وعدہ نہیں کیا۔ وہ جاننا چاہتے تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو معاف کیا ہے یا نہیں۔ کیوں کہ زیادتی کی گئی تھی حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ اور یہ معاملہ حقوق العباد کا ہے۔ بخشش کی دعا اُسی وقت قبول ہونے کا امکان ہے جب وہ شخص معاف کر دے جس کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے۔

آیت ۹۹

بنی اسرائیل کی مصر آمد

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ	پھر جب وہ پہنچے یوسف علیہ السلام کے سامنے
اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ	جگہ دی یوسف علیہ السلام نے اپنے پاس اپنے والدین کو
وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾	اور کہا داخل ہو جاؤ مصر میں اگر اللہ نے چاہا تو پورے امن سے۔

اِس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے پورے خاندان کے ساتھ فلسطین سے مصر منتقل ہو گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کا خاص اکرام کیا اور اُنہیں اپنے ساتھ ٹھہرایا۔ تمام خاندان والوں کو امن و سکون سے مصر میں آباد ہونے کی دعوت دی۔ گویا یہود کے اِس سوال کا جواب دے دیا گیا کہ بنی اسرائیل فلسطین سے کس طرح مصر آ کر آباد ہوئے۔

آیت ۱۰۰

حضرت یوسف علیہ السلام کے حسین خواب کی تعبیر

وَ رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ	اور یوسف علیہ السلام نے اوپر بٹھایا اپنے والدین کو تخت پر

وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ	اور وہ سب گر پڑے یوسف علیہ السلام کے لیے سجدہ کرتے ہوئے
وَ قَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ	اور فرمایا یوسف علیہ السلام نے اے میرے والد! یہ ہے تعبیر میرے اُس خواب کی جو میں نے دیکھا تھا پہلے
قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ	واقعی کر دیا اُسے میرے رب نے سچا
وَ قَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ	اور یقیناً اُس نے احسان کیا مجھ پر جب اُس نے نکالا مجھے قید خانہ سے
وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ	اور لے آیا آپ سب کو گاؤں سے
مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ	اِس کے بعد کہ ناچاقی ڈال دی تھی شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان
اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ	بے شک میرا رب بڑا باریک بین ہے اُس کے لیے جو وہ چاہے
اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۰۰﴾	بے شک وہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

یہ آیت حضرت یوسف علیہ السلام کے اُس خواب کی تعبیر بیان کر رہی ہے جس میں اُنہوں نے دیکھا تھا کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے اُن کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ مصر آنے کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ اور گیارہ بھائیوں نے دربار میں حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے سجدہ تعظیمی ادا کیا۔ گویا یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا تخت نشین ہونا اور والدین و بھائیوں کا اُن کے لیے سجدہ ریز ہونا اِس بات کا مظہر ہے کہ اب حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہت کے منصب پر فائز ہو چکے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے اُن کے خواب کو سچ کر دکھایا بعد اِس کے کہ شیطان نے اُن

کے اور اُن کے بھائیوں کے درمیان دشمنی کی ایک صورت پیدا کر دی تھی۔ بلاشبہ ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اُس کی تدبیریں بڑی دوررس ہوتی ہیں۔ کوئی چھوٹا سا واقعہ ایک بڑی تبدیلی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شر میں سے خیر ظاہر فرما دیتا ہے۔ سچے مومن کی سیرت کا عجیب دلکش نقشہ حضرت یوسف علیہ السلام کے طرزِ عمل میں نظر آتا ہے۔ والدین سے ملاقات میں بھائیوں کے حوالے سے کوئی گلہ یا شکوہ نہیں کیا، نہ ہی اپنے دیگر دکھوں کی داستانِ غم سنائی بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کیا۔ قید خانہ کا ذکر کیا لیکن کنویں کا ذکر نہیں کیا تاکہ بھائی شرمندہ نہ ہوں۔ پھر زیادتی کا الزام بھی بھائیوں کو نہیں بلکہ شیطان کو دیا۔ گویا بھائیوں کی طرف سے زیادتی کی صفائی بھی خود ہی پیش کر دی۔

آیت ۱۰۱

حضرت یوسف علیہ السلام کی ایمان افروز دُعا

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ	اے میرے رب! یقیناً تو نے عطا کیا ہے مجھے بادشاہت میں سے
وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ	اور تو نے سکھایا ہے مجھے باتوں کی حقیقت کے علم میں سے
فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۫	اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے!
اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ	تو ہی میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں
تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا	وفات دینا مجھے فرماں برداری کی حالت میں
وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾	اور ملا دے مجھے نیک بندوں کے ساتھ۔

اِس آیت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی ایمان افروز دُعا کا بیان ہے۔ پھر صرف دُعا ہی نہیں بلکہ دُعا مانگنے کا سلیقہ بھی سکھایا گیا ہے۔ دعا کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام نے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کے احسانات اور اُس کی عظمت بیان فرمائی، پھر اپنی عاجزی کا اعتراف کیا

اور اِس کے بعد اللہ تعالیٰ سے خاتمہ بالخیر اور نہ صرف وفات کے بعد بلکہ روزِ قیامت بھی صالحین کی قربت کا سوال کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی اِس دعا سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اُنہوں نے موت کی دعا مانگی ہے۔ اُنہوں نے ایسی زندگی کی دعا مانگی ہے جس کا خاتمہ اسلام یعنی اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری پر ہو۔

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴

حق واضح ہونے کے باوجود بھی اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ	(اے نبی ﷺ!) یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے
نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ	ہم وحی کر رہے ہیں جسے آپ ﷺ کی طرف
وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ	اور نہیں تھے آپ ﷺ اُن کے پاس جب اُنہوں نے اتفاق کر لیا اپنے معاملے پر
وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾	اور جب وہ خفیہ تدبیر کر رہے تھے۔
وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾	اور نہیں ہیں اکثر لوگ اور اگرچہ آپ ﷺ کتنا ہی چاہیں ایمان لانے والے۔
وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ	اور نہیں طلب کرتے آپ ﷺ اُن سے اِس تبلیغِ قرآن پر کوئی اجر
ع ۱۱ ۵ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع	نہیں ہے قرآن مگر ایک نصیحت تمام جہان والوں کے لیے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کے لیے دل جوئی کا مضمون ہے۔ آپ ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ ماضی کے واقعات کا بیان اِس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اِسی کی بنیاد پر یہ واقعات بیان کر رہے ہیں اور پوچھے گئے سوالات کا جواب دے رہے ہیں۔ البتہ سوال پوچھنے والوں کی اکثریت کا مقصد حق سمجھنا نہیں بلکہ صرف آپ ﷺ کو زچ کرنا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ ذہنی طور پر تیار رہیں کہ وہ حق سامنے آنے کے باوجود اُسے قبول نہ کریں گے۔ قریش اور یہود کو اُن کے اِس سوال کا حکیمانہ جواب دے دیا گیا کہ بنی اسرائیل فلسطین سے مصر کیسے آئے؟ لیکن پھر بھی اُن کی اکثریت ایمان نہیں لائے گی۔ البتہ آپ ﷺ کو اِس سے غمگیں نہ ہونا چاہیے۔ آپ ﷺ کا مقصد تو بغیر کسی غرض کے جہان والوں کو حق کی یاد دہانی کرانا ہے۔

آیت ۱۰۵

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے غفلت کا جرم

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اور کتنی ہی نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین میں
يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا	وہ گزرتے ہیں اُن پر سے
وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾	اور وہ اُن سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔

اِس آیت کا مقصد لوگوں کو اُن کی غفلت پر متنبہ کرنا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا معاملہ قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح شر میں سے بہت بڑا خیر ظاہر فرما دیا۔ حاسدوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نقصان پہنچانا چاہا لیکن اُن کے اِسی عمل نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عظیم مقام کا حامل بنا دیا۔ لوگ ایسی کئی اور نشانیاں بھی چاروں طرف دیکھتے ہیں لیکن پھر بھی حق سے اعراض ہی کیے جاتے ہیں۔ زمین اور آسمان میں ہر مخلوق محض ایک شے نہیں بلکہ قدرت کی ایک نشانی بھی ہے۔ جو لوگ اسے محض ایک شے ہونے کی حیثیت سے دیکھتے ہیں، وہ انسان کا سادیکھنا نہیں بلکہ جانوروں کا سادیکھنا دیکھتے ہیں۔ درخت کو درخت، پہاڑ کو پہاڑ اور پانی کو پانی تو جانور بھی دیکھتا ہے اور اِن سے فائدہ اٹھانا بھی جانتا ہے۔ انسان کو جو خالق نے عظیم صلاحیتیں دی ہیں تو اُسے چاہیے کہ اِن نشانیوں پر غور کر کے

حقیقت کا سراغ لگائے۔ اِن نشانیوں کے خالق کی معرفت حاصل کرے اور اُس کی عطا کردہ ان نعمتوں کا شکر بجالائے۔ افسوس! اِس معاملہ میں اکثر انسان غفلت برت رہے ہیں اور یہی غفلت اُن کی گمراہی کا سبب ہے۔

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۷

ایمان لانے والوں کی اکثریت شرک کرتی ہے

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ	اور نہیں ایمان لاتے اُن میں سے اکثر اللہ پر
اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾	مگر اِس حالت میں کہ وہ شرک کرنے والے ہوتے ہیں
اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ	تو کیا وہ بے خوف ہوگئے ہیں اِس سے کہ آئے اُن پر کوئی چھا جانے والی آفت اللہ کے عذاب میں سے
اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً	یا آئے اُن پر قیامت اچانک
وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾	اور وہ اُس کا گمان بھی نہ کرتے ہوں۔

اِن آیات میں خبردار کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں کی اکثریت شرک کا ارتکاب کر بیٹھتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے باوجود ذات، صفات یا حقوق کے اعتبار سے کسی اور کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر ہی دیتے ہیں۔ بقول اقبال ؎

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

دولت، شہرت، وطن، باطل نظریہ، خواہشاتِ نفس یا کسی نیک ہستی کو معبود بنانے والوں کو اپنی روش سے توبہ کرنی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ اُن پر اچانک اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے یا قیامت ٹوٹ پڑے اور وہ بے خبر ہی ہوں۔ کسی انسان کو خبر نہیں کہ اُس کی مہلتِ حیات کب تک ہے؟ نہیں معلوم کہ کب اچانک وہ کہاں اور کس حال میں پکڑ لیا جائے؟ لہٰذا دانش مندی یہ ہے کہ فوری طور پر

شرک اور دیگر گناہوں سے توبہ کر کے زندگی کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق بسر کرنے کا فیصلہ کر لیا جائے۔

آیت ۱۰۸

اتباعِ رسول ﷺ کا تقاضا ... دعوت الی اللہ

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ	اے نبی ﷺ! فرما دیجیے میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں بلاتا ہوں اللہ کی طرف
عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ	واضح دلیل پر ہوں میں اور وہ بھی جو میری پیروی کرتے ہیں
وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ	اور پاک تو صرف اللہ ہے
وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۰۸	اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے۔

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دینا نبی اکرم ﷺ کا راستہ ہے۔ یہ عمل لوگوں کو دائمی عذاب سے بچانے والا اور داعی کے لیے صدقۂ جاریہ ہے۔ گویا اِسی میں داعی اور مخاطب دونوں کی خیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع کرنے والے، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہے ہوتے ہیں۔ معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحب اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''کلبی اور ابن زید نے فرمایا کہ اِس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص رسول کریم ﷺ کے اتباع کا دعوی کرے اُس پر لازم ہے کہ آپ ﷺ کی دعوت کو لوگوں میں پھیلائے اور قرآن کی تعلیم کو عام کرے۔ (مظہری)''

البتہ داعی خود کو بڑا پاکیزہ اور پارسانہ سمجھے۔ ہر اعتبار سے پاک ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور ہمیں اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرنا چاہیے۔

آیات ۱۰۹ تا ۱۱۰

تمام رسول علیہم السلام انسان ہی تھے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا	اور اے نبی ﷺ! ہم نے نہیں بھیجے آپ ﷺ سے پہلے مگر کچھ مرد
نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ	ہم وحی کرتے تھے جن کی طرف بستیوں والوں میں سے
اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ	تو کیا وہ نہیں چلے پھرے زمین میں
فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ	پس دیکھتے کہ کیسا ہوا انجام اُن لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے؟
وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ	اور یقیناً آخرت کا گھر بہتر ہے اُن کے لیے جو پرہیزگاری اختیار کریں
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾	تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟
حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ	یہاں تک کہ جب ناامید ہو گئے رسول علیہم السلام (قوموں سے)
وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا	اور قوموں نے گمان کیا کہ بے شک اُن سے یقیناً جھوٹ کہا گیا تھا
جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ	تو آ گئی رسولوں علیہم السلام کے پاس ہماری مدد
فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ	پھر نجات دی گئی اُسے جسے ہم چاہتے تھے

وَ لَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۱۰﴾	اور نہیں ٹالا جاسکتا ہمارا عذاب مجرم قوم سے۔

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کی دل جوئی کر رہی ہیں۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ مخالفین آپ ﷺ کے انسان ہونے پر اعتراض کرتے ہیں حالاں کہ آپ ﷺ سے پہلے بھی جو رسول علیہ السلام آئے وہ انسان ہی تھے۔ اُن کے سینوں میں بھی دل تھے جو لوگوں کی ایذا رسانیوں سے تڑپ اُٹھتے تھے۔ وہ ظلم و ستم کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مدد فرماتا تھا اور رسولوں علیہم السلام کو ستانے والے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہ سکتے تھے۔ اِس کے برعکس رسولوں علیہم السلام کی دعوت پر ایمان لانے والوں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے والوں اور ہر آزمائش میں صبر کرنے والوں کو آخرت کے ایسے بدلہ کی بشارت دی گئی جو دائمی بھی ہوگا اور بہتر بھی۔ آیت ۱۱۰ کی تفسیر کے حوالے سے بخاری شریف میں روایت ہے کہ:

"سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اِس آیت کا مطلب پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا کہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں علیہم السلام کو جن لوگوں نے مانا اور اُن کی تصدیق کی، جب ایک مدت دراز تک اُن پر آفت اور مصیبت آتی رہی اور اللہ تعالیٰ کی مدد آنے میں دیر ہو گئی اور پیغمبر علیہم السلام جھٹلانے والوں کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے اور یہ گمان کرنے لگے کہ جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اب وہ بھی ہمیں جھوٹا سمجھنے لگیں گے، اُس وقت اللہ تعالیٰ کی مدد آن پہنچی"۔

آیت ۱۱۱

قرآن کے واقعات میں درسِ عبرت ہے

لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ	بلا شبہ پیغمبروں علیہم السلام کی داستانوں کے بیان میں
عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؕ	سبق آموزی ہے سمجھ داروں کے لیے
مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی	نہیں ہے یہ قرآن ایسی بات جو کہ گھڑ لی جائے
وَ لٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ	اور لیکن یہ تو تصدیق ہے اُس کلام کی جو اِس سے پہلے آیا ہے

وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ	اور تفصیل ہے ہر چیز کی (یعنی قرآن میں ہر اس چیز کی تفصیل موجود ہے جس کی دین میں انسان کو ضرورت ہے)۔
ع ۱۲/۶ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾	اور ہدایت اور رحمت ہے اُن کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ قرآنِ حکیم کے بیان کردہ واقعات میں لوگوں کے لیے درسِ عبرت ہے۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو حاسدین نے دربدر کر کے کنویں میں ڈال دیا لیکن بعد میں عاجزی کے ساتھ اُن کے سامنے حاضر ہوئے۔ اِسی طرح مکہ والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کریں گے لیکن ایک روز اُن کے سامنے ندامت کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ تقویٰ اور صبر کی صفات رکھنے والے ہی سرخرو ہوتے ہیں۔ قرآنِ حکیم اِس حقیقت کو کھول کھول کر مختلف اسالیب سے بیان فرماتا ہے۔ ایمان لانے والوں کے لیے اِس کتاب میں ہر اُس بات کی تفصیل موجود ہے جو اُن کی ہدایت کے لیے ضروری ہے۔ پھر یہی کتاب اُن کے لیے رحمت کا پیغام ہے۔

سورۃُ الرعد

☆آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱تا۱۶ توحیدِ باری تعالی
- آیات ۱۷تا۲۶ حق و باطل کی کشمکش
- آیات ۲۷تا۴۳ ایمان بالرسالت

آیت ۱

قرآنِ حکیم سراپا حق ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓرٰ ۚ	الف۔لام۔ میم۔را
تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ	یہ کتاب کی آیات ہیں
وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ	اور وہ جو نازل کیا گیا ہے آپ ﷺ کی طرف آپ ﷺ کے رب کی طرف سے وہ حق ہے
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱	اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اِس آیت میں عظمتِ قرآن کا بیان ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ جو کتاب آپ ﷺ پر نازل کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سراپا حق ہے۔ البتہ تعجب کی بات یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت اِس صاف اور واضح حقیقت پر ایمان لانے سے محروم رہے گی۔

آیات ۲ تا ۴

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے شاہ کار

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا	اللہ وہ ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے (جیسا کہ) تم دیکھتے ہو اُنہیں
ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ	پھر وہ بیٹھا تختِ حکومت پر
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ	اور اُس نے کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو
كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ	ہر ایک حرکت کر رہا ہے ایک مقررہ وقت کے لیے
یُدَبِّرُ الْاَمْرَ	وہ تدبیر کرتا ہے ہر کام کی
یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ	وضاحت فرماتا ہے آیات کی
لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۲	تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو۔
وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ	اور وہی ہے جس نے پھیلا دیا زمین کو
وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ	اور بنائے اُس میں پہاڑ اور نہریں
وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ	اور تمام پھلوں میں سے بنائے اُس میں جوڑے دو دو قسم کے
یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ	ڈھانپ لیتا ہے رات سے دن کو
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۴	اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔
وَ فِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ	اور زمین میں ٹکڑے ہیں ایک دسرے سے ملے ہوئے
وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ	اور باغات ہیں انگوروں کے
وَّ زَرْعٌ	اور کھیتی ہے
وَّ نَخِيْلٌ صِنْوَانٌ	اور کھجور کے درخت ہیں کئی تنوں والے
وَّ غَيْرُ صِنْوَانٍ	اور ایک تنے والے
يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫	اُنہیں سیراب کیا جاتا ہے ایک ہی پانی سے
وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ	اور ہم فضیلت دیتے ہیں اُن میں سے بعض کو بعض پر ذائقے میں
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو سمجھتے ہیں۔

اِن آیات میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی تخلیق کے کئی شاہ کاروں کا ذکر ہے :

1. اُس نے اتنا بڑا اور بلند آسمان بغیر ستونوں کے قائم کر رکھا ہے۔
2. وہی اتنی بڑی کائنات کا حاکم ہے اور کائنات میں ہر کام اُسی کے اذن سے ہو رہا ہے۔
3. وہ سورج اور چاند کو ایک خاص ضابطہ کے تحت گردش دے رہا ہے۔
4. وہی کائنات کے تمام معاملات کی تدبیر فرما رہا ہے اور جملہ مخلوقات کی ضروریات پوری فرما رہا ہے۔
5. اُس نے وسیع و عریض زمین کو پھیلا دیا اور اُس میں بلند پہاڑ اٹھائے اور گہرے دریا و نہریں بہا دیں۔

6. اُسی نے ہر طرح کے پھل اور میوے جوڑوں کی صورت میں پیدا فرمائے۔
7. وہی ہے جس نے رات اور دن کا الٹ پھیر ایک باقاعدگی کے ساتھ جاری فرمایا۔
8. اُسی نے زمین کو مختلف قطعات میں تقسیم کیا۔ کہیں کھیت ہیں، کہیں باغ، کہیں معدنیات یا دیگر مفید اشیاء کے ذخائر۔
9. وہی انگوروں اور کھجوروں کے باغ اگاتا ہے۔
10. اُس نے ایک ہی جڑ سے کھجور کے دو درخت اگائے لیکن اُن کے پھلوں کے ذائقے اور لذتیں مختلف کر دیں۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے یہ شاہ کار ایک طرف غور و فکر کرنے والوں کے لیے حصولِ معرفتِ ربانی اور اللہ کے لیے تشکر کے جذبات پیدا کرنے کا بڑا مؤثر ذریعہ ہیں۔ دوسری طرف ثابت کر رہے ہیں کہ جو ہستی نظام کائنات کو انتہائی حکمت کے ساتھ چلا رہی ہے، اُس نے انسان کو بھی بے لگام نہیں چھوڑ دیا۔ اُس کے عدل اور حکمت کا تقاضا ہے کہ نافرمانوں کو اُن کی بد کرداریوں کی سزا دے اور فرماں برداروں کو اُن کی نیکیوں کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ لہٰذا از روئے عدل و حکمت بدلہ کے دن یعنی آخرت کا آنا ضروری ہے۔

آیات ۵ تا ۷

تعجب ہے کافروں کے اعتراض پر!

وَ اِنۡ تَعۡجَبۡ فَعَجَبٌ قَوۡلُهُمۡ	اے نبی ﷺ! اور اگر آپ ﷺ تعجب کریں تو عجیب ہے اِن کی یہ بات
ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا	کیا جب ہم ہو جائیں گے مٹی
ءَاِنَّا لَفِىۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ؕ	کیا بے شک ہم واقعی نئی تخلیق میں ہوں گے؟
اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ ۚ	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کے ساتھ
وَ اُولٰٓئِكَ الۡاَغۡلٰلُ فِىۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ ۚ	اور یہی لوگ ہیں کہ طوق ہوں گے اِن کی گردنوں میں

وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	اور یہی جہنم والے ہیں۔
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۵	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ	اور وہ جلدی طلب کرتے ہیں آپ ﷺ سے برائی کو بھلائی سے پہلے
وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ	حالاں کہ یقیناً گزر چکی ہیں اُن سے پہلے عبرت ناک مثالیں
وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ	اور بے شک آپ ﷺ کا رب یقیناً بہت بخشنے والا ہے لوگوں کے لیے اُن کے ظلم کے باوجود
وَ اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۶	اور بے شک آپ ﷺ کا رب یقیناً بہت سخت سزا دینے والا ہے۔
وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ	کیوں نہ نازل کیا گیا اُن پر کوئی معجزہ اُن کے ربّ کی طرف سے؟
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ	بے شک آپ ﷺ تو ہیں ہی خبردار کرنے والے
ع ۷ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۷ ع	اور ہر قوم کے لیے ایک ہدایت پہنچانے والا ہے۔

یہ آیات کافروں کی اِس بات پر اظہارِ تعجب کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کے مرنے اور اُس کی ہڈیوں کے مٹی میں مل کر مٹی ہونے کے بعد اُسے دوبارہ کیسے زندہ کرے گا؟ ایسے لوگ اصل میں اللہ تعالیٰ کے ہر چیز پر قادر ہونے کا یقین نہیں رکھتے۔ اگر ایمان نہ

لائے تو دردناک عذاب کا شکار ہو کر رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو اُن پر رحم کرنا چاہتا ہے لیکن یہ ہٹ دھرمی سے اُس کا عذاب مانگ رہے ہیں۔ اِن کے سامنے ماضی میں حق کو جھٹلانے والی سرکش قوموں کے عبرت ناک انجام کا ذکر آچکا ہے لیکن یہ حق کو تسلیم کرنے کی بجائے نبی اکرم ﷺ سے فرمائشی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا کام معجزے دکھا کر لوگوں کو زبردستی حق منوانا نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا اصل کام حق کا راستہ دکھانا اور آخرت میں جواب دہی کے حوالے سے خبردار کرنا ہے۔

آیات ۸ تا ۱۰

اللہ تعالیٰ کے علمِ کامل کا بیان

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى	اللہ جانتا ہے جو اُٹھائے ہوتی ہے ہر مادہ
وَ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ ؕ	اور جو سکڑتے ہیں رحم اور جو بڑھتے ہیں
وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝۸	اور ہر چیز کا اُس کے ہاں اندازہ ہے۔
عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ	وہ جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا
الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝۹	وہ بہت بڑا، نہایت بلند ہے۔
سَوَآءٌ مِّنْكُمْ	برابر ہے (اُس کے لیے) تم میں سے
مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ	جو چھپائے بات کو
وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ	اور جو ظاہر کرے اُسے
وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ	اور وہ جو چھپنے والا ہو رات کو
وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝۱۰	اور جو چلنے پھرنے والا ہو دن کو۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم کے حسبِ ذیل مظاہر کا بیان ہے :

1. اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہر مادہ کے رحم میں کیا پرورش پا رہا ہے؟ پھر بچے کے اعضا، اُس کی قوتوں، قابلیتوں، صلاحیتوں اور استعدادوں میں جو کچھ کمی یا زیادتی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ سب سے باخبر ہوتا ہے۔
2. کائنات میں ہر شے اپنی پوری مقدار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔
3. اللہ تعالیٰ ہر ظاہر اور ہر پوشیدہ شے یا خبر سے واقف ہے یعنی جس شے کو انسان اپنے حواس سے محسوس کر سکتا ہے اور جسے محسوس نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل اُس کے لیے یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔
4. انسان کسی بات کو ظاہر کرے یا چھپائے، اونچی آواز سے کہے یا سرگوشی کے انداز میں، اللہ تعالیٰ کو اُس کی ہر بات کا علم ہے۔
5. کوئی انسان دن میں سرگرمِ عمل ہو یا رات کی تاریکی میں کہیں چھپ گیا ہو، اللہ تعالیٰ اُس کے مقام اور حال سے باخبر ہے۔

آیت ۱۱

عذاب انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے آتا ہے

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ	انسان کے لیے یکے بعد دیگرے آنے والے فرشتے ہیں اُس کے آگے بھی اور اُس کے پیچھے بھی
يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ	وہ حفاظت کرتے ہیں اُس کی اللہ کے حکم سے
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ	بے شک اللہ نہیں بدلتا اُس نعمت کو جو کسی قوم کے پاس ہو
حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ	یہاں تک وہ بدل لیں وہ کیفیت جو اُن کے دلوں کی ہے

وَ اِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا	اور جب ارادہ کرتا ہے اللہ کسی قوم کو تکلیف پہنچانے کا
فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ	تو نہیں ہو سکتا اُس کا ٹالنا
وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾	اور نہ ہی اُن کے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار ہوتا ہے۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کی حفاظت کے لیے نگران فرشتے مقرر کر دیتا ہے۔ وہ موت کا وقت آنے تک اُس کی حفاظت پر مامور رہتے ہیں۔ البتہ کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اُسی وقت آتا ہے جب قوم اللہ کی ناشکری اور نافرمانی کرتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آجاتا ہے تو پھر کوئی اُس عذاب سے بچانے والا نہیں ہوتا۔

آیات ۱۲ تا ۱۳

آسمانی بجلی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد کرتی ہے

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا	وہی (اللہ) ہے جو دکھاتا ہے تمہیں آسمانی بجلی ڈرانے اور امید دلانے کے لیے
وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ ۚ	اور وہی اٹھاتا ہے بھاری بادل۔
وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ	اور تسبیح بیان کرتی ہے گرج اُس کی حمد کے ساتھ
وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ	اور فرشتے بھی اُس کے خوف سے
وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ	اور وہ بھیجتا ہے کڑکتی بجلیاں
فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ	پھر وہ ڈال دیتا ہے اُن کو جس پر چاہتا ہے
وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ	اِس حال میں کہ وہ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں

وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾	اور وہ سخت پکڑ کرنے والا ہے۔

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کو آسمانی بجلی دکھاتا ہے اِس امید کے ساتھ کہ رحمت کی بارش برسے گی یا اِس خوف کے ساتھ کہ کہیں یہ نقصان نہ پہنچادے۔ یہ آسمانی بجلی کڑکتے ہوئے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی تسبیح وحمد کرتی ہے اور تمام فرشتے بھی اُس سے ڈرتے ہوئے اُس کی تسبیح وحمد میں مشغول رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ یہ بجلی ایسے لوگوں پر گرا دیتا ہے جو اُس کی قدرت کے بارے میں قیل وقال اور بحث کر رہے ہوتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہوتی ہے۔

آیات ۱۴ تا ۱۶

صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہی مفید ہے

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ	اللہ ہی کو پکارنا برحق ہے
وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ	اور جنہیں مشرک پکارتے ہیں اللہ کے سوا
لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ	وہ نہیں جواب دے سکتے اُنہیں کچھ بھی
اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ	مگر اس شخص کی طرح جو پھیلانے والا ہو اپنی دونوں ہتھیلیاں پانی کی طرف
لِيَبْلُغَ فَاهُ	تاکہ وہ پانی پہنچ جائے اُس کے منہ تک
وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ	حالانکہ وہ نہیں پہنچنے والا اُس کے منہ تک
وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾	اور نہیں ہے کافروں کا پکارنا مگر بے سود۔
وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ	اور اللہ ہی کے لیے سجدہ کرتی ہے ہر مخلوق جو آسمانوں

وَالْاَرْضِ	اور زمین میں ہے
طَوْعًا وَّ كَرْهًا	خوشی سے اور ناخوشی سے
وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ السجدة	اور اُن کے سائے بھی صبح اور شام۔
قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	اے نبی ﷺ! پوچھیے کون ہے آسمانوں اور زمین کا رب؟
قُلِ اللّٰهُ ؕ	فرمایئے اللہ
قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ	فرمایئے پھر کیا تم نے بنا رکھے ہیں اُس کے سوا کچھ کارساز
لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ	جو اختیار نہیں رکھتے اپنے لیے کسی نفع کا اور نہ کسی نقصان کا
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ	پوچھیے کیا برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا؟
اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ	یا کیا یکساں ہو سکتے ہیں اندھیرے اور روشنی؟
اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ	یا اُنھوں نے بنا رکھے ہیں اللہ کے لیے ایسے شریک کہ اُنھوں نے تخلیق کیا ہو اللہ کے تخلیق کرنے کی طرح
فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ	تو مشتبہ ہو گئی ہو تخلیق اُن پر
قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ	فرمایئے اللہ ہی تخلیق کرنے والا ہے ہر چیز کا
وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾	اور وہی ایک، سب پر غالب ہے۔

یہ آیات بشارت دے رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے انسان کبھی بھی مایوس نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارنا ایسا ہے جیسے انسان پانی کو دیکھ کر ہاتھ پھیلائے کہ وہ اُس کے منہ میں آجائے لیکن پانی اِس طرح تو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جن ہستیوں کو پکارا جاتا ہے وہ نفع یا نقصان کا کوئی اختیار نہیں رکھتیں۔ کیا اُنہوں نے بھی کائنات میں کوئی شے بنائی ہے کہ اُنہیں خدائی میں شریک کیا جارہا ہے؟ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی مخلوق اور اُس کی شانِ ربوبیت کی محتاج ہیں۔ ہر شے کا خالق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ نہ صرف ہر شے بلکہ اُس کا سایہ بھی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے سجدہ کرتا ہے۔ زمین و آسمان کی ہر مخلوق اِس معنی میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہی ہے کہ وہ اُس کے قانون کی پابند ہے اور اُس کے احکام کی معمولی سی نافرمانی بھی نہیں کر سکتی۔

آیات ۱۷ تا ۱۸

حق و باطل کے لیے مثال

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	اللہ نے نازل فرمایا آسمان سے پانی
فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا	پس بہنے لگیں وادیاں اپنی اپنی وسعت کے مطابق
فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ	تو اُٹھا لیا سیلاب نے اُبھرا ہوا جھاگ
وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ	اور اُن چیزوں سے جنہیں وہ تپاتے ہیں آگ میں
ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ	حاصل کرنے کے لیے زیور یا دیگر سامان
زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ	اس میں بھی جھاگ ہے ویسا ہی
كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ	اِسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ حق اور باطل کی (مثال)

فَاَمَّا الزَّبَدُ	پس جو جھاگ ہے
فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ	وہ تو چلا جاتا ہے بے کار
وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ	اور وہ چیز جو نفع دیتی ہے لوگوں کو
فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ	تو وہ ٹھہر جاتی ہے زمین میں
كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ ⑰	اِسی طرح بیان کرتا ہے اللہ مثالیں۔
لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ	اُن کے لیے جنہوں نے لبیک کہا اپنے رب کی پکار پر، بھلائی ہے
وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ	اور وہ لوگ جنہوں نے لبیک نہیں کہا اُس کی پکار پر
لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا	اگر بلاشبہ ہوتا اُن کے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب
وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ	اور اتنا ہی اُس کے ساتھ اور
لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ	ضرور وہ فدیہ میں دے دیتے اُسے
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ	یہی لوگ ہیں جن کے لیے برا حساب ہے
وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ	اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے
وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ⑱ ع	اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

وقف النبی علیہ السلام

ع ۲ ۱۱ النصف

اِن آیات میں حق و باطل کو ایک مثال کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے۔ وہ مثال ہے پانی پر ابھر کر آنے والے جھاگ کی یا دھاتوں کو پگھلاتے وقت اُن پر پیدا ہونے والے جھاگ کی۔ پانی یا دھات باقی رہتے ہیں جو انسان کے لیے مفید ہیں۔ جھاگ سوکھ کر اڑ جاتا

ہے۔اِس مثال میں پانی یا دھات حق ہے اور جھاگ باطل۔بقا صرف حق کے لیے ہے۔ باطل کبھی کھڑا نہیں رہ سکتا جھاگ کی طرح مٹ جاتا ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی اہلِ حق نے پامردی دکھائی باطل ہمیشہ نیست و نابود ہو کر رہا۔ حق کا ساتھ دینے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین بدلہ ہے۔ باطل کا ساتھ دینے والوں کے لیے بدترین انجام ہے۔اُن کی طرف سے کوئی بھی شے بطورِ فدیہ قبول نہیں کی جائے گی۔اُن کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے۔

آیات ۱۹ تا ۲۴

حق کا ساتھ دینے والوں کی صفات

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ	تو کیا وہ شخص جو جانتا ہے
اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ	کہ بے شک جو کچھ نازل کیا گیا ہے (اے نبی ﷺ!) آپ ﷺ کی جانب آپ ﷺ کے رب کی طرف سے وہی حق ہے
كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ	اُس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے
اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ﴿۱۹﴾	بے شک نصیحت حاصل کرتے ہیں صرف عقلمند۔
الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ	وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں اللہ کے عہد کو
وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ﴿۲۰﴾	اور جو نہیں توڑتے پختہ عہد کو۔
وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ	اور وہ لوگ جو جوڑتے ہیں اُسے ، حکم دیا ہے اللہ نے جس کے متعلق کہ اُسے جوڑا جائے
وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ	اور وہ ڈرتے ہیں اپنے رب سے

وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾	اور وہ اندیشہ رکھتے ہیں برے حساب کا۔
وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ	اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لیے
وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ	اور جنہوں نے قائم کی نماز
وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً	اور اُنہوں نے خرچ کیا اُس میں سے جو ہم نے عطا کیا ہے اُنہیں پوشیدہ اور ظاہر
وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ	اور وہ مقابلہ کرتے ہیں بھلائی کے ساتھ برائی کا
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾	وہی ہیں جن کے لیے آخرت کا (حسین) گھر ہے۔
جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا	باقی رہنے والے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے
وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ	اور جو نیک ہوئے اُن کے باپ داداؤں اور اُن کی بیویوں اور اُن کی اولاد سے
وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾	اور فرشتے داخل ہوں گے اُن پر جنت کے ہر دروازے سے۔
سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ	(کہیں گے) سلام ہو تم پر اِس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا
فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾	تو کیا ہی اچھا ہے آخرت کا (حسین) گھر۔

یہ آیات حق کا ساتھ دینے والوں کی دس صفات بیان کر رہی ہیں:

1. وہ یقین رکھتے ہیں کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی وہ سب سے بڑی نعمت ہے جس سے حق کی ہدایت جیسی رحمت حاصل ہو سکتی ہے۔
2. وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہدِ بندگی کی پاسداری کرتے ہیں۔ عہد ربوبیت اور بندوں سے لئے گئے تمام عہد و پیمان۔
3. وہ بندوں کے ساتھ اپنے وعدوں کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔
4. وہ اُس تعلق کو قائم رکھتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے قائم رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ وہ نہ صرف رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں بلکہ اللہ کی کتاب، سنتِ رسول، سلف صالحین اور اپنے دور کے نیک لوگوں سے تعلق جوڑے رکھتے ہیں۔
5. وہ ہر وقت اپنے رب کی ناراضی سے ڈرتے رہتے ہیں۔
6. وہ آخرت کی جواب دہی کے احساس سے لرزاں رہتے ہیں۔
7. وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، نیکی کرنے، برائی سے بچنے اور حق کی راہ میں آنے والی مشکلات، مرغوباتِ نفس کی لالچ اور سودے بازی کی پیش کش پر صبر کرتے ہوئے حق کی راہ پر ڈٹے رہتے ہیں۔
8. وہ اللہ تعالیٰ سے لو لگانے اور اُس کی مدد حاصل کرنے کے لیے نماز قائم کرتے ہیں۔
9. وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھلے اور چھپے مال خرچ کرتے ہیں۔
10. وہ برائی کا جواب اچھائی سے دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا صفات کے حاملین کے لیے جنت کے ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جہاں اُن کے ساتھ اُن کے نیک والدین، اولادیں اور بیویاں بھی ہوں گی۔ فرشتے ہر طرف سے آکر اُنہیں مبارک باد پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ بالا صفات اور حسین انجام عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۵ تا ۲۶

حق کے دشمنوں کا کردار

وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ	اور وہ لوگ جو توڑ دیتے ہیں اللہ سے کیے عہد کو اُسے پختہ کرنے کے بعد
وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ	اور کاٹ دیتے ہیں اُسے، حکم دیا ہے اللہ نے جس کے متعلق کہ اُسے جوڑا جائے
وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ	اور فساد کرتے ہیں زمین میں
اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ	یہی لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہے
وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾	اور اُن کے لیے برا گھر ہے۔
اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ	اللہ وسیع کرتا ہے رزق جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے)
وَ فَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ	اور وہ خوش ہو گئے ہیں دنیا کی زندگی پر
ع ۳ ۸ ۹ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ ع	اور نہیں ہے دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں مگر معمولی فائدہ کا سامان۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ حق کے دشمنوں کے تین جرائم ہیں:

1. وہ اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہدِ بندگی کا پاس نہیں کرتے۔

2. وہ نہ صرف قطع رحمی کا جرم کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب، سنتِ رسول ﷺ، سلف صالحین اور جن نیک ہستیوں سے اللہ تعالیٰ نے تعلق جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ یہ تعلق قائم نہیں رکھتے۔

3. اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کر کے زمین میں فساد مچاتے ہیں۔

ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اُن کا آخرت میں برا انجام ہے۔ یہ لوگ اصل میں دنیا ہی کے طلب گار ہو چکے ہیں حالاں کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کا ساز و سامان عارضی اور گھٹیا ہے۔

آیات ۲۷ تا ۲۹

دل اطمینان پاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ	کیوں نہ نازل کیا گیا اُن پر کوئی معجزہ اُن کے رب کی طرف سے؟
قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ	اے نبی ﷺ! فرمایئے بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے
وَ يَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾	اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اُسے جو رجوع کرے۔
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ	وہ لوگ جو ایمان لائے اور اطمینان پاتے ہیں اُن کے دل اللہ کے ذکر سے
اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾	سن لو! اللہ کے ذکر سے ہی اطمینان پاتے ہیں دل۔
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے

طُوْبٰى لَهُمْ	اُن کے لیے خوشخبری ہے
وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾	اور عمدہ ٹھکانا ہے۔

حق کے مخالفین نبی اکرم ﷺ سے بار بار مطالبہ کر رہے تھے کہ کوئی فرمائشی معجزہ دکھایئے۔اِن آیات میں اُنہیں جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ معجزہ دکھا کر زبردستی ہدایت کسی کو نہیں دے گا۔ ہدایت اُسی کو ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف حصولِ ہدایت کے لیے عاجزی سے رجوع کرتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل اطمینان پاتے ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہیں۔اِن سعادت مندوں کے لیے انتہائی عمدہ مقامات میں داخل ہونے کی بشارت ہے۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

نبی اکرم ﷺ اور اہلِ ایمان کی دلجوئی

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ	اے نبی ﷺ! اِسی طرح ہم نے بھیجا آپ ﷺ کو ایک امت میں
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ	یقیناً گزر چکیں اِس سے پہلے کئی امتیں
لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ	تاکہ آپ ﷺ تلاوت کریں اُن پر وہ کلام جو ہم نے وحی کیا ہے آپ ﷺ کی طرف
وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ	جب کہ وہ انکار کر رہے ہیں رحمٰن کا
قُلْ هُوَ رَبِّيْ	فرمایئے وہی میرا رب ہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ	اُسی پر میں نے بھروسا کیا

وَ اِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾	اور اُسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔
وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ	اور اگر واقعی قرآن ایسا ہوتا کہ چلائے جاتے اِس سے پہاڑ
اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ	یا ٹکڑے کر دی جاتی اِس سے زمین
اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ	یا بات کی جا سکتی اِس کے ذریعے مردوں سے (تو پھر بھی کافر نہ مانتے)
بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ	بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے معاملہ سب کا سب
اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	تو کیا مطمئن نہیں ہوئے اِس سے وہ لوگ جو ایمان لائے
اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ	کہ اگر چاہتا اللہ تو ضرور ہدایت دیتا سب لوگوں کو
وَ لَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ	اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اِس حال میں کہ پہنچے گی اُنہیں اِس وجہ سے جو اُنہوں نے کیا آفت
اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ	یا اترے گی قریب اُن کے گھر کے
حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ	یہاں تک کہ آ جائے گا اللہ کا وعدہ
ع ۱۰ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع	بے شک اللہ خلاف نہیں کرتا اپنے وعدے کے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ اور اہلِ ایمان کی دل جوئی فرمائی ہے۔ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ قوموں کی طرف بھی رسول علیہ السلام بھیجے تھے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کو بھیجا گیا ہے۔ سابقہ قوموں کی طرح آپ ﷺ کے مخاطبین بھی آپ ﷺ کی

دعوت کو جھٹلا کر فرمائشی معجزہ طلب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ معجزے دکھانے پر قادر ہے۔ ایسا ممکن ہے کہ اِس قرآن کی تاثیر سے پہاڑ حرکت میں آجائیں، زمین کے ٹکڑے ہو جائیں اور مردہ لوگوں سے گفتگو کی جاسکے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ اور اہلِ ایمان جان لیں کہ جھٹلانے والے معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ اِن کافروں کو اپنے انکار کی وجہ سے پے بہ پے صدمے دیکھنے پڑیں گے کبھی ایسا بھی ہو گا کہ مصیبت براہ راست ان پر نہیں آئے گی بلکہ ان کے قریب والی بستیوں پر آئے گی۔ جس سے ان کو عبرت حاصل ہو اور اپنا انجامِ بد بھی نظر آنے لگے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور وہ اِس وعدہ کو پورا کر کے رہے گا۔

آیات ۳۲ تا ۳۴

حق کے مخالفین کا برا انجام

وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ	اور اے نبی ﷺ! یقیناً مذاق اڑایا گیا رسولوں علیہم السلام کا آپ ﷺ سے پہلے بھی
فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا	تو میں نے مہلت دی اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا
ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫	پھر میں نے پکڑ لیا اُنہیں
فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾	تو کیسا تھا میرا عذاب؟۔
اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ	پھر کیا وہ ذات جو نگران ہے ہر جان کی اُس پر جو اُس نے کمایا (کیا اُس کے برابر کوئی ہو سکتا ہے؟)
وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ	اور اُنہوں نے بنا لیے ہیں اللہ کے لیے شریک
قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ	فرمایئے اُن کے نام تو لو

اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ	کیا تم خبر دیتے ہو اللہ کو اُس کی جو وہ نہیں جانتا زمین میں
اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ	یا یہ بس ایک ظاہری بات ہے
بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ	بلکہ خوش نما کر دیا گیا ہے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا اُن کا فریب
وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ	اور وہ روک دیے گئے سیدھی راہ سے
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ	اور جسے گم راہ کر دے اللہ
فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾	تو نہیں ہے اُسے کوئی ہدایت دینے والا۔
لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	اُن کے لیے عذاب ہے دنیا کی زندگی میں
وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ	اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہے
وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾	اور نہیں ہے اُن کے لیے کوئی اللہ سے بچانے والا۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ ہر رسول علیہ السلام کو مخالفین کی طرف سے طنز و مذاق کے تیر سہنے پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن مجرموں کو توبہ اور اصلاح کے لیے مہلت دی اور پھر بدترین انجام سے دوچار کیا۔ مخالفینِ حق ہر آن اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں دوسری ہستیوں کو اپنا حمایتی قرار دیتے ہیں۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اِن سے کہہ دیجیے کہ ذرا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ فہرست دو جس میں اُس نے اُن ہستیوں کے نام بتائے ہیں جو تمہارے خیال کے مطابق کوئی اختیار رکھتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ مشرکین کے تصورات من گھڑت ہیں۔ یہ اُن کے مکار مذہبی پیشوا ہیں جنہوں نے کچھ بناوٹی شریک گھڑے، اُن سے متعلق کچھ حکایات تصنیف کیں، لوگوں کو اُن کی ناراضی سے ڈرایا، اختیارات کے جھوٹے تصورات دے کر اُن کا

معتقد بنایا، اپنے آپ کو اُن کا مجاور یا نمائندہ ٹھہرایا اور لوگوں کی کمائی پر ڈاکا ڈالنا شروع کر دیا۔ ایسے فریب کرنے والوں کے لیے دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہوگا۔ کوئی اُن کو اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے بچانے والا نہ ہوگا۔

آیت ۳۵

جنت متقیوں کے لیے ہے

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ	مثال اُس جنت کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں سے
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ	بہتی ہیں اُس کے نیچے سے نہریں
اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ	اُس کا پھل دائمی ہے اور اُس کا سایہ بھی
تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ	یہ انجام ہے اُن کا جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی
وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾	اور کافروں کا انجام آگ ہے۔

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا ہے اُس کے دامن میں نہریں جاری ہیں۔ اُس کے میوے بھی دائمی ہیں اور سائے بھی۔ یہ نعمت ہے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے والوں کے لیے۔ اِس کے برعکس جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تعلیمات کا انکار کر رہے ہیں، اُن کا ٹھکانا جہنم کی آگ ہے۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

باطل کے ساتھ سمجھوتا نہیں ہو سکتا

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ	اور وہ لوگ ہم نے دی ہے جنہیں کتاب

يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ	وہ خوش ہو رہے ہیں اُس کلام پر جو نازل کیا گیا ہے اے نبی ﷺ! آپ ﷺ کی طرف
وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ	اور (کفار کے) گروہوں میں سے ایسے بھی ہیں جو انکار کرتے ہیں اِس کے بعض کا
قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ	فرمایئے بے شک مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں اللہ کی
وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ	اور نہ شریک بناؤں کسی کو اُس کے ساتھ
اِلَيْهِ اَدْعُوْا	اُسی کی طرف میں دعوت دیتا ہوں
وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾	اور اُسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔
وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ	اور اِسی طرح ہم نے نازل کیا ہے اِسے عربی فرمان بنا کر
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ	اور اگر (بفرضِ محال) آپ ﷺ نے پیروی کی اُن کی خواہشات کی
بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ	اِس کے بعد کہ آ چکا ہے آپ ﷺ کے پاس اصل علم
ع ۱۱ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع	(تو پھر) نہیں ہو گا آپ ﷺ کے لیے اللہ کے مقابلے میں کوئی حمایتی اور نہ ہی کوئی بچانے والا۔

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کر رہی ہیں کہ اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو حق پرستی کی روش پر گامزن ہے اور وہ نزولِ قرآن پر باطنی مسرت محسوس کر رہا ہے۔ اِس کے برعکس مشرکینِ مکہ کا معاملہ یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ

آپ ﷺ اُن کے ساتھ اُن کے معبودوں کی عبادت میں شریک ہو جائیں۔ آپ ﷺ اُنہیں صاف صاف بتادیں کہ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں صرف اُسی کی عبادت کروں۔ اگر بالفرض میں نے تمہاری خواہشات کی پیروی کی تو مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کوئی حمایتی یا بچانے والا نہیں ملے گا۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

نبی اکرم ﷺ اور مشرکین کے درمیان کشمکش

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ	اور اے نبی ﷺ! بلاشبہ یقیناً ہم نے بھیجے رسول علیہ السلام آپ سے پہلے
وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً	اور ہم نے دیں اُنہیں بیویاں اور اولاد
وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ	اور ممکن نہیں تھا کسی رسول علیہ السلام کے لیے کہ وہ لے آئے کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے
لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾	ہر (کام کا) مقررہ وقت لکھا ہوا ہے۔
يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ	مٹا دیتا ہے اللہ جو چاہتا ہے
وَ يُثْبِتُ	اور قائم رکھتا ہے (جو چاہتا ہے)
وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾	اور اُسی کے پاس ہے اصل کتاب۔
وَ اِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ	اور ممکن ہے ہم دکھا ہی دیں آپ ﷺ کو اُس (عذاب) میں سے کچھ جس کا ہم نے وعدہ کیا ہے کافروں سے
اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ	یا ہم اُٹھالیں آپ ﷺ کو

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ	سو بے شک آپ ﷺ کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے
وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾	اور ہمارے ذمہ ہے حساب لینا۔

اِن آیات کے پس منظر میں وہ کشمکش ہے جو نبی اکرم اور مشرکین کے درمیان جاری تھی۔ وہ اعتراض کر رہے تھے کہ یہ کیسے نبی ہیں جن کے ساتھ بشری تقاضے ہیں۔ وہ جنسی خواہشات بھی رکھتے ہیں اور اُن کی بیویاں اور اولادیں بھی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ سے پہلے ہم نے جو رسول علیہ السلام بھیجے وہ بھی انسان ہی تھے۔ اُن کے بھی بیوی، بچے تھے۔ البتہ بشری تقاضوں کے باوجود وہ اپنی امتوں کے لیے بندگی رب کا مثالی نمونہ تھے۔ پھر مشرکین آپ ﷺ سے فرمائشی معجزات دکھانے کا تقاضا کر رہے تھے۔ جواب دیا گیا کہ معجزہ دکھانا رسول علیہ السلام کے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی دل جوئی کے لیے ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ اِن مشرکین کو اُن کی ریشہ دوانیوں کی سزا ضرور دے گا، البتہ اِس کے لیے وقت طے ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا باقی رکھے گا اور جسے چاہے گا مٹا دے گا۔ آپ ﷺ اُن تک حق کا پیغام پہنچاتے رہیے، اُن سے اُن کے جرائم کا حساب لینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

آیات ۴۱ تا ۴۳

مخالفینِ حق کے لیے دھمکی

اَوَ لَمْ يَرَوْا	اور کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا
اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ	بے شک ہم آ رہے ہیں زمین کی طرف (اِس طرح کہ) ہم تنگ کر رہے ہیں اُسے اُس کے اطراف سے (کافروں کے لیے)
وَاللّٰهُ يَحْكُمُ	اور اللہ ہی حکم دیتا ہے

لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ	نہیں ہے کوئی ٹالنے والا اُس کے حکم کو
وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾	اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔
وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	اور یقیناً فریب کیے اُن لوگوں نے جو اِن سے پہلے تھے
فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ	پس اللہ کے قابو میں ہیں فریب سارے
يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ	وہ جانتا ہے جو کماتا ہے ہر شخص
وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾	اور عنقریب جان لیں گے کافر کہ کس کے لیے ہے آخرت کا حسین گھر؟
وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ	نہیں ہیں (اے محمد ﷺ) (آپ رسول)
قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ	فرمایئے کافی ہے اللہ بطور گواہ میرے اور تمہارے درمیان
ع ۶/۱۲ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾ ع	اور وہ بھی جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

یہ آیات دشمنانِ حق کو خبر دار کر رہی ہیں کہ اُن کے گرد زمین تنگ ہو رہی ہے۔ اسلام قبول کرنے والے بڑھتے جا رہے ہیں اور دشمنانِ اسلام کے اثرات گھٹتے جا رہے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ ماضی میں بھی حق کے دشمنوں کا برا انجام ہوا۔ اُن کی سازشیں ناکام ہوئیں، وہ دنیا میں رسوا ہوئے اور آخرت میں بھی انجامِ بد سے دوچار ہوں گے۔ دشمنانِ حق حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا انکار کر رہے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں، اِس پر اللہ تعالیٰ خود گواہ ہے اور اہلِ کتاب کے سلیم الفطرت لوگ بھی۔ آپ ﷺ کی رسالت کی صداقت، مشرکینِ مکہ کی گواہی کی محتاج نہیں ہے۔

سورۂ ابراہیم

☆آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱تا۱۵ ایمان بالرسالت
- آیات ۱۶تا۲۳ ایمان بالآخرت
- آیات ۲۴تا۲۷ حق و باطل نظریات کا موازنہ
- آیات ۲۸تا۳۴ توحیدِ باری تعالی
- آیات ۳۵تا۴۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مناجات
- آیات ۴۲تا۵۲ ایمان بالآخرت

آیت ۱

نزولِ قرآن کا مقصد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ ۚ	الف۔لام۔را۔
كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ	اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کتاب، ہم نے نازل کیا ہے اِسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ	تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکالیں لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف
بِاِذْنِ رَبِّهِمْ	اُن کے رب کے حکم سے

اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۙ﴿۱﴾	بہت زبردست، خوب تعریف کیے ہوئے کے راستے کی طرف۔

اِس آیت میں نزولِ قرآن کا مقصد بیان کیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ آپ ﷺ پر قرآنِ حکیم اِس لیے نازل کیا گیا کہ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، گمراہیوں کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لے آئیں۔ اُنہیں اُس اللہ کی راہ پر چلائیں جو زبردست ہے اور اُس کی حمد و ثناء کائنات میں جاری و ساری ہے۔ معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''اِس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام بنی آدم اور نوعِ انسانی کو برائیوں کے اندھیروں سے نکالنے اور روشنی میں لانے کا واحد ذریعہ اور انسان و انسانیت کو دنیا و آخرت کی بربادی اور ہلاکت سے نجات دلانے کا واحد راستہ قرآنِ کریم ہے۔ جتنا لوگ اِس کے قریب آئیں گے اِسی انداز سے اُنہیں اِس دنیا میں بھی امن و امان اور عافیت و اطمینان نصیب ہوگا اور آخرت میں بھی فلاح و کامیابی حاصل ہوگی اور جتنا اِس سے دور ہوں گے اتنا ہی دونوں جہاں کی خرابیوں بربادیوں مصیبتوں اور پریشانیوں کے غار میں گریں گے''۔

یہ آیت مزید رہنمائی دے رہی ہے کہ ہدایت ملے گی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے لیکن اِس کے لیے ذریعہ بنیں گے نبی اکرم ﷺ۔ لہٰذا قرآنِ حکیم کے صحیح فہم کے لیے ہم اُس تفسیر کے محتاج ہیں جو آپ ﷺ نے اپنے قول یا عمل سے بتائی ہے۔

آیات ۲ تا ۳

کافر کون ہیں؟

اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ	اللہ وہ ہے کہ اُسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
وَوَیْلٌ لِّلْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدِ ۙ﴿۲﴾	اور ہلاکت ہے کافروں کے لیے سخت عذاب سے۔

الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ	وہ لوگ جو ترجیح دیتے ہیں دنیا کی زندگی کو آخرت پر
وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے
وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ	اور تلاش کرتے ہیں اُس میں عیب
اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝۳	یہ لوگ دور کی گمراہی میں ہیں۔

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ وہ ہستی ہے کہ آسمانوں اور زمین کی ہر شے اُسی کے اختیار میں ہے۔ البتہ جو لوگ اُس کی آیات کا کفر کر رہے ہیں، اُن کے لیے سخت عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں، دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی راہ پر آنے سے روکتے ہیں اور قرآن وسنت کی تعلیمات پر اعتراض کرتے ہیں یا اُن میں اپنی خواہشات کے مطابق ٹیڑھ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں غور کا مقام ہے کہ اگر کسی کلمہ گو مسلمان میں بھی مذکورہ بالا تین برائیاں پائی جاتی ہیں تو وہ بھی عملی اعتبار سے کافر ہی ہے۔ معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''جو لوگ قرآن کے کلام الٰہی ہونے ہی کے منکر ہیں وہ تو اِس وعید کی مراد ہیں ہی مگر جو اعتقاداً منکر نہیں مگر عملاً قرآن کو چھوڑے ہوئے ہیں نہ تلاوت سے کوئی واسطہ ہے نہ اِس کے سمجھنے اور عمل کرنے کی طرف کوئی التفات ہے وہ بدنصیب بھی مسلمان ہونے کے باوجود اِس وعید سے بالکل بری نہیں''۔

مفتی صاحب تفسیر قرطبی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''اگرچہ اِس آیت میں صراحتاً تین خصلتیں کفار کی بیان کی گئی ہیں اور اُنہی کا یہ انجام ذکر کیا گیا ہے کہ وہ گمراہی میں دور چلے گئے ہیں لیکن اصول کی رو سے جس مسلمان میں بھی یہ تین خصلتیں موجود ہوں وہ بھی اِس وعید کا مستحق ہے۔''

آیت ۴

تبلیغ کے اوّلین مخاطب ... ہم زبان لوگ

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ	اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی بھی رسول علیہ السلام
اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ	مگر اُن کی قوم کی زبان کے ساتھ
لِیُبَیِّنَ لَهُمْ ؕ	تاکہ وہ واضح کریں اُن کے لیے (تعلیماتِ الٰہی)
فَیُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ	پھر گمراہ کرتا ہے اللہ جسے چاہتا ہے
وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ	اور وہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے
وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۴	اور وہی زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر رسول علیہ السلام کو اپنی قوم کی زبان بولنے والا بنا کر بھیجا تاکہ وہ اُن تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیں۔ اُن کی قوم اُسے اچھی طرح سمجھے اور اُسے یہ عذر پیش کرنے کا موقع نہ مل سکے کہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تعلیم تو ہماری سمجھ ہی میں نہ آتی تھی پھر ہم اُس پر ایمان کیسے لاتے؟ پھر باوجود اِس کے کہ رسول علیہ السلام کی تبلیغ و تلقین ساری قوم سمجھتی ہے لیکن قوم کے ہر فرد کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ کسی کلام کے عام فہم ہونے سے یہ لازم نہیں آجاتا کہ سب سننے والے اُسے مان بھی جائیں۔ ہدایت اور گمراہی کا اختیار بہر حال اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے ہدایت دیتا ہے جو ہدایت کا طلب گار ہوتا ہے۔ جو ہدایت کے بجائے گمراہی کی راہ کو اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے اُسی راہ پر بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ اِس آیت میں ہر داعی کے لیے رہنمائی ہے کہ اُسے اپنی دعوت کا اوّلین مخاطب اپنے ہم زبان لوگوں کو بنانا چاہیے۔

آیات ۵ تا ۶

اللہ کا خوف اللہ کے دنوں کے حوالے سے

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ	اور یقیناً ہم نے بھیجا موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات کے ساتھ
اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ	کہ نکالیے اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف
وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ ؕ	اور یاددہانی کرائیے اُنہیں اللہ کے دنوں کی
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں ہر اُس شخص کے لیے جو بڑا صبر کرنے والا، بڑا شکر گزار ہو۔
وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ	اور جب فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے
اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ	یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی
اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ	جب اُس نے نجات دی تمہیں فرعونیوں سے
یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ	وہ پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب
وَ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ	اور وہ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو
وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ	اور زندہ رکھتے تھے تمہاری عورتوں کو
ع ۱۳ وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ۝۶ ع	اور اِس میں آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم کو گمراہی کے اندھیروں سے نکالیں اور اُسے اللہ کے دنوں کے حوالے سے یاد دہانی کرائیں۔ یہ ہے ''التذکیر بایام اللہ'' یعنی قوموں کو اللہ تعالیٰ کے اُن دنوں کی یاد دلانا جن میں اُس کا غضب سرکش قوموں پر نازل ہوا اور وہ صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئیں۔ اِیسی تباہی کا ایک دن آلِ فرعون پر آیا جب اُنہیں دریا میں غرق کر دیا گیا اور بنی اسرائیل کو اُن کے ظلم سے نجات دلا دی گئی۔ وہ ظالم بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرتے تھے اور بچیوں کو زندہ رکھتے تھے۔ اِن آیات میں یہ حقیقت بھی واضح کی گئی کہ ماضی کے واقعات میں نشانیاں تو اپنی جگہ موجود ہیں مگر اُن سے نصیحت صرف وہ لوگ حاصل کرتے ہیں جو اللہ کی آزمائشوں سے صبر اور پامردی کے ساتھ گزرنے والے اور اللہ کی نعمتوں کا ٹھیک ٹھیک احساس کر کے اُن کا دل کی گہرائیوں سے شکر ادا کرنے والے ہوں۔

آیات ۷ تا ۸

ناشکری سے نعمت چھن جاتی ہے

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ	اور جب سنا دیا تمہارے ربّ نے.... کہ
لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ	اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور اور بھی زیادہ دوں گا تمہیں
وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ	اور اگر تم ناشکری کرو گے
اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝	تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت ہی سخت ہے۔
وَ قَالَ مُوْسٰٓى	اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے
اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ	اگر ناشکری کرو گے تم اور وہ لوگ جو زمین میں ہیں سب کے سب

فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝۸	تو بے شک اللہ یقیناً بے نیاز، ہر تعریف کے لائق ہے۔

یہ آیات تمام انسانوں کو اِس حقیقت سے آگاہ کر رہی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں گے تو وہ اُنہیں مزید نعمتوں سے نوازے گا۔ اگر اُنہوں نے ناشکری کی تو نہ صرف موجودہ نعمتوں سے محروم ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شدید عذاب سے بھی دوچار ہوں گے۔ یہ حقیقت بھی سامنے رہے کہ انسانوں کا شکر کرنا اُن کے اپنے بھلے کے لیے ہے۔ اگر سب کے سب انسان اللہ تعالیٰ کی ناشکری کریں تب بھی اُس کی خدائی میں ذرہ برابر فرق واقع نہیں ہوگا۔ مسلم شریف میں یہ حدیثِ قدسی نقل ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے جن وانس سب کے سب اعلیٰ درجے کے متقی بن جائیں تو اِس سے میری بادشاہی میں کچھ اضافہ نہیں ہو جاتا۔ اور اگر سب کے سب اگلے پچھلے جن وانس ایک بدترین شخص جیسے ہو جائیں تو اِس سے میری بادشاہی میں ذرہ برابر بھی کمی واقع نہیں ہوتی''۔

آیات ۹ تا ۱۰

رسولوں علیہم السلام کی اپنی قوموں کے ساتھ کشمکش

اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ	کیا نہیں آئی تمہارے پاس خبر اُن لوگوں کی جو تم سے پہلے تھے
قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ؕ	یعنی قومِ نوح علیہ السلام اور عاد اور ثمود کی
وَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ	اور اُن لوگوں کی جو اُن کے بعد تھے
لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ	نہیں جانتا اُنہیں کوئی مگر اللہ
جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ	لائے تھے اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل

فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ	تو اُنھوں نے ڈال لیے اپنے ہاتھ اپنے مونھوں میں
وَ قَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ	اور کہنے لگے بے شک ہم انکار کرتے ہیں اُس کا، تم بھیجے گئے ہو جس کے ساتھ
وَ اِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝۹	اور بلاشبہ ہم یقیناً ایسے شک میں ہیں اُس بات کے بارے میں، تم دعوت دیتے ہو ہمیں جس کی طرف، جو خلجان میں ڈالنے والا ہے۔
قَالَتْ رُسُلُهُمْ	فرمایا اُن کے رسولوں نے
اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ	کیا اللہ کے بارے میں شک ہے
فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا
يَدْعُوْكُمْ	وہ بلاتا ہے تمھیں
لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ	تاکہ وہ بخش دے تمھارے گناہ
وَ يُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ	اور مہلت دے تمھیں ایک مقررہ وقت تک
قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ	قوموں نے کہا نہیں ہو تم مگر ایک انسان ہمارے جیسے
تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا	چاہتے ہو کہ روک دو ہمیں اُس سے جس کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا
فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۰	تو لے آؤ ہمارے پاس کوئی واضح دلیل۔

اِن آیات میں گذشتہ اقوام میں سے اُن کا ذکر ہے جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے واضح نشانیوں کے ساتھ رسول بھیجے۔ قوموں نے رسولوں کی طرف سے توحید کی دعوت اور اُن کی رسالت کے حوالے سے شکوک وشبہات کا اظہار کیا۔ رسولوں نے جواب دیا کیا اُس اللہ کے بارے میں شک ہو سکتا ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے؟ وہ تمہیں پکارتا ہے تاکہ تم اُس کی طرف پلٹو اور پھر وہ تمہارے گناہ معاف کر دے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں!
راہ دکھلائیں کسے، رہروِ منزل ہی نہیں!

قوموں نے جواب دیا کہ تم ہماری طرح کے انسان ہو اور ہمیں ہمارے باپ دادا کے عقائد سے دور کرنا چاہتے ہو۔ ہمارے سامنے کوئی واضح دلیل یا معجزہ لاؤ تاکہ ہمیں تمہاری دعوت پر یقین حاصل ہو جائے۔

آیات ۱۱ تا ۱۲

رسولوں علیہم السلام کا عاجزانہ جواب

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ	فرمایا اُن سے اُن کے رسولوں نے
اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	نہیں ہیں ہم مگر انسان تمہارے جیسے
وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ	اور لیکن اللہ احسان فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
وَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ	اور نہیں ہے ہمارے لیے ممکن کہ ہم لے آئیں تمہارے پاس کوئی دلیل
اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ	مگر اللہ کے حکم سے

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾	اور اللہ ہی پر پس چاہیے کہ بھروسا کریں مومن۔
وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ	اور ہمیں کیا ہے کہ ہم بھروسا نہ کریں اللہ پر
وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ	حالاں کہ اُس نے دکھادی ہیں ہمیں ہماری ہدایت کی راہیں
وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ	اور ہم ضرور صبر کریں گے اُس پر جو تم اذیت دیتے ہو ہمیں
ع ۲ ۱۴ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ ع	اور اللہ پر ہی پھر چاہیے کہ بھروسا کریں بھروسا کرنے والے۔

کافر قوموں کے اعتراضات کا تمام رسول یہی جواب دیتے رہے کہ بلاشبہ ہم انسان ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر نظر کرم فرمائی اور ہمیں اپنی رسالت کے لیے پسند فرمالیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے یہ احسان فرمائے۔ ہمارے اپنے اختیار میں نہیں کہ ہم تمہیں کوئی معجزہ دکھادیں یا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل لے آئیں۔ ہمیں جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے، وہ ہم تم تک پہنچادیتے ہیں۔ ہمیں تو وہ جامِ توحید و عرفان پلا کر حقیقی کامیابی کے راستے بتاچکا، لہٰذا کیسے ممکن ہے کہ ہم اُس پر توکل نہ کریں۔ تم ہمیں جو بھی تکلیف پہنچاؤ گے، ہم اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق کے سہارے اُس پر صبر کریں گے۔

آیات ۱۳ تا ۱۷

رسولوں علیہم السلام کو جھٹلانے والوں کا عبرت ناک انجام

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ	اور کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا اپنے رسولوں سے

لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ	ہم ضرور نکال دیں گے تمہیں اپنی سرزمین سے
اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ	یا تم ضرور پلٹ آؤ گے ہمارے دین میں
فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ	تو وحی کی رسولوں کی طرف اُن کے رب نے
لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۳﴾	ہم ضرور ہلاک کر دیں گے ظالموں کو۔
وَ لَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ	اور ہم ضرور آباد کریں گے تمہیں زمین میں اُن کے بعد
ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ	یہ (وعدہ) اُس کے ہے لیے جو ڈرا میرے سامنے (جوابدہی کے لیے) کھڑا ہونے سے
وَ خَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾	اور جو ڈرا میرے عذاب کی دھمکی سے۔
وَ اسْتَفْتَحُوْا	اور اُنھوں نے مانگا فیصلہ
وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾	اور ناکام ہوا ہر سرکش، حق کا دشمن۔
مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ	اِس کے پیچھے جہنم ہے
وَ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۙ﴿۱۶﴾	اور پلایا جائے گا اُسے پیپ والے پانی سے۔
يَّتَجَرَّعُهٗ	وہ گھونٹ گھونٹ پیے گا اُسے
وَ لَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ	اور قریب نہ ہوگا کہ حلق سے اتارے اُسے
وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ	اور آئے گی اُس کے پاس موت ہر طرف سے

وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ	حالاں کہ وہ نہیں ہوگا مرنے والا
وَ مِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾	اور اُس کے پیچھے ہے ایک اور سخت عذاب۔

طویل عرصہ تک رسول قوموں کو حق کی دعوت دیتے رہے اور سرکش قومیں اُن کی مخالفت کرتی رہیں۔ آخر کار قوموں نے رسولوں کو اپنی بستیوں سے نکال باہر کرنے کی دھمکی دی۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے رسولوں سے مدد بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سرکش قوموں کو دنیا میں عذابِ ہلاکت سے برباد کر دیا۔ اب روزِ قیامت اُنہیں ایسا عذاب دیا جائے گا کہ وہ مسلسل شدید اذیت میں تڑپتے رہیں گے۔ اُنہیں موت بھی نہیں آئے گی جو اذیتوں سے نجات دلادے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ۔ اے اللہ محفوظ فرما ہمیں آگ کے عذاب سے۔ آمین!

آیت ۱۸

اخلاص سے تہی اعمال کی مثال

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ	مثال اُن کی جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کا
اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ	اُن کے اعمال اُس راکھ کی طرح ہیں اڑا لے گئی جسے تیز ہوا سخت آندھی کے دن
لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ	نہ آئے گا اُن کے ہاتھ اُن اعمال میں سے جو کمائے تھے کچھ بھی
ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾	یہ (کفر کے ساتھ اعمال کرنا) بہت دور کی گم راہی ہے۔

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ ایسے لوگ جو حالتِ کفر میں رہتے ہوئے نیکی کرتے ہیں یا دکھاوے کے لیے نیکی کرتے ہیں یا حرام مال سے صدقہ و خیرات کرتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی جان بوجھ کر جزوی اطاعت کرتے ہیں، اُن کے اعمال کی مثال راکھ کے ڈھیر کی طرح ہے۔ روزِ قیامت تیز ہوا چلے گی اور اُس راکھ کے ڈھیر کو خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو بکھیر کر رکھ دے گی۔ بظاہر اُنہوں نے خدمتِ خلق کے بڑے بڑے کام کیے تھے، اچھے کاموں کے لیے عالی شان ادارے بنائے تھے، عبادات میں خوب سرگرمی دکھائی تھی لیکن اِن تمام اعمال کے لیے اُن کی محنت یا انفاق رائیگاں جائے گا۔ اُن بد نصیبوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کا وہ طریقہ اختیار نہیں کیا جس کی دعوت اللہ کے رسولوں نے دی تھی۔ بلاشبہ اعمال کرنے کی ایسی روش گھاٹے کا سودا اور بہت دور کی گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اعمال کے لیے انبیاء علیہم السلام کی سکھائی ہوئی پاکیزہ روش اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۹ تا ۲۰

اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرتے رہو

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو بامقصد؟
اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ	اگر وہ چاہے تو لے جائے تمہیں
وَ یَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ۙ﴿۱۹﴾	اور لے آئے کوئی نئی مخلوق۔
وَّ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ ﴿۲۰﴾	اور نہیں ہے یہ اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل۔

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر شے کو بامقصد بنایا ہے۔ اِسی طرح انسانوں کا بھی ایک مقصد ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی بندگی یعنی دلی آمادگی کے ساتھ اُس کی اطاعت کرنا۔ جو قومیں یہ مقصد پورا نہیں کرتیں اللہ تعالیٰ اُنہیں مٹا دیتا ہے اور اُن کی

جگہ دوسروں کو زمین میں خلافت واختیار دے دیتا ہے۔ یہ عمل اُس کے لیے ذرا بھی مشکل نہیں۔ لہٰذا ہمیں ہر آن اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرنا چاہیے اور اُس کی مکمل بندگی کی کوشش کرنی چاہیے۔

آیت ۲۱

دنیادار قائدین کی پیروی برباد کردے گی

وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا	اور وہ پیش ہوں گے اللہ کے سامنے سب کے سب
فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا	تو کہیں گے کم زور لوگ اُن سے جو بڑے بنتے تھے (دنیا میں)
اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا	بے شک ہم تھے تمہارے پیچھے چلنے والے
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ	تو کیا تم ہو کام آنے والے ہمارے، اللہ کے عذاب سے بچانے کے لیے کچھ بھی
قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ	وہ کہیں گے اگر ہدایت دیتا ہمیں اللہ
لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ	یقیناً ہم ہدایت کرتے تمہیں
سَوَآءٌ عَلَيْنَآ	برابر ہے ہم پر
اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا	خواہ ہم بے صبری کریں یا صبر کریں
ع ۳ ۹ ۱۵ مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ ع	نہیں ہمارے لیے کوئی بچنے کی جگہ۔

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ روزِ قیامت دنیادار اور گمراہ قائدین کی پیروی کرنے والے اُن کے سامنے التجا کریں گے کہ ہم نے دنیا میں تمہاری پیروی کی، کیا تم ہم سے عذاب کو دور کر سکتے ہو؟ وہ جواب دیں گے اگر ہم خود ہدایت پر ہوتے تو تمہیں بھی ہدایت کی راہ دکھاتے۔ آج ہم سب عذاب میں گرفتار ہیں۔ خاموش رہیں یا فریادیں کریں اِس عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین دار لوگوں کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۲ تا ۲۳

شیطان کی اپنے پیروکاروں کو ملامت

وَ قَالَ الشَّیْطٰنُ	اور کہے گا شیطان
لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ	جب فیصلہ کر دیا جائے گا تمام معاملات کا
اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ	بے شک اللہ نے وعدہ کیا تھا تم سے سچا وعدہ
وَ وَعَدْتُّكُمْ	اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا
فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ	تو میں نے خلاف ورزی کی تم سے
وَ مَا كَانَ لِیَ عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ	اور نہیں تھا میرا تم پر کوئی زور
اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ	سوائے اِس کے کہ میں نے دعوت دی تمہیں
فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ۚ	تو تم نے مان لیا میری بات کو
فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ	پس مت ملامت کرو مجھے
وَ لُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ	اور ملامت کرو اپنے آپ کو

مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ	نہیں ہوں میں فریاد رسی کرنے والا تمہاری
وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ	اور نہ تم فریاد رسی کرنے والے ہو میری
اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ	بے شک میں انکار کرتا ہوں اُس کا جو تم شریک بناتے رہے مجھے اِس سے پہلے
اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾	بے شک جو ظالم لوگ ہیں اُنہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔
وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور داخل کیے جائیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل کیے اچھے
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں اپنے رب کے حکم سے
تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾	اُن کی باہم دعا اُن باغوں میں سلام ہوگی۔

اِن آیات میں اُس ملامت کا ذکر ہے جو شیطان روزِ قیامت اپنے پیروکاروں کو اُس وقت کرے گا جب اللہ تعالیٰ اُنہیں جہنم میں داخل کرنے کا فیصلہ سنادے گا۔ شیطان اُن کی حسرت میں یہ کہہ کر اضافہ کرے گا کہ میں نے تم سے دنیا میں جھوٹے وعدے کیے تھے کہ گناہ کیے جاؤ اللہ بڑا رحیم ہے، بخش دے گا یا فلاں ہستیوں کی سفارش تمہیں عذاب سے بچالے گی۔ مجھے تم پر کوئی اختیار حاصل نہ تھا بلکہ تم نے دنیا کے مزے لینے کے لیے خود ہی میری پیروی کی تھی۔ آج مجھے نہیں اپنے آپ کو الزام دو۔ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا بلکہ تم نے اللہ تعالیٰ کے بجائے میری پیروی کر کے جو شرک کیا تھا میں اُس سے اعلانِ براءت کرتا ہوں۔

ایک طرف شیطان کی پیروی کرنے والے حسرت و ندامت سے شیطان کی ملامت سنیں گے اور دردناک عذاب کی اذیت برداشت کریں گے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرنے والے اُس کی آراستہ کردہ جنت میں داخل ہوں گے اور ایک دوسرے کے لیے سلامتی کے کلمات کا ہدیہ پیش کریں گے۔

آیات ۲۴ تا ۲۷

اچھے اور برے نظریات کے لیے مثالیں

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کیسے بیان کی اللہ نے مثال پاکیزہ کلمہ کی
كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ	جیسے پاکیزہ درخت
اَصْلُهَا ثَابِتٌ	اُس کی جڑ مضبوط ہے
وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾	اور اُس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔
تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ	وہ لاتا ہے اپنا پھل ہر وقت اپنے رب کے حکم سے
وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ	اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے لیے
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾	تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔
وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ	اور مثال ناپاک کلمہ کی
كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ	ایک ناپاک درخت کی طرح ہے جسے اُکھاڑ لیا جائے زمین کے اُوپر سے

مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾	نہیں ہے اُس کے لیے کوئی ٹھہراؤ
يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ	ثابت قدم رکھتا ہے اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے پختہ بات (کلمہ طیبہ) کے ذریعہ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ	دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی
وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ	اور گمراہ کرتا ہے اللہ ظالموں کو
ع ۱۶ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ ع	اور کرتا ہے اللہ جو وہ چاہتا ہے۔

اِن آیات میں فرمایا کہ اچھے نظریہ کی مثال ایک ایسے شان دار درخت کی سی ہے جس کی جڑیں زمین میں خوب جمی ہوں اور شاخیں آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہوئی محسوس ہوں۔ گمراہ کن نظریہ کی مثال اُس جھاڑ جھنکار کی سی ہے جو زمین پر اُگ آیا ہو اور ذرا سی کوشش سے اُسے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو دنیا و آخرت میں عزت پاکیزہ نظریات کے ساتھ وابستگی کے ذریعہ ہی عطا کرے گا۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَاماً وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ ۔ (مسلم)

"بے شک اللہ عروج عطا فرمائے گا اِس کتاب کے ذریعہ قوموں کو اور پست کر دے گا اِس کتاب کو چھوڑنے کی وجہ سے دوسروں کو"۔

اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ پاکیزہ نظریہ قرآنِ حکیم ہے۔ اگر قرآنِ حکیم کو سمجھا جائے، اُس پر عمل کیا جائے، اُس کی دعوت کو پھیلایا جائے اور اُس کی تعلیمات کے نفاذ کے لیے تن من دھن لگایا جائے تو اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والے سعادت مندوں کو ضرور نہ صرف دنیا بلکہ آخرت میں بھی سرخرو فرمائے گا۔

آیات ۲۸ تا ۳۰

ناشکری کرنے والوں کا انجام

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا	اے نبی ﷺ! کیا آپ ﷺ نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل دیا اللہ کی نعمت کو ناشکری سے
وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾	اور لا اتارا اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں۔
جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ؕ	یعنی جہنم میں، وہ داخل ہوں گے اُس میں
وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾	اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔
وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا	اور اُنہوں نے بنا لیے اللہ کے لیے کچھ شریک
لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ	تاکہ وہ گمراہ کریں اُس کے راستے سے
قُلْ تَمَتَّعُوْا	فرمایئے تم فائدہ اٹھالو
فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾	پھر بے شک تمہارا لوٹنا آگ کی طرف ہی ہے۔

یہ آیات توجہ دلا رہی ہیں کہ ایسے لوگوں کی بد قسمتی دیکھو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں بالخصوص نبی اکرم ﷺ جیسی شفیق ہستی اور قرآنِ حکیم جیسی عظیم نعمت کی ناقدری کی اور اپنی پوری قوم کو تباہی و بربادی کے مقام یعنی جہنم تک پہنچا دیا۔ اُن بد نصیبوں نے دوسری ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہرا دیا۔ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ وہ دنیا میں چند روز عیش کر لیں اِس کے بعد اُن کے لیے جہنم میں ہمیشہ ہمیش کا عذاب ہے۔

آیت ۳۱

روزِ قیامت کوئی لین دین یا رشتہ داری کام نہیں آئے گی

قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے نبی ﷺ فرمایئے میرے اُن بندوں سے جو ایمان لائے
یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ	وہ قائم کریں نماز
وَ یُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً	اور خرچ کریں اُس میں سے جو ہم نے رزق دیا ہے اُنہیں پوشیدہ اور ظاہر
مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَ لَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾	اِس سے پہلے کہ آئے وہ دن کہ جس میں نہ لین دین ہوگا اور نہ دوستی کام آئے گی۔

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ آخرت میں عذاب سے بچنے کے لیے اِس دنیا میں تیاری کریں۔ اِس کے لیے باقاعدہ نماز قائم کریں اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق میں سے نیک مقاصد کے لیے علی الاعلان اور رازداری سے خرچ کریں۔ علی الاعلان خرچ کریں تو اِس نیت سے کہ دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب ہو۔ اگر رازداری سے خرچ کریں تو اِس احتیاط کی وجہ سے کہ ریاکاری سے بچا جا سکے۔ اِس حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ آخرت کے دن کوئی لین دین اور کوئی رشتہ داری کام نہ آئے گی۔

آیات ۳۲ تا ۳۴

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار نہیں کیا جا سکتا

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ	اللہ ہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو
وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	اور اتارا آسمان سے پانی

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ	پھر پیدا کیے اُس پانی سے پھل جو رزق ہیں تمہارے لیے
وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ	اور اُس نے کام میں لگا دیا تمہارے لیے کشتیوں کو
لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ	تاکہ وہ چلیں سمندر میں اُس کے حکم سے
وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ﴿۳۲﴾	اور کام میں لگا دیا تمہارے لیے نہروں کو۔
وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ	اور کام میں لگا دیا تمہارے لیے سورج کو اور چاند کو
دَآئِبَيْنِ ۚ	دونوں لگاتار گردش کرنے والے ہیں
وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ﴿۳۳﴾	اور کام میں لگا دیا تمہارے لیے رات اور دن کو۔
وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ	اور عطا فرمایا تمہیں ہر اُس چیز سے جس کا تم نے سوال کیا اُس سے
وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ	اور اگر تم شمار کرنا چاہو اللہ کی نعمتوں کو
لَا تُحْصُوْهَا ؕ	تو شمار نہیں کر سکو گے اُنہیں
ع ۱۷ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۚ﴿۳۴﴾	بے شک انسان یقیناً بڑا ظالم، بہت ناشکرا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی چند نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اُس نے:

1. انسانوں کے فائدہ کے لیے زمین و آسمان بنائے۔
2. آسمان سے بارش برسائی اور پانی جیسی نعمت عطا کی۔
3. پانی سے طرح طرح کے پھل اور میوے پیدا فرمائے۔

4. کشتیوں کے ذریعہ سے دریاؤں اور سمندروں میں سفر کو ممکن بنایا اور کئی فوائد سمیٹنے کے مواقع عطا کیے۔
5. زمین میں نہریں انسان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے جاری فرمادیں۔
6. سورج اور چاند کی حرکت کو خاص ضابطہ پر جاری رکھ کر انسانوں کے لیے مفید بنایا۔
7. رات اور دن کا نظام انسانوں کی سہولت کے لیے بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر وہ شے دی جس کی انسان کو ضرورت ہے خواہ وہ زبانِ حال سے مانگے یا اُس کے لیے دعا کرے۔ پھر یہ بھی اُس کی نعمت ہی ہے کہ وہ انسان کو آفات، بیماریوں اور معذوریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ اگر ہم اُنہیں شمار کرنا چاہیں تو شمار نہ کر سکیں گے لیکن انسان انتہائی ناشکرا ہے۔

آیات ۳۵ تا ۳۸

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پاکیزہ تمنائیں

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ	اور یاد کرو جب عرض کی ابراہیم علیہ السلام نے
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا	اے میرے رب! بنادے اِس شہر کو امن والا
وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾	اور دور رکھ مجھے اور میرے بیٹوں کو کہ ہم عبادت کریں بتوں کی۔
رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ	اے میرے رب! بے شک اُنہوں نے گم راہ کر دیا ہے بہت سے لوگوں کو
فَمَنْ تَبِعَنِیْ	پھر جس نے پیروی کی میری
فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ	تو بے شک وہ مجھ سے ہے

وَ مَنْ عَصَانِیْ	اور جس نے نافرمانی کی میری
فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۶﴾	تو بے شک تو بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ (یعنی ان کو ہدایت دے کر ان کی مغفرت و رحمت کا سامان کرنے پر آپ قادر ہیں)
رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ	اے ہمارے رب! میں نے بسایا اپنی کچھ اولاد کو ایسی وادی میں جو بنجر تھی
عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ	تیرے محترم گھر کے پاس
رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ	اے ہمارے رب! تاکہ وہ قائم کریں نماز
فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ	تو کر دے لوگوں کے دلوں کو کہ وہ مائل ہوں اُن کی طرف
وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ	اور رزق دے اُنہیں پھلوں میں سے
لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾	تاکہ وہ شکر کریں۔
رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَ مَا نُعْلِنُ ؕ	اے ہمارے رب! بے شک تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں
وَ مَا یَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾	اور نہیں پوشیدہ رہتی اللہ سے کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔

یہ آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پاکیزہ تمناؤں کا ذکر کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہوئے عرض کی کہ اے میرے رب!:

1. شہرِ مکہ کو امن کا گہوارہ بنادے۔
2. مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے محفوظ فرما۔ اِس شرک نے انسانوں کی بڑی تعداد کو گمراہ کیا ہے۔
3. میرا تعلق اپنی اولاد میں صرف اُسی سے ہے جو میری تعلیمات کی پیروی کرے۔ جو میری نافرمانی کرے اُس سے میرا کوئی تعلق نہیں بقول اقبال۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیوں کر ہو؟

4. تو غفور و رحیم ہے لہٰذا اگر نافرمانوں پر بھی نظرِ کرم فرمادے تو تیری خدائی میں کوئی کمی واقع نہ ہو گی۔
5. میں نے اپنے ایک بیٹے اور اُس کی اولاد کو مسجدِ حرام کے پاس آباد کیا تاکہ وہ تیرے اِس محترم گھر کو آباد کریں۔ تو لوگوں کے دلوں میں اِس گھر کی محبت پیدا فرمادے تاکہ وہ بار بار اِس گھر کی زیارت کے لیے حاضر ہوں۔
6. تیرے محترم گھر کے گرد زمین بنجر ہے۔ تو اِس گھر کے قریب رہنے والوں کو اپنی قدرت سے پھل اور میوے بطورِ رزق عطا فرما تاکہ وہ تیرا شکر ادا کر سکیں۔
7. میرے دل میں جو نیک تمنائیں ہیں اُنہیں پورا فرما کیونکہ تو کائنات کی ہر مخفی شے اور دلوں میں پوشیدہ ہر راز اور تمنا سے واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پاکیزہ تمناؤں کو پورا فرمادیا۔ شہرِ مکہ کے گرد حدودِ حرم مقرر فرما کر اِس شہر کو امن کا گہوارہ بنادیا۔ اُن کے بعد اُن کی اولاد ہی میں انبیاء آتے رہے اور ہر دور میں لوگوں کو شرک کی خباثت سے بچاتے رہے۔ زمین کے ہر حصہ میں لوگوں کے دل بیت اللہ کی محبت سے اِس طرح سرشار کر دیے کہ وہ بیت اللہ کی زیارت کے لیے تڑپتے ہیں اور مالی و جانی قربانیاں دے کر بار بار وہاں حاضر ہوتے ہیں۔ حجاز کی بنجر زمین میں خوراک اور پھلوں کی نہ ختم ہونے والی کثرت ہر وقت نظر آتی ہے۔

آیات ۳۹ تا ۴۱

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایمان افروز دعائیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ	کل شکر اللہ کے لیے ہے جس نے عطا کیے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام
اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾	بے شک میرا رب یقیناً خوب سننے والا ہے دعا کا۔
رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ	اے میرے ربّ! بنادے مجھے قائم رکھنے والا نماز کا
وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ	اور میری اولاد میں سے بھی
رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾	اے ہمارے رب! اور قبول فرما میری دعا۔
رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ	اے ہمارے رب! بخشش فرما میری
وَ لِوَالِدَیَّ	اور میرے ماں باپ کی
ع ۱۸ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ع	اور سب مومنوں کی جس دن قائم ہوگا حساب۔

اِن آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اُس سے ایمان افروز دعائیں کر رہے ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ کل شکر اللہ تعالیٰ کا ہے جس نے مجھے عالمِ پیری میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام جیسے سعادت مند بیٹے عطا فرمائے۔ اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا اور میری یہ دعا ضرور قبول فرما۔ بخشش فرما دے میری، میرے ماں باپ کی اور تمام اہلِ ایمان کی اور ہم پر اُس وقت ضرور رحم فرما جب روزِ قیامت انسانوں سے حساب کتاب لیا جا رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ دعائیں مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری اِن دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۲ تا ۴۵

روزِ قیامت نافرمانوں کا کیا حال ہو گا

وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ	اور تم ہر گز گمان نہ کرنا اللہ کو بے خبر اُس سے جو کر رہے ہیں ظالم لوگ
اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ	بے شک وہ تو بس مہلت دے رہا ہے اُنہیں
لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۙ﴿۴۲﴾	اُس دن کے لیے کہ پتھرا جائیں گی جس میں آنکھیں۔
مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ	دوڑنے والے ہوں گے، اوپر اٹھانے والے اپنے سروں کو
لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ	نہیں جھپکتی ہوں گی اُن کی پلکیں
وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ؕ﴿۴۳﴾	اور اُن کے دل اڑے ہوئے ہوں گے۔
وَ اَنْذِرِ النَّاسَ	اور اے نبی ﷺ! خبردار کیجیے لوگوں کو
يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ	اُس دن سے جب آئے گا اُن پر عذاب
فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا	تو کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا
رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ	اے ہمارے رب! مہلت دے ہمیں قریبی مدت تک
نُّجِبْ دَعْوَتَكَ	ہم قبول کر لیں گے تیری دعوت
وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ	اور پیروی کریں گے رسولوں کی

اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ	(کہا جائے گا) اور کیا تم نہیں کھاتے تھے قسمیں اِس سے پہلے
مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾	کہ نہیں ہے تمہارے لیے کوئی زوال؟
وَّ سَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	اور تم آباد رہے اُن لوگوں کے گھروں میں جنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر
وَ تَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ	اور واضح ہو گیا تھا تمہارے لیے کہ کیسا ہم نے کیا سلوک اُن کے ساتھ
وَ ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾	اور ہم نے بیان کر دیں تھیں تمہارے لیے مثالیں۔

یہ آیات خبر دار کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے جرائم سے غافل نہیں ہے۔ عنقریب قیامت آنے والی ہے۔ روزِ قیامت اُن کا یہ حال ہو گا کہ خوف کے مارے اُن کی آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ وہ سر اُٹھائے میدانِ حشر کی طرف دوڑ رہے ہوں گے۔ اُن کے دل دہشت سے لرز رہے ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے التجا کریں گے کہ اُنہیں ایک موقع اور دیا جائے تاکہ وہ اُس کی پکار پر لبیک کہیں اور رسولوں کی پیروی کریں۔ اللہ تعالیٰ جواب میں ارشاد فرمائے گا کہ یہ تم لوگ تھے جو دعویٰ کرتے تھے ہم فنا ہونے والے نہیں۔ حالاں کہ تم اُن لوگوں کی بستیوں میں رہتے تھے جو تم سے پہلے تباہ ہوئے تھے۔ تمہیں معلوم تھا کہ اُن کے ساتھ کیا ہوا؟ لیکن پھر بھی تم نے اُن کے انجام سے عبرت حاصل نہ کی۔

آیات ۴۶ تا ۴۷

اللہ کے رسول علیہ السلام استقامت کا پہاڑ تھے

وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ	اور یقیناً اُنہوں نے چلیں اپنی چالیں

وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ	اور اللہ کے پاس تھا توڑ اُن کی چالوں کا
وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾	اور نہیں تھی اُن کی چالیں کہ ٹل جائیں اُن سے پہاڑ۔
فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ	پس اے نبی ﷺ! ہر گز نہ خیال کیجیے گا کہ اللہ خلاف کرنے والا ہے اپنے وعدے کے اپنے رسولوں علیہم السلام سے
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ ؕ	بے شک اللہ زبردست ہے، انتقام لینے والا۔

اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ ہر دور میں مجرموں نے رسولوں کے خلاف بڑی بڑی سازشیں کیں تاکہ اُن کو حق کے راستے سے ہٹا سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسول حق کی راہ پر اِس طرح ڈٹے رہے جیسے استقامت کے پہاڑ ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سے اپنی مدد کا وعدہ پورا فرمایا۔ مجرموں سے زبردست انتقام لیا، اُن کی تمام چالوں کو ناکام کیا، دنیا میں اُنہیں رسوا کر کے ہلاک کیا اور آخرت میں بھی اُنہیں شدید عذاب سے دوچار کرے گا۔

آیات ۴۸ تا ۵۱

روزِ قیامت آسمان اور زمین بدل دیے جائیں گے

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ	جس دن بدل دی جائے گی زمین دوسری زمین سے (اس تبدیلی سے تبدیلی ذات مراد ہے یا تبدیلی ہیئت و صفت دونوں قول موجود ہیں)۔
وَ السَّمٰوٰتُ	اور آسمان بھی
وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾	اور سب لوگ پیش ہوں گے اللہ کے سامنے جو اکیلا ہے، سب پر غالب ہے۔

وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ	اور تم دیکھو گے مجرموں کو اُس روز
مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾	وہ باہم جکڑے ہوئے ہیں زنجیروں میں۔
سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ	اور اُن کے کرتے ہوں گے گندھک کے
وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾	اور ڈھانپ رہی ہو گی اُن کے چہروں کو آگ۔
لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ	تاکہ بدلہ دے اللہ ہر شخص کو اُس عمل کا جو اُس نے کمایا
اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾	بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ روزِ قیامت آسمان اور زمین کو بدل کر نئی صورت میں ڈھال دیا جائے گا۔ زمین کو کوٹ کوٹ کر بالکل ہموار کر دیا جائے گا۔ اُس میں کوئی نشیب و فراز نہ ہو گا اور نہ ہی کوئی موڑ اور خم۔ آسمان ایسے ہو جائے گا جیسے تیل کی تلچھٹ۔ پھر بدلی ہوئی زمین پر سب لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اُس کے اعمال کے اعتبار سے بدلہ دینے کا فیصلہ فرمائے گا۔ مجرموں کو باہم زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا اور گندھک کا لباس پہنایا جائے گا جس سے اُن کے لیے جہنم کی آگ کی شدت میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۵۲

مقاصدِ نزولِ قرآن

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ	یہ قرآن پیغام ہے لوگوں کے لیے
وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ	اور تاکہ اُنہیں خبردار کیا جائے اِس کے ذریعہ
وَ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	اور تاکہ وہ جان لیں کہ بے شک صرف وہی اللہ ایک معبود ہے

ع ۱۱ ۱۹ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾	اور تاکہ نصیحت حاصل کریں عقل والے۔

اِس آیت میں قرآنِ حکیم کے نزول کے مندرجہ ذیل مقاصد بیان کیے گئے :

1. لوگوں کو آخرت میں دوبارہ جی اٹھنے اور جواب دہی کے عمل سے خبردار کر دیا جائے۔
2. لوگوں کو بتا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔
3. غور و فکر کرنے والے قرآن کے ذریعہ انسان اور کائنات کے بارے میں حقائق کی یاد دہانی حاصل کرتے رہیں۔

سورۃ الحجر

☆آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱تا ۲۵ ایمانیاتِ ثلاثہ توحید، آخرت، رسالت
- آیات ۲۶تا ۴۸ قصّۂ آدم وابلیس
- آیات ۴۹تا ۹۹ ایمان بالرسالت

آیات ۱تا ۳

کاش ہم بھی مسلمان ہوتے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓرٰ ۚ	الف۔لام۔را۔
تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ وَ قُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱﴾	یہ آیات ہیں کتاب اور واضح قرآن کی۔
رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	کسی وقت چاہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَوۡ کَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ ﴿۲﴾	کہ کاش ! وہ ہوتے مسلمان۔
ذَرۡہُمۡ یَاۡکُلُوۡا وَ یَتَمَتَّعُوۡا	اے نبی ﷺ! چھوڑیے اُنہیں وہ کھائیں اور عیش کرلیں
وَ یُلۡہِہِمُ الۡاَمَلُ	اور غفلت میں ڈالے رکھے اُنہیں جھوٹی امید
فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳﴾	پھر جلد ہی وہ جان لیں گے۔

اِن آیات میں قرآنِ کریم کو ایک واضح کتاب قرار دینے کے بعد فرمایا کہ عنقریب کافر حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے۔ یہ معاملہ اُن کی موت کے وقت بھی ہو سکتا ہے جب فرشتے اذیت دے کر اُن کی جانیں نکالیں گے اور آخری بار اُس وقت بھی ہو گا جب گناہ گار مسلمانوں کو اُن کے گناہوں کی سزا دے کر جہنم سے نکالا جا رہا ہو گا۔ آیت ۲ کی تفسیر کے حوالے سے ترمذی شریف میں کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ قول نقل ہوا کہ:

اِذَا اُخْرِجَ اَهْلُ التَّوْحِيْدِ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِيْنَ.

''جب توحید کا عقیدہ رکھنے والے جہنم سے نکالے اور جنت میں داخل کیے جائیں گے تو اُس وقت کافر یہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے''۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ فرمایا کہ فی الحال یہ کافر کھا پی رہے ہیں، مزے اڑا رہے ہیں اور لمبے چوڑے منصوبے بنا رہے ہیں۔ اُن کے لیے یہ چار دن کی چاندنی ہے۔ عنقریب اُن کے لیے ہمیشہ ہمیش کی اندھیری رات آنے والی ہے۔ آخرت کی تیاری سے غافل ہو کر صرف دنیا ہی کے لیے منصوبے بنانا کافرانہ روش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس غفلت سے محفوظ فرمائے اور آخرت کی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴ تا ۸

نافرمانوں کے لیے عذاب کا وقت طے ہے

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ	اور ہم نے ہلاک نہیں کیا کسی بستی کو
اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝۴	مگر اُس (کی ہلاکت) کا وقت لکھا ہوا طے تھا۔
مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا	نہیں آگے بڑھتی کوئی امت اپنے مقررہ وقت سے
وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝۵	اور نہ وہ پیچھے رہ سکتی ہے۔

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ	اور کہا کافروں نے اے وہ شخص ! نازل کیا گیا ہے جس پر قرآن
اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝۶	بے شک تم یقیناً مجنون ہو۔
لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ	کیوں نہیں تم لے آتے ہمارے پاس فرشتے
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۷	اگر تم ہو سچوں میں سے۔
مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ	ہم نازل نہیں کیا کرتے فرشتے مگر حق کے ساتھ
وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝۸	اور وہ نہیں ہوں گے اُس وقت مہلت دیے جانے والے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو بھی ہلاک کیا، اُس کے لیے عذاب کا وقت طے تھا۔ پھر وہ قوم عذاب کو معین وقت پر آنے سے نہ روک سکی۔ کفارِ مکہ انتہائی گستاخانہ انداز میں نبی اکرم ﷺ کو مجنون قرار دے رہے ہیں اور اُن سے فرشتوں کو سامنے لانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتے اُس وقت نازل فرماتا ہے جب کسی سرکش قوم کی مدتِ مہلت ختم ہو جاتی ہے اور اُسے برباد کرنے کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ جس روز اللہ تعالیٰ نے فرشتے نازل کر دیے، اُس روز کفارِ مکہ کے لیے اچھی خبر نہ ہو گی۔ مدنی دور میں معرکہ بدر کے دوران فرشتوں کا نزول ہوا تھا اور پھر یہ کافر ذلت آمیز ہلاکت سے دوچار ہوئے تھے۔

آیت ۹

اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم کی حفاظت خود فرمائے گا

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ	بے شک ہم نے ہی نازل کیا ہے قرآن
وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۹	اور بے شک ہم اِس کی یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں۔

عظمتِ قرآن کے حوالے سے یہ بہت اہم آیت ہے۔اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بڑے جلالی انداز میں اعلان فرمایا کہ ہم ہی نے قرآنِ مجید نازل کیا ہے اور ہم ہی اِس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ غیر مسلم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ قرآنِ حکیم کا متن محفوظ ہے اور یہ وہی ہے جو حضرت محمد ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو لکھایا اور یاد کرایا تھا۔امت کا اِس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم کے صرف الفاظ ہی نہیں بلکہ اِس کا مفہوم بھی محفوظ فرمایا ہے۔اِس کا مفہوم ہمیں سمجھایا ہے نبی اکرم ﷺ نے اپنے ارشاداتِ عالیہ اور سنتِ مطہرہ کے ذریعہ۔لہٰذا حفاظتِ قرآن میں حفاظتِ حدیث وسنت بھی شامل ہے۔

آیات ۱۰ تا ۱۵

ہر دور میں اکثریت ایمان سے محروم رہتی ہے

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۰﴾	اور اے نبی ﷺ! یقیناً ہم نے رسول بھیجے آپ سے قبل پہلی امتوں میں۔
وَ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ	اور نہیں آتا تھا اُن کے پاس کوئی رسول علیہ السلام
اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾	مگر وہ اُس کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے۔
كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۲﴾	اِسی طرح ہم ڈال دیتے ہیں یہ مجرموں کے دلوں میں۔
لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ	کہ وہ ایمان نہیں لاتے رسول علیہ السلام پر
وَ قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳﴾	حالاں کہ گزر چکی ہے پہلے لوگوں کی یہی روش۔
وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ	اور اگر ہم کھول دیں اُن پر کوئی دروازہ آسمان سے
فَظَلُّوْا فِیْهِ یَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾	پھر وہ سارا دن اُس میں سے اوپر چڑھتے رہیں۔

لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا	یقیناً وہ کہیں گے بے شک بند ہی کر دی گئی ہیں ہماری نظریں
ع ۱۵ بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾	بلکہ ہم ایسے لوگ ہیں جن پر جادو کر دیا گیا ہے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو ذہنی طور پر تیار کیا گیا کہ آپ ﷺ کے مخاطبین کی اکثریت حق واضح ہونے کے باوجود ایمان نہیں لائے گی۔ ماضی میں بھی قوموں کی یہی روش رہی ہے۔ اگر مشرکینِ مکہ کے لیے آسمان سے ایک دروازہ کھول دیا جائے اور وہ اُس کے ذریعہ آسمان پر چڑھتے رہیں، تب بھی وہ ایمان نہ لائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی اِس قدرت کو بھی نظر کا فریب اور جادو قرار دیں گے۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ کو اِن لوگوں کے ایمان نہ لانے پر غمگیں نہیں ہونا چاہیے۔

آیت ۱۶ تا ۲۲

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے شاہ کار

وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا	اور یقیناً ہم نے بنائے آسمان میں برج
وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾	اور سجا دیا اُسے دیکھنے والوں کے لیے۔
وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾	اور ہم نے محفوظ کر دیا اُسے ہر مردود شیطان سے۔
اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ	سوائے اُس کے جو چوری چھپے چاہے سننا
فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾	تو پیچھا کرتا ہے اُس کا ایک روشن انگارہ۔
وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا	اور زمین کہ ہم نے پھیلا دیا ہے اُسے
وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ	اور ڈال دیے اِس میں بوجھ (یعنی پہاڑ)

وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾	اور ہم نے اگا دی اِس میں ہر چیز مناسب مقدار میں۔
وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ	اور ہم نے پیدا کیے تمہارے لیے اِس میں روزی کے سامان
وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾	اور (اُن کے لیے بھی) تم نہیں ہو جنہیں روزی دینے والے۔
وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫	اور نہیں ہے کوئی چیز مگر ہمارے پاس اُس کے خزانے ہیں
وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ	اور ہم نہیں اتارتے اُسے
اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾	مگر ایک معلوم اندازے سے۔
وَ اَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ	اور ہم نے بھیجا ہواؤں کو بارآور بنا کر
فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	پھر ہم نے نازل کیا آسمان سے پانی
فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ	پھر ہم نے پلایا تمہیں وہ
وَ مَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾	اور تم نہیں ہو اُس کا ذخیرہ کرنے والے۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کئی شاہکاروں کا ذکر کر رہی ہیں :

1. اللہ تعالیٰ نے آسمان پر ستارے بنائے جن کے ذریعہ دیکھنے والوں کے لیے آسمان کو سجاوٹ اور رونق بخشی۔ یہی ستارے سرکش جنات کے حوالے سے حفاظتی چوکیاں بھی ہیں۔ اگر کوئی سرکش جن آسمان سے فرشتوں کے حوالے کیے جانے

والے کسی فیصلے کو سننے کی کوشش کرتا ہے تو اُسے مار بھگانے کے لیے اِن ستاروں سے اُس پر ایک جلتا ہوا انگارہ پھینکا جاتا ہے۔

2. زمین کو اللہ تعالیٰ نے پھیلا دیا ہے۔ اُس پر پہاڑوں کی صورت میں بڑے بڑے بوجھ رکھے ہیں تاکہ زمین توازن میں رہے۔ پھر زمین پر ہر شے مخلوقات کی ضروریات کے مطابق پیدا فرمائی ہے۔

3. اللہ تعالیٰ نے زمین میں تمام مخلوقات کی گزراوقات کے لیے اسباب پیدا فرمائے ہیں اور اُن مخلوقات کے لیے بھی رزق کا انتظام کیا ہے جنہیں انسان نہ پالتے ہیں اور نہ ہی اُن کی خوراک وضروریات کی فراہمی کا بندوبست کرتے ہیں۔

4. اللہ تعالیٰ کے پاس ہر شے کے خزانے ہیں لیکن وہ اُسے اتنی ہی مقدار میں پیدا فرماتا ہے جتنی مخلوقات کی ضرورت ہوتی ہے۔

5. اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کو بار آور بنایا یعنی اُن کے دوش پر بادل مختلف علاقوں میں برسنے کے لیے تیرتے ہوئے پہنچتے ہیں۔ پھر اِن بادلوں سے اللہ تعالیٰ نے پانی برسایا اور انسانوں کے لیے پانی کی گردش کا ایسا نظام بنایا جس سے وہ سارا سال تازہ پانی حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ سال بھر کی ضروریات کے لیے پانی جمع کرنا چاہتے تو نہ کر سکتے۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

اللہ جانتا ہے آگے بڑھنے والوں کو اور پیچھے رہنے والوں کو

وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَ نُمِیْتُ	اور بے شک ہم ہی یقیناً زندہ کرتے اور مارتے ہیں
وَ نَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾	اور ہم ہی وارث ہیں۔
وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ	اور یقیناً ہم جانتے ہیں آگے بڑھنے والوں کو تم میں سے
وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ﴿۲۴﴾	اور یقیناً ہم جانتے ہیں پیچھے رہنے والوں کو بھی۔

وَ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ	اور اے نبی ﷺ! بے شک آپ ﷺ کا رب ہی جمع کرے گا اُنہیں
ع ۲ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع	بے شک وہ کمالِ حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اور پھر وہی اُنہیں موت دے گا۔ دنیا میں اُنہیں جو کچھ بھی ملا ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محض عارضی استعمال کے لیے ملا ہے۔ آخر کار وہ ہر چیز کو یوں ہی چھوڑ کر خالی ہاتھ رخصت ہو جائیں گے اور یہ سب چیزیں جوں کی توں اللہ تعالیٰ کے خزانے میں رہ جائیں گی۔ وہ خوب جانتا ہے کہ انسانوں میں سے کون سے سعادت مند اُس کی بندگی میں آگے بڑھتے ہیں اور کون سے بد نصیب اِس سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ آخر کار وہ سب کو زندہ فرمائے گا، وہ سب کے سب میدانِ حشر میں اُس کے سامنے حاضر ہوں گے اور اپنے اعمال کا بدلہ پائیں گے۔

آیات ۲۶ تا ۳۱

عظمتِ انسان

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ ج	اور یقیناً ہم نے پیدا کیا انسان کو کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے
وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ	اور جن، ہم نے پیدا کیا اُسے اِس سے پہلے
مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾	سخت حرارت والی آگ سے۔
وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اور اے نبی ﷺ! جب فرمایا آپ ﷺ کے رب نے فرشتوں سے
اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾	بے شک میں پیدا کرنے والا ہوں ایک انسان کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے۔

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ	توجب میں ٹھیک کرلوں اُسے
وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ	اور میں پھونک دوں اُس میں اپنی روح سے
فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾	تو تم گرپڑنا اُس کے لیے سجدہ کرتے ہوئے۔
فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾	تو سجدے میں گرپڑے فرشتے سب کے سب۔
اِلَّآ اِبْلِيْسَ	سوائے ابلیس کے
اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾	اُس نے انکار کیا کہ وہ ہو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اُس سنے ہوئے گارے سے پیدا کیا جو سوکھ کر کھنک رہا تھا۔اِس سے قبل جنات کو شعلے کے نظر نہ آنے والے انتہائی حرارت والے حصہ سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ جب میں انسان کو بنا سنوار دوں اور اُس میں اپنی روح ڈال دوں تو تم سب اُس کے سامنے سجدے میں گرپڑنا۔ گویا انسان کی اصل عظمت اِس وجہ سے ہے کہ وہ صرف خاکی وجود نہیں رکھتا بلکہ اُس میں روحِ ربانی بھی ہے۔

ہے ذوقِ تجلی بھی اِسی خاک میں پنہاں
غافل تو نرا صاحبِ ادراک نہیں ہے

تمام کے تمام فرشتوں نے انسان کے سامنے سجدہ کیا۔ یہ ہے انسان کی عظمت۔ البتہ ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا جو فرشتہ نہیں بلکہ ایک جن تھا۔

آیات ۳۲ تا ۳۵

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے تکبر کرنے والے پر

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ	فرمایا اللہ نے اے ابلیس ! کیا ہے تجھے

اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾	کہ تو نہیں ہوا سجدہ کرنے والوں کے ساتھ۔
قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ	کہا ابلیس نے نہیں ہوں میں ایسا کہ سجدہ کروں کسی انسان کو
خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾	تو نے پیدا کیا ہے جسے کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے۔
قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا	فرمایا اللہ نے پھر تو نکل جا یہاں سے
فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾	پس بے شک تو مردود ہے۔
وَّ اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾	اور بے شک تجھ پر لعنت ہے بدلے کے دن تک۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ ابلیس نے انسان کو تکبر کی وجہ سے سجدہ نہ کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اُس سے انسان کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو اُس نے جواب دیا کہ میں ایسے انسان کو سجدہ نہیں کر سکتا جسے سنے ہوئے گارے سے بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس! جا میری قربت کے مقام سے دور ہو جا۔ اب تو دھتکارا ہوا ہے اور تجھ پر میری اور میرے بندوں کی لعنت اور پھٹکار روزِ قیامت تک پڑتی رہے گی۔ بلاشبہ تکبر ہلاک اور برباد کرنے والا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۶ تا ۴۰

ابلیس کے ناپاک عزائم

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾	کہا ابلیس نے اے میرے رب! پھر مہلت دے مجھے اُس دن تک کہ جب وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔
قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾	فرمایا اللہ نے پھر بے شک تو ہے مہلت دیے جانے والوں میں سے۔

اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾	مقرر وقت کے دن تک۔
قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ	کہا ابلیس نے اے میرے رب ! اِس وجہ سے جو تو نے گم راہ کیا ہے مجھے
لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ	میں ضرور مزین کروں گا اُن کے لیے زمین میں (گناہوں کو)
وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾	اور میں ضرور گمراہ کروں گا اُنہیں سب کے سب کو۔
اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾	سوائے تیرے ایسے بندوں کے جو اُن میں سے چنے ہوئے ہیں۔

یہ آیات ابلیس کے ناپاک عزائم سے آگاہ کر رہی ہیں۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے روزِ قیامت تک مہلتِ زندگی مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے ایک معین وقت تک مہلت دی گئی۔ اُس نے اپنی بربادی کا الزام اللہ تعالیٰ کو دیا اور اپنے اِس ناپاک عزم کا اظہار کیا کہ میں دنیا کی عارضی اور گھٹیا لذتوں اور گناہ کے کاموں کو انسانوں کے لیے مزین کروں گا۔ اُن سب کو گم راہ کرنے کی اِس طرح کوشش کروں گا کہ وہ زمین میں خلافت کی ذمہ داریوں اور آخرت کی بازپرس کو فراموش کر دیں گے۔ البتہ اے اللہ! تیرے خاص بندے میرے فتنوں سے محفوظ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے خاص بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۱ تا ۴۴

شیطان اُسے بھٹکاتا ہے جو خود بھٹکنا چاہتا ہے

قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾	فرمایا اللہ نے یہ راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے سیدھا۔
اِنَّ عِبَادِيْ	بے شک جو میرے بندے ہیں

لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ	نہیں تیرا اُن پر کوئی زور
اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾	مگر وہ جو تیری پیروی کرتے ہیں گمراہوں میں سے۔
وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾	اور بے شک جہنم یقیناً وعدے کی جگہ ہے اُن سب کے لیے۔
لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ	اُس کے سات دروازے ہیں
ع ۱۹ ۳ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾	ہر دروازے کے لیے اُن میں سے ایک تقسیم کیا ہوا حصہ ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ میں نے بندوں کو ہدایت کی سیدھی راہ دکھادی ہے۔ جو اِس راہ پر چلے گا وہ میرا بندہ شمار ہوگا اور میرے بندوں پر شیطان کا بس نہیں چلے گا۔ شیطان ایسے ہی لوگوں کو گمراہ کرے گا جو وقتی لذتوں کی خاطر خود ہی گم راہ ہونا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ مختلف قسم کے کبیرہ گناہوں کے اعتبار سے جہنم کے سات دروازے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ شیطان کی پیروی کرنے والے کتنے بدنصیب کس دروازے سے جہنم میں گریں گے۔

آیات ۴۵ تا ۴۸

اہلِ جنت کی باہم کدورتیں ختم کردی جائیں گی

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ؕ ﴿۴۵﴾	بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔
اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾	(کہا جائے گا اُن سے) داخل ہو جاؤ اِن باغوں میں سلامتی کے ساتھ، بے خوف ہو کر۔
وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ	اور ہم نکال دیں گے جو اُن کے سینوں میں ہوگی کوئی کدورت

اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾	بھائی بھائی بن کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔
لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ	نہیں پہنچے گی اُنہیں اُس جنت میں کوئی تکلیف
وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾	اور نہ وہ اُس سے نکالے جانے والے ہیں۔

یہ آیات بشارت دے رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے والے جنت کے چشموں کے پاس لطف و سرور کی کیفیت میں ہوں گے۔ اگر دنیا میں اُن کے دلوں میں باہم کوئی کدورت پیدا ہو گئی تھی تو ختم کر دی جائے گی۔ وہ بڑی محبت سے بھائیوں کی طرح ٹیک لگا کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوئے محوِ گفتگو ہوں گے۔ وہ کسی بیماری یا تکلیف میں مبتلا نہیں ہوں گے اور نہ ہی اُنہیں کوئی مشقت برداشت کرنی پڑے گی۔ وہ ہمیشہ ہمیش جنت کی راحتوں کے مزے لوٹتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۹ تا ۵۶

اللہ رحم بھی کرتا ہے اور عذاب بھی دیتا ہے

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ	اے نبی ﷺ! بتا دیجیے میرے بندوں کو
اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾	بے شک میں ہی ہوں بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔
وَ اَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾	اور بے شک میرا عذاب ہی دردناک عذاب ہے۔
وَ نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾	خبر دیجیے اِنہیں ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کے بارے میں۔
اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ	جب وہ حاضر ہوئے ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں تو کہا سلام

وقف لازم

قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾	فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے بے شک ہم تم سے ڈرنے والے ہیں۔
قَالُوْا لَا تَوْجَلْ	کہا مہمانوں نے مت ڈریے
اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾	بے شک ہم بشارت دیتے ہیں آپ علیہ السلام کو ایک بہت علم رکھنے والے لڑکے کی۔
قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ	فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے کیا تم بشارت دیتے ہو مجھے اِس حال پر کہ آ پہنچا مجھے بڑھاپا
فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾	تو کس بات کی تم بشارت دے رہے ہو؟
قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ	کہا مہمانوں نے ہم بشارت دے رہے ہیں آپ علیہ السلام کو بالکل سچی
فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾	سو آپ علیہ السلام نہ ہو جائیں ناامیدوں میں سے۔
قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ	فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اور کون ناامید ہوتا ہے اپنے رب کی رحمت سے
اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾	سوائے گمراہوں کے۔

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو معاف کرنے والا اور اُن پر رحم فرمانے والا ہے لیکن نافرمانوں کو دردناک عذاب بھی دینے والا ہے۔ ہم اپنی روش سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق بھی بن سکتے ہیں یا اُس کے عذاب کو بھی دعوت دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اِن دونوں شانوں کا مظہر ہے کہ اُس نے اپنے فرشتوں کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی رحمت کی بشارت ایک بیٹے کی پیدائش کے حوالے سے دی اور پھر اُن ہی فرشتوں کے ذریعہ حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمان بیوی اور سرکش قوم پر بدترین عذاب نازل فرمایا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت ملی تو حیرت سے پوچھا کہ بڑھاپے میں میرے ہاں بیٹے کی پیدائش کیسے ممکن ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا کہ ہماری بشارت برحق

ہے، آپ علیہ السلام مایوس نہ ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو وہی مایوس ہو سکتا ہے جو گمراہ ہو۔

آیات ۵۷ تا ۶۰

کفارِ مکہ کے ایک مطالبہ کا جواب

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾	پوچھا ابراہیم علیہ السلام نے تو کیا مہم ہے تمہاری اے بھیجے جانے والو!؟
قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾	جواب دیا فرشتوں نے بے شک ہم بھیجے گئے ہیں ایک مجرم قوم کی طرف۔
اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ	سوائے لوط علیہ السلام کے گھر والوں کے
اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾	بے شک ہم یقیناً بچانے والے ہیں اُن سب کو۔
اِلَّا امْرَاَتَهٗ	سوائے لوط علیہ السلام کی بیوی کے
ع قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ع	ہم نے طے کر دیا ہے کہ بے شک وہ یقیناً ہو گی پیچھے رہنے والوں میں سے۔

کئی فرشتوں کا انسانی شکل میں آنا غیر معمولی بات تھی۔ ورنہ لڑکے کی بشارت دینے کے لیے تو ایک فرشتہ بھی کافی تھا۔ لہٰذا حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے تھے کہ یہ فرشتے کسی خاص مہم پر آئے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے اُن سے پوچھا کہ تمہاری آمد کا اصل مقصد کیا ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ وہ قوم لوط علیہ السلام پر عذاب نازل کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ البتہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کے علاوہ اُن کے گھر والے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ اِس سورہ مبارکہ کی آیت ۷ میں کفارِ مکہ کا یہ مطالبہ نقل کیا گیا ہے کہ ہمارے سامنے فرشتوں کو لایا جائے۔ اِس مطالبہ کا مختصر جواب یہ دیا گیا تھا کہ فرشتے تو ہمیشہ حق کے ساتھ بھیجے جاتے ہیں۔ یہاں اب دو واقعات کے ذریعہ

مطالبہ کا جواب دیا جارہا ہے۔ کفارِ مکہ کو بتایا جارہا ہے کہ ایک حق لے کر فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے اور دوسرا حق لے کر وہ قوم لوط علیہ السلام پر پہنچے تھے۔ بتاؤ تمہارے پاس اُن میں سے کون سا حق لے کر فرشتے آسکتے ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام والے حق کے لائق تو تم ہو ہی نہیں۔ اب کیا اُس حق کے ساتھ فرشتوں کو بلوانا چاہتے ہو جسے لے کر وہ قوم لوط علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے؟

آیات ۶۱ تا ۶۶

فرشتوں کی حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آمد

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾	پھر جب آئے لوط علیہ السلام کے گھر والوں کے پاس بھیجے ہوئے فرشتے۔
قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾	فرمایا لوط علیہ السلام نے بے شک تم اجنبی لوگ ہو۔
قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾	کہا فرشتوں نے بلکہ ہم لے کر آئے ہیں آپ علیہ السلام کے پاس وہ عذاب جس میں آپ علیہ السلام کی قوم کے لوگ شک کیا کرتے تھے۔
وَ اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ	اور ہم لائے ہیں آپ علیہ السلام کے پاس یقینی بات (عذاب کی)
وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾	اور بے شک ہم واقعی سچے ہیں۔
فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ	تو لے چلیے اپنے گھر والوں کو رات کے کسی حصہ میں
وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ	اور خود چلیے اُن کے پیچھے پیچھے
وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ	اور نہ مڑ کر دیکھے تم میں سے کوئی ایک
وَّ امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾	اور چلے چلو جہاں جانے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔

وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ	اور ہم نے وحی کیا لوط علیہ السلام کی طرف یہ فیصلہ
اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿٦٦﴾	بے شک اِن لوگوں کی جڑکاٹ دی جانے والی ہے صبح ہوتے ہی۔

فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس خوب صورت لڑکوں کی صورت میں آئے۔ آپ علیہ السلام کے لیے یہ بالکل اجنبی مہمان تھے۔ آپ علیہ السلام کو اُن کی آمد سے خطرہ بھی محسوس ہوا کیوں کہ وہ خوب صورت لڑکوں کی صورت میں تھے اور آپ علیہ السلام کی ہم جنس پرستی کے جرم میں مبتلا قوم اُنہیں اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کے لیے اقدام کر سکتی تھی۔ اِس اندیشہ کی وجہ سے خوف زدہ دیکھ کر فرشتوں نے آپ علیہ السلام کو اصل صورت حال بتادی اور آپ علیہ السلام کے خوف کو دور کر دیا۔ آپ علیہ السلام کو یہ بھی بتادیا کہ اِس مجرم قوم کے گناہوں کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اور اب صبح کے وقت اِن کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ جب رات چھا جائے تو آپ علیہ السلام اپنے گھر والوں کو لے کر بستی سے نکل جائیں۔ آپ علیہ السلام سب سے پیچھے رہیں اور آپ لوگوں میں سے کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے۔ یہ نہ تو تماشا دیکھنے کا وقت ہے اور نہ مجرم قوم کی ہلاکت پر آنسو بہانے کا۔ اگر کوئی فرد پیچھے کھڑا رہ گیا تو ممکن ہے کہ وہ بھی عذاب کی لپیٹ میں آجائے۔

آیات ۶۷ تا ۷۲

قومِ لوط علیہ السلام کی سرکشی

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٦٧﴾	اور آئے شہر والے اِس طرح کہ وہ خوش ہو رہے تھے۔
قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ	فرمایا لوط علیہ السلام نے بے شک یہ میرے مہمان ہیں
فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿٦٨﴾	سو نہ بے آبرو کرو مجھے۔
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿٦٩﴾	اور ڈرو اللہ سے اور نہ رسوا کرو مجھے۔
قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾	کہنے لگے اور کیا نہیں منع کیا ہم نے تمہیں تمام جہان والوں (کی حمایت) سے۔

قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ	فرمایا لوط علیہ السلام نے یہ میری (قوم کی) بیٹیاں ہیں
اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾	(کرلو نکاح) اگر تم کچھ کرنے والے ہو۔
لَعَمْرُكَ	اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! قسم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی
اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾	بلاشبہ وہ واقعی اپنی مستی میں بھٹک رہے تھے۔

ہم جنس پرستی کے خبیث جرم کی عادی قومِ لوط علیہ السلام کو جب خبر ملی کہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر پر خوب صورت لڑکوں کی صورت میں مہمان آئے ہیں تو وہ دیوانہ وار حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کی طرف دوڑتی ہوئی آئی۔ قوم کے لوگ حضرت لوط علیہ السلام سے لڑکوں کو حوالے کرنے کا مطالبہ کرنے لگے تاکہ وہ اُنہیں اپنی ہوس کا نشانہ بنا سکیں۔ بستی کے ایک شخص کے ہاں چند خوب صورت مہمانوں کا آنا، اُس کے گھر پر اوباشوں کا ایک ہجوم امڈ آنا اور اعلانیہ مطالبہ کرنا کہ بدکاری کے لیے مہمان ہمارے حوالے کردو، ظاہر کر رہا ہے کہ اُس قوم کی بد اعمالی کس حد کو پہنچ چکی تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کو سمجھایا کہ قوم کی بیٹیوں سے نکاح کر کے جائز طریقہ پر جنسی خواہش کی تسکین کرلو۔ بدقسمت قوم نے حضرت لوط علیہ السلام کی بات کو حقارت سے رد کر دیا۔ افسوس! ایک طرف قوم کی اخلاقی حس مر چکی تھی اور وہ علی الاعلان بدکاری کرتے ہوئے کوئی شرم محسوس نہیں کرتی تھی۔ دوسری طرف پوری آبادی میں کوئی ایسا عنصر باقی نہ رہا تھا جو اِن حرکات کے خلاف آواز اٹھاتا۔ واقعی ایسے لوگ دردناک عذاب کے مستحق تھے۔

آیات ۷۳ تا ۷۷

قومِ لوط علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا عذاب

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾	پھر پکڑ لیا اُنہیں ایک ہول ناک چیخ نے سورج نکلتے ہی۔
فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا	تو ہم نے کر دیا بستی کے اوپر کے حصے کو اُس کے نیچے کا حصہ

وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾	اور ہم نے برسائے اُن پر کنکر پکی ہوئی مٹی کے۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں علامات سے حقائق سمجھنے والوں کے لیے۔
وَ اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾	اور بے شک یہ بستی ایک آباد راستے پر ہے۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانی ہے مومنوں کے لیے۔

جب قومِ لوط علیہ السلام پر عذاب کا وقت آیا تو حضرت لوط علیہ السلام اپنے مومن گھر والوں کے ساتھ بستی سے نکل گئے۔ صبح کے وقت ایک زور دار دھماکے کے ساتھ اُس بستی کو الٹ دیا گیا۔ پھر بستی والوں پر صحراء میں دھوپ کی تمازت سے پک جانے والی مٹی کی کنکریوں کی بارش برسائی گئی۔ بدکار قوم کا ہر فرد ہلاک کر دیا گیا۔ مکہ والوں کو یاد دہانی کرائی گئی کہ قوم لوط علیہ السلام کی تباہ شدہ بستی اُس سیدھی شاہراہ پر ہے جو مکہ سے شام کی طرف جاتی ہے۔ دورانِ سفر اِس بستی کے کھنڈرات دیکھو اور اِس بستی کی بربادی سے عبرت حاصل کرو۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

قومِ شعیب علیہ السلام کا انجام

وَ اِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾	اور بے شک تھے جنگل والے بھی یقیناً ظالم۔
فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۫ وقف لازم	تو ہم نے انتقام لیا اُن سے
وَ اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾ ع ۵	اور بے شک یہ دونوں بستیاں یقیناً کھلی شاہراہ پر ہیں۔

اِن آیات میں جنگل والوں کا ذکر ہے۔ یہ قوم مدین کے علاقہ کے پاس آباد تھی۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اصحابِ مدین اور جنگل والے الگ الگ قومیں تھیں اور اِن دونوں کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ دونوں ایک ہی قوم کے نام ہیں۔ یہ ایک ہی قوم کے دو نام ہوں یا دو الگ الگ قومیں ہوں، جرائم اُن کے مشترک تھے۔ وہ شرک، تجارتی

بد دیانتی یعنی ناپ تول میں کمی اور راستوں پر لوٹ مار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ظالم قرار دیا، اُن سے انتقام لیا اور اُنہیں برباد کر دیا۔ اِس قوم کی آبادی کے کھنڈرات اور قومِ لوط علیہ السلام کی تباہ شدہ بستی اُس سیدھی شاہراہ پر ہیں جو مکہ سے شام کی طرف جاتی ہے۔ ارشاد ہوا کہ مکہ والوں کو اِن کے پاس سے گزرتے ہوئے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

آیات ۸۰ تا ۸۴

قومِ ثمود کی تباہی

وَ لَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ﴿۸۰﴾	اور یقیناً جھٹلایا حجر والوں نے رسولوں کو۔
وَ اٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا	اور ہم نے دیں اُنہیں اپنی نشانیاں
فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۙ﴿۸۱﴾	تو وہ تھے اُن سے رخ پھیرنے والے۔
وَ كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾	اور وہ تراشا کرتے تھے پہاڑوں سے گھر بے خوف ہو کر۔
فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۙ﴿۸۳﴾	پھر پکڑ لیا اُنہیں ایک ہولناک چیخ نے صبح ہوتے ہی۔
فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾	پھر کام نہ آیا اُن کے وہ سب جو وہ کمایا کرتے تھے۔

یہ آیات اصحابِ حجر یعنی قومِ ثمود کی ناشکری اور پھر تباہی کی داستان بیان کر رہی ہیں۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ نے بڑی نعمتوں سے نوازا تھا اور خاص طور پر ایسی ٹیکنالوجی دی تھی کہ وہ بڑے آرام سے پہاڑوں کو تراش تراش کر کشادہ اور آرام دہ گھر بناتے تھے۔ بد قسمتی سے اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احسانات کی ناقدری کی اور اُس کے رسولوں کو جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک زلزلہ کے ذریعہ اِس قوم کو ملیامیٹ کر دیا۔ اُن کے بنائے ہوئے مضبوط گھر اُن کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکے۔

آیات ۸۵ تا ۸۸

نبی اکرم ﷺ سے خصوصی خطاب

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ	اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور اُسے جو اِن دونوں کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ
وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ	اور بے شک قیامت یقیناً آنے والی ہے
فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾	پس اے نبی ﷺ! آپ ﷺ درگزر کیجیے، خوب صورت درگزر۔
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾	بے شک آپ ﷺ کا رب ہی خوب پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ	اور یقیناً ہم نے دے رکھی ہیں آپ ﷺ کو سات بار بار دہرائی جانے والی آیات
وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾	اور بہت عظمت والا قرآن۔
لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ	آپ ﷺ ہرگز نہ اُٹھائیں اپنی آنکھیں اُس (مال واسباب) کی طرف ہم نے فائدہ پہنچایا ہے جس سے مختلف طبقات کو اِن میں سے
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ	اور نہ افسوس کریں اُن پر
وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾	اور جھکا دیں اپنا بازو مومنوں کے لیے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کے لیے دل جوئی اور تسکین کا مضمون ہے۔ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر شے بامقصد بنائی ہے۔ دنیا کی زندگی کا بھی ایک مقصد ہے اور وہ ہے امتحان۔اِس امتحان کا نتیجہ آخرت میں ظاہر ہوگا لہٰذا آخرت ضرور آئے گی۔آپ ﷺ کافروں کے ظلم و ستم کو صبرِ جمیل سے برداشت کریں۔آخرت میں آپ ﷺ کو بھرپور اجر اور کافروں کو بدترین سزا مل کر رہے گی۔آپ ﷺ کا رب خالق ہے اور وہ مخلوق کے ہر حال اور کیفیت سے واقف ہے۔آپ ﷺ کس کرب سے گزر رہے ہیں اور آپ ﷺ کے دل پر کیا بیت رہی ہے اُسے سب علم ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سورۂ فاتحہ کی سات مبارک آیات عطا کی ہیں جو بار بار دہرانے، اللہ سے لو لگانے اور تسکین کے حصول کا ذریعہ ہیں۔یہ سات آیات اپنے مقام و مرتبہ میں قرآنِ عظیم ہیں یعنی قرآن کی تعلیمات کا خلاصہ ہیں۔اِس دولت کے ہوتے ہوئے آپ ﷺ کافروں کو ملنے والے فانی اور گھٹیا مال واسباب سے مرعوب نہ ہوں۔نہ ہی اُن کے برے انجام کی فکر کر کے غمگیں ہوں۔آپ ﷺ کی توجہ اور عنایات کا رخ اپنے مخلص ساتھیوں کی تعلیم و تربیت اور حوصلہ افزائی کی طرف رہے۔

آیات ۸۹ تا ۹۳

حق کے بارے میں زوردار تنبیہ

وَقُلْ اِنِّیْۤ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ ﴿۸۹﴾ ج	اور اے نبی ﷺ! فرما دیجئے بے شک میں تو صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔
كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِیْنَ ﴿۹۰﴾ لا	جیسے ہم نے نازل کیا ہے اِن تقسیم کرنے والوں پر۔
الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ ﴿۹۱﴾	جنہوں نے کر دیا قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے۔
فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۹۲﴾ لا	پس قسم ہے آپ ﷺ کے رب کی ہم ضرور پوچھیں گے اُن سب سے۔
عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾	اُس کے بارے میں جو وہ کیا کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کو اِن آیات میں تلقین کی جارہی ہے کہ آپ ﷺ اعلان فرمادیں کہ میں تمہیں واضح طور پر حق کے بارے میں خبر دار کررہا ہوں۔ پورا حق قبول کروگے تو جنت حاصل کروگے ورنہ جہنم کے ہولناک عذاب سے دوچار ہوگے۔ مشرکینِ مکہ پورے کا پورا حق قبول کرنے کو تیار نہیں تھے۔ وہ قرآنِ کریم کے حصے بخرے کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کا ذکر اُنہیں قبول تھا لیکن معبودانِ باطل کی نفی کے مضامین کو قرآن سے علاحدہ کرنا چاہتے تھے۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے مطالبہ کررہے ہیں کہ اِس قرآن کی جگہ کوئی اور قرآن لے آئیں یا اِس قرآن کو اُن کی خواہشات کے مطابق کمی بیشی کرکے بدل دیں۔ اُنہیں خبر دار کردیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اُن سے اِس روش کی بازپرس کرکے رہے گا۔ بدقسمتی سے آج ہماری اکثریت بھی عملی اعتبار سے قرآنِ حکیم کے حصے بخرے کررہی ہے۔ ہم قرآنِ حکیم کے کچھ احکام پر عمل کرتے ہیں اور کچھ سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نہیں اپنی خواہشِ نفس کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پورے کے پورے اسلام میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۴ تا ۹۹

علی الاعلان تبلیغ کا حکم

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ	پس اے نبی ﷺ! علی الاعلان سنایئے وہ جس کا آپ ﷺ کو حکم دیا جاتا ہے
وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾	اور رخ پھیر لیجیے مشرکوں سے۔
اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾	بے شک ہم کافی ہیں آپ ﷺ کے لیے مذاق اڑانے والوں کے مقابلہ میں۔
الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ	جو بناتے ہیں اللہ کے ساتھ دوسرا معبود
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾	سو عنقریب وہ جان لیں گے۔

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾	اور یقیناً ہم جانتے ہیں بے شک تنگ ہوتا ہے آپ ﷺ کا سینہ اُس سے جو وہ کہتے ہیں۔
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ	پس تسبیح کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ
وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾	اور ہو جایئے سجدہ کرنے والوں میں سے۔
وَ اعْبُدْ رَبَّكَ	اور عبادت کیجیے اپنے رب کی
ع ۶ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ ع ۶	یہاں تک کہ آجائے آپ ﷺ کے پاس یقینی بات (یعنی موت)۔

نبی اکرم ﷺ ابتدائی مکی دور میں ذاتی ملاقاتوں کے ذریعہ لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے رہے۔ اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ اب آپ ﷺ علی الاعلان لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت پیش کریں۔ مذاق اڑانے والے مشرکین کی پرواہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی اُن سے نمٹ لے گا۔ آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اِن مخالفین کے طنز آپ ﷺ کے مبارک سینہ میں تیر کی طرح پیوست ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ برداشت کیجیے اور اللہ تعالیٰ کی حمد، تسبیح اور اُس کی بارگاہ میں سجدوں کے ذریعہ دل کو سکون دیجیے۔ یہ وظائف آپ ﷺ کا حوصلہ بڑھائیں گے اور صبر و استقامت کا ذریعہ بنیں گے۔ دعوتِ دین کے سلسلہ میں پیش آنے والی آزمائشوں اور مخالفتوں کے مقابلے کی قوت پیدا کریں گے۔ اِن وظائف کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ اپنے رب کی بندگی پر زندگی کے آخری سانس تک کاربند رہیے۔

سورۃ النحل

☆آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱تا۱۸ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اور نعمتیں
- آیات ۱۹تا۶۴ مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۶۵تا۸۳ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اور نعمتیں
- آیات ۸۴تا۸۹ ایمان بالآخرت
- آیات ۹۰تا۱۰۰ اہم ہدایاتِ ربانی
- آیات ۱۰۱تا۱۱۳ مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۱۱۴تا۱۱۹ حلال و حرام کی بحث
- آیات ۱۲۰تا۱۲۴ عظمتِ ابراہیم علیہ السلام
- آیات ۱۲۵تا۱۲۸ صبر واستقامت کی تلقین

آیات ۱تا۲

مشرکین کے لیے دوٹوک اعلان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ	آگیا ہے اللہ کا حکم سو جلدی نہ کرو اُس کی
سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱	وہ پاک اور برتر ہے اُن سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔
يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ	وہ نازل کرتا ہے فرشتوں کو روح (وحی) کے ساتھ اپنے

مِنْ عِبَادِهٖٓ	حکم سے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا	کہ خبردار کردو بے شک نہیں کوئی معبود سوائے میرے
فَاتَّقُوْنِ ۝۲	سو بچو میری نافرمانی سے۔

اِس سورۂ مبارکہ کا آغاز جلالی اسلوب میں مشرکینِ مکہ کے لیے ایک وعید کے ساتھ ہوا ہے۔ اُنہیں خبردار کردیا گیا کہ تم جس عذاب کے حوالے سے جلدی کررہے ہو وہ اب آنے والا ہے۔ یہ دراصل بدر کے معرکہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ سورۂ مبارکہ مکی دور کے بالکل آخر میں نازل ہوئی اور مدنی دور کے دوسرے ہی سال معرکۂ بدر ہوا۔ اِن آیات میں مزید ارشاد ہوا کہ قرآنِ حکیم اِس لیے نازل کیا گیا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُس کے ساتھ کسی کو شریک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ خیر اِسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچا جائے۔

آیات ۳ تا ۴

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے عظیم شاہ کار

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ	اُس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ
تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳	وہ برتر ہے اُن سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ	اُس نے پیدا کیا انسان کو نطفے سے
فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝۴	تو جب ہی وہ کھلا جھگڑالو ہے۔

اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے تمام آسمانوں اور زمین کو بامقصد۔ کائنات کا بامقصد ہونا اور مختلف مظاہرِ قدرت کی تاثیروں میں ہم آہنگی گواہی دے رہی ہے کہ خالقِ کائنات کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ انسان کی تخلیق گندے پانی کی بوند سے ہوئی ہے لیکن انسان اپنے آغاز کو بھول گیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے حوالے سے بہت زیادہ ہی اعتراضات کرتا ہے۔ بڑھ بڑھ کر

باتیں کرنے سے پہلے اُسے چاہیے کہ غور کرے کہ اُس کی ابتدا کس شکل میں تھی، کس جگہ اُس نے ابتدائی پرورش پائی، پھر کس طرح دنیا میں آیا، پھر کن مرحلوں سے گزرتا ہوا وہ اپنی عمر کے موجودہ دور کو پہنچا ہے۔ وہ اپنی اوقات اور بے بسی پر غور کرے گا تب اُسے اپنے خالق کی عظیم قدرت کا اندازہ ہو گا۔

آیات ۵ تا ۹

چوپائے اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہیں!

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ	اور چوپائے، اللہ نے پیدا کیا اُنہیں
لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ	تمہارے لیے اُن میں حرارت حاصل کرنے کا سامان ہے
وَّمَنَافِعُ	اور کئی فوائد ہیں
وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۵	اور اُن میں سے بعض تم کھاتے ہو۔
وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ	اور تمہارے لیے اُن میں ایک شان ہے
حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ	جب تم شام کو چرا کر لاتے ہو
وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝۶	اور جب صبح چرانے لے جاتے ہو۔
وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ	اور وہ اٹھا کر لے جاتے ہیں تمہارے بوجھ اُس شہر تک
لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ	نہیں تھے تم پہنچنے والے جہاں مگر جانوں کی مشقت سے
اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۷	بے شک تمہارا رب یقیناً نرمی کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ	اور اُس نے پیدا کیے گھوڑے اور خچر اور گدھے
لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ	تاکہ تم سواری کرو اُن پر اور (وہ تمہارے لیے) زینت ہیں
وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸	اور وہ پیدا فرمائے گا ایسی سواریاں جو تم نہیں جانتے۔
وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ	اور اللہ ہی پر جا پہنچتا ہے سیدھا راستہ
وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ	اور اُس میں سے کچھ ٹیڑھے راستے ہیں
ع ۱۰ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹ ع	اور اگر وہ چاہتا تو ضرور ہدایت دے دیتا تم سب کو۔

یہ آیات چوپایوں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے بندوں پر مندرجہ ذیل احسانات بیان کر رہی ہیں :

1. چوپایوں کی کھال میں انسان کے لیے سرد موسم کی شدت سے بچنے کے لیے حرارت حاصل کرنے کی خصوصیات ہیں۔ اِن سے گرم لباس اور کمبل وغیرہ بنتے ہیں۔
2. چوپایوں میں سے جو حلال ہیں اُن کی کھال، ہڈیاں، چربی اور کھاد انسان کے لیے فوائد حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔
3. حلال جانوروں کا گوشت انسان کے لیے بہترین اور لذیذ خوراک ہے۔
4. مال مویشی رکھنے والے صبح کے وقت جب جانوروں کو چرانے لے جاتے ہیں اور جب شام کو واپس لاتے ہیں تو اُن کے لیے اِس میں ایک بڑی شان و شوکت کا پہلو ہوتا ہے۔
5. جانوروں میں سے جو بار بردار ہیں وہ انسانوں کا ساز و سامان دور دراز اور بلند مقامات تک لے جاتے ہیں۔ اُن کے بغیر یہ کام انسان کے لیے بڑا مشقت والا ہوتا۔
6. گھوڑے، خچر اور گدھے انسان کی سواری کے کام آتے ہیں اور اُن سے انسان کی شان و شوکت میں اضافہ ہوتا ہے۔

7. مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا وہ سواریاں جن کو نزولِ قرآن کے وقت مخاطبین نہیں جانتے تھے۔اِس میں وہ تمام نو ایجاد سواریاں یعنی ریل، موٹر گاڑیاں، بسیں، ہوائی جہاز وغیرہ جو اب تک ایجاد ہو چکے ہیں شامل ہیں۔اِسی طرح وہ تمام سواریاں بھی اِس میں داخل ہیں جو آئندہ زمانے میں ایجاد ہوں گی۔

اِن نعمتوں کے احساس سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے لیے شکر کے جذبات ابھرنے چاہئیں لیکن انسانوں کی اکثریت ناشکری اور احسان فراموشی کی روش اختیار کرتی ہے۔پھر مادی احسانات کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان روحانی ہے یعنی اُس نے وحی اور انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ہمیں سیدھا راستہ بھی دکھا دیا ہے۔اب بھی اگر کوئی سیدھی راہ پر نہیں آتا تو یہ اُس کی بد بختی ہے، اللہ تعالیٰ کسی کو زبردستی ہدایت نہیں دے گا۔

آیات ۱۰ تا ۱۱

پانی کی برکات

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	وہی ہے اللہ جس نے نازل کیا آسمان سے پانی
لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ	تمہارے لیے اُس میں سے کچھ پینے کے لیے ہے
وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ۝۱۰	اور اُسی سے وہ درخت اُگتا ہے جس میں تم (جانور) چراتے ہو۔
یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ النَّخِیْلَ وَ الْاَعْنَابَ	وہ اگاتا ہے تمہارے لیے اُس کے ذریعے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور
وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ	اور ہر طرح کے پھل
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۱	بے شک اِس میں یقیناً نشانی ہے اُن کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں

اِن آیات میں پانی کی تین برکات کا بیان ہے :

1. پانی انسان کی پیاس بجھاتا ہے اور اُس کی کئی جسمانی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔
2. پانی کے ذریعہ وہ چارہ، گھاس اور پتے پیدا ہوتے ہیں جو جانوروں کے لیے خوراک بنتے ہیں۔
3. پانی کے ذریعہ ہر طرح کی کھیتی، زیتون، کھجوریں، انگور، کئی قسم کے پھل اور میوے پیدا ہوتے ہیں۔

بلاشبہ غور و فکر کرنے والوں کے لیے پانی کی برکات، زمین کی پانی جذب کر کے نباتات اگانے کی صلاحیت، بیج کے پھٹنے، اُس میں سے درخت کے نکلنے، درخت پر پھول، پھل اور سبزیوں کے لگنے میں اللہ تعالیٰ جیسے عظیم خالق کی معرفت حاصل کرنے کے لیے حیرت انگیز نشانی ہے۔

آیت ۱۲

جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کے لیے

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ	اور اللہ نے کام میں لگا دیا تمہارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند کو
وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ	اور ستارے بھی کام میں لگا دیے گئے ہیں اُس کے حکم سے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۙ﴿۱۲﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو سمجھتے ہیں۔

اِس آیت میں قدرت کے پانچ مظاہر بیان ہوئے ہیں جو سب کے سب انسان کی خدمت کے لیے ہیں۔ رات آرام کے لیے ہے، دن بھاگ دوڑ اور کام کاج کے لیے ہے۔ سورج ، روشنی، حرارت، توانائی کی فراہمی، دن اور سال کا حساب لگانے اور دیگر کئی خدمات بجالانے کا ذریعہ ہے، چاند رات میں روشنی اور مہینوں کا حساب فراہم کرتا ہے۔ ستارے سمتوں کے تعین کے لیے کار آمد ہیں۔ اِس آیت میں بیان شدہ مظاہرِ قدرت انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایسی نعمتیں ہیں جو بغیر کسی محنت کے خود بہ خود

حاصل ہوتی ہیں۔ نباتات اور درختوں کے اگانے میں تو بظاہر کچھ نہ کچھ انسانی عمل کا بھی دخل تھا، یہاں ایسا نہیں ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی نے یہ جہان انسانوں کے لیے بنایا ہے اور اِس میں اپنی نعمتوں کا دستر خوان بچھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۳

کائنات کی زینت رنگا رنگی سے ہے

وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ	اور جو کچھ اللہ نے پھیلا دیا تمہارے لیے زمین میں
مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ	مختلف ہیں اُس کے رنگ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانی ہے اُن لوگوں کے لیے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی اِس جہان میں پیدا فرمایا، اُس کے رنگ مختلف ہیں۔ اِس رنگا رنگی ہی سے کائنات میں رونق اور خوب صورتی ہے۔ بقول شاعر۔

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونقِ چمن
اے ذوق اِس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

گویا اللہ تعالیٰ نے محض انسان کی ضروریات کو ہی ملحوظ نہیں رکھا بلکہ اُس کے ذوق جمال کی بھی تسکین فرمائی ہے۔ پھولوں، پتوں، سبزیوں، پھلوں، مشروبات، پہاڑوں، مچھلیوں، کیڑوں، پرندوں، جانوروں، انسانوں غرض مختلف مخلوقات کو طرح طرح کے رنگوں سے سجا کر کائنات کو دلکش رونق بخشی ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی اِس قدرت میں حقائق کی یاد دہانی حاصل کرنے والوں کے لیے نشانی ہے۔

آیت ۱۴

انسانوں کے لیے سمندر کی برکات

وَ هُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ	اور وہی ہے اللہ جس نے خدمت میں لگادیا سمندر کو
لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا	تاکہ تم کھاؤ اِس میں سے تازہ گوشت
وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ	اور نکالو اِس سے سامانِ زینت، تم پہنتے ہو جسے
وَ تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ	اور تم دیکھتے ہو کشتیوں کو پانی چیرتی چلی جانے والی ہیں سمندر میں
وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ	اور تاکہ تم تلاش کرو اللہ کے فضل میں سے
وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾	اور تاکہ تم شکر کرو۔

یہ آیت سمندر سے حاصل ہونے والی برکات بیان کر رہی ہے۔اِس نعمت سے انسانوں کے لیے مچھلیوں کی صورت میں تازہ اور صحت افزا گوشت حاصل ہوتا ہے۔ حیرت ہے کہ سمندر کا پانی تو کڑوا ہوتا ہے لیکن مچھلی کا گوشت انتہائی لذیذ ہوتا ہے۔ پھر سمندروں میں وہ صدف، موتی اور مونگے پیدا ہوتے ہیں جنہیں انسان بطور زیورات استعمال کرتا ہے۔ سمندر ہی میں وہ کشتیاں اور جہاز چلتے ہیں جن سے بڑے پیمانے پر تجارتی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اُس نے ٹھاٹھیں مارتے، تلاطم خیز موجیں اُٹھاتے وسیع و مہیب سمندر کو اپنے مخصوص قوانین کا پابند بنادیا۔ ورنہ انسان اِس سے کبھی بھی اوپر بیان کیے گئے فوائد حاصل نہ کر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احسانات کا دل، زبان اور پورے وجود سے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۵ تا ۱۶

زمین پر مظاہرِ قدرت

وَ اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ	اور اُس نے ڈال دیے زمین میں بوجھ (یعنی پہاڑ) کہ وہ ہلاتی نہ رہے تمہیں
وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾	اور نہریں اور راستے بنائے تاکہ تم رہنمائی حاصل کرو (اپنی منزل کی)۔
وَ عَلٰمٰتٍ ؕ	اور راستوں میں نشانات بنائے
وَ بِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾	اور ستاروں سے وہ لوگ راستہ معلوم کرتے ہیں۔

زمین پر اللہ تعالیٰ نے انتہائی وزنی پہاڑ رکھ دیے ہیں تاکہ زمین توازن میں رہے۔ اِسی زمین میں اللہ تعالیٰ نے نہریں جاری کر دی ہیں تاکہ انسان کو ذاتی استعمال اور زراعت کے لیے پانی میسر آسکے۔ زمین پر قدرتی راستے اور نشانات یعنی ندی، نالے ٹیلے، گھاٹیاں بنادیں ہیں تاکہ منزلوں پر پہنچنے میں سہولت ہو۔ اِن نشانات کی قدر انسان کو اُس وقت سمجھ میں آتی ہے جب وہ صحراء یا سمندر میں سفر کرتا ہے جہاں کوئی نشانِ راہ نہیں ہوتا۔ البتہ سفر خشکی کا ہو یا سمندر کا، دورانِ سفر سمتوں کی رہ نمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے ستارے پیدا کیے ہیں جن کی مدد سے انسان اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ قابلِ غور بات ہے کہ جس رب کریم نے انسان کی مادی زندگی میں رہنمائی کے لیے یہ کچھ انتظامات کیے ہیں، کیا وہ اخلاقی زندگی میں انسان کو بھٹکتا چھوڑ دے گا؟ مادی زندگی میں بھٹک جانے کا بڑے سے بڑا نقصان بھی اخلاقی زندگی میں بھٹکنے کے نقصان سے تو انتہائی کم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و سنت سے ملنے والی روحانی و اخلاقی رہنمائی سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۷ تا ۱۹

خالق کے احسانات اور بندوں کی ناشکری

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ	پھر کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اُس کی طرح ہو سکتا ہے جو پیدا نہیں کرتا؟
اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾	تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟
وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ	اور اگر تم شمار کرنا چاہو اللہ کی نعمتوں کو تو شمار نہیں کر سکو گے اُنہیں
اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾	بے شک اللہ یقیناً بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾	اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے تو کائنات میں بے شمار مظاہر تخلیق کیے ہیں جن میں سے ہر ایک اُس کی قدرت کا انوکھا شاہکار ہے۔ اُس کے سوا کسی اور نے کچھ بھی نہیں بنایا۔ تو کیا کوئی اور اللہ تعالیٰ کے برابر ہو سکتا ہے؟ غور تو کرو! پھر اُس عظیم خالق کے اپنی مخلوق پر اتنے احسانات ہیں کہ جن کا شمار ہی ممکن نہیں۔ افسوس یہ ہے کہ اکثر انسان اُس کے احسانات کو جانتے ہیں لیکن پھر بھی شکر ادا نہیں کرتے۔ اِس کے برعکس لاچار و بے بس مخلوق کو اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں اور اُس کی نعمتوں سے ملنے والی توانائی کو اُس کی نافرمانی میں صرف کرتے ہیں۔ یہ اُس کی حلیمی، رحیمی اور غفوری ہے کہ وہ پھر بھی درگذر کیے چلا جاتا ہے۔ البتہ اُسے خوب معلوم ہے کہ کون کیا ظاہر کر رہا ہے اور کیا چھپا رہا ہے؟ ناشکری کرنے والے باز نہ آئے تو پھر برے انجام سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۲۰ تا ۲۳

اپنے جیسے انسانوں کو معبود نہ بناؤ

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور وہ لوگ جنہیں وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا
لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا	وہ نہیں پیدا کرتے کچھ بھی
وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾	اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔
اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ	مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں
ع ۱۳/۸ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾	اور وہ نہیں جانتے کہ کب دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟
اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ	تمہارا معبود ہے ایک ہی معبود
فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ	تو وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر
قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ	اُن کے دل انکاری ہیں
وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾	اور وہ تکبر کر رہے ہیں۔
لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ	اِس میں کوئی شک نہیں کہ بلا شبہ اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾	بے شک وہ پسند نہیں کرتا تکبر کرنے والوں کو۔

اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ جن نیک انسانوں کو اُن کے مرنے کے بعد لوگ پکارتے ہیں اور اُن سے دعائیں کرتے ہیں اُنہوں نے کچھ بھی نہیں بنایا۔ بلکہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کی مخلوق تھے۔ مرنے کے بعد اُنہیں اپنی قبروں میں یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ کب دوبارہ

زندہ کیے جائیں گے ؟ جو لوگ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کے لیے تیاری نہیں کر رہے وہی اپنے جرائم کی سزا سے بچنے کے لیے بزرگانِ دین کا سہارا لیتے ہیں تاکہ اُن کی سفارش کے ذریعہ خود کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ کر لیں۔ ایسے لوگ آج تکبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکام کو پامال کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ کیا ظاہر کرتے ہیں اور کیا چھپاتے ہیں ؟ اُن کا انجام برا ہے۔

آیات ۲۴ تا ۲۵

گمراہی پھیلانا گناہِ جاریہ ہے

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ	اور جب بھی اُن سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا نازل فرمایا ہے تمہارے رب نے ؟
قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ ۙ	وہ کہتے ہیں پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔
لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ	تاکہ وہ اٹھائیں اپنے پورے بوجھ قیامت کے دن
وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ	اور کچھ اُن کے بوجھ میں سے بھی، جنہیں گمراہ کرتے ہیں بغیر علم کے
ع ۳ ۹ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع	خبردار برا ہے جو وہ بوجھ اٹھا رہے ہیں۔

مشرکینِ مکہ سے جب بھی دوسرے علاقوں کے لوگ سوال کرتے کہ حضرت محمد ﷺ پر کیا نازل ہو رہا ہے ؟ وہ کہتے تھے کہ کچھ بھی نہیں بس گذشتہ قوموں کے قصے اور کہانیاں ! ایسی گمراہی پھیلا کر وہ خود بھی گناہ سمیٹ رہے تھے اور جن کو گمراہ کر رہے ہیں اُن کا وبال بھی اپنے سر لے رہے تھے۔ بلاشبہ بہت برا بوجھ ہے جو وہ اٹھا رہے ہیں۔ روزِ قیامت اُنہیں گمراہ ہونے کے ساتھ ساتھ گمراہ کرنے کی بھی سزا ملے گی۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

اللہ تعالیٰ کا ایسا عذاب جس کا گمان تک نہ تھا

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	یقیناً سازشیں کیں اُن لوگوں نے جو اِن سے پہلے تھے
فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ	تو آیا اللہ (کا حکم) اُن کی عمارت پر بنیادوں سے
فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ	تو گر پڑی اُن پر چھت اُن کے اوپر سے
وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾	اور آیا اُن پر عذاب وہاں سے جہاں سے اُنہیں خبر تک نہ تھی۔
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ	پھر قیامت کے دن وہ رسوا کرے گا اُنہیں
وَ يَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ	اور کہے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک تم جھگڑا کیا کرتے تھے جن کے بارے میں؟
قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ	کہیں گے وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا
اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَ السُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾ۙ	بے شک ساری رسوائی آج کے دن اور ساری برائی کافروں پر ہے۔

ماضی میں کئی قوموں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں علیہم السلام کے خلاف مکر و فریب اور سازشیں کیں۔ اِن مجرموں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ایسی صورت میں آیا کہ اُنہیں گمان تک نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی عمارات کی وہ مضبوط بنیادیں ہلا دیں جن پر اُنہیں بڑا اعتماد تھا۔ پھر وہ چھتیں جنہیں سایہ فراہم کرنے کے لیے بنایا تھا اُن پر گر گئیں اور اُن کی بربادی کا سبب بن گئیں۔ یہ دنیا کا عذاب تھا۔ روزِ قیامت

اللہ تعالیٰ اُنہیں ذلیل کرے گا اور پوچھے گا کہ کہاں ہیں تمہارے بناوٹی معبود؟ جب وہ جواب نہ دے سکیں گے تو علمِ حقیقت رکھنے والے پکار اٹھیں گے کہ آج کے دن اصل رسوائی اور لعنت حق کے دشمنوں پر چھائی ہوئی ہے۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠	ایسے لوگ کہ جانیں نکالتے ہیں جن کی فرشتے، اِس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والے تھے اپنی جانوں پر
فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ	تو وہ اظہار کریں گے اطاعت کا کہ ہم نہیں کیا کرتے تھے کوئی برائی
بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾	کیوں نہیں! یقیناً اللہ خوب جاننے والا ہے اُسے جو تم کیا کرتے تھے۔
فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ	پس داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ	ہمیشہ رہنے والے ہو اُس میں
فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾	تو یقیناً بہت برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا۔

اِن آیات میں نافرمانوں پر موت کی سختیوں کا ذکر ہے۔ وہ موت کے وقت جان نکالنے والے فرشتوں کے سامنے جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم تو کوئی برائی نہیں کرتے تھے۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تم کیا کر رہے تھے؟ اب داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں۔ تم ہمیشہ اِس میں رہو گے۔ سرکشی اور برائی کرنے والوں کا بہت برا ٹھکانا ہے۔ اِن بد نصیبوں کو نہ صرف موت کی اذیت ناک سختی برداشت کرنی پڑتی ہے بلکہ موت کے فوراً بعد جہنم کے ایک گڑھے میں گرا دیا جاتا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إنما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار. (سنن ترمذی، باب صفۃ القیامۃ)

''قبر آدمی کے لیے جنت کے باغوں میں سے، ایک باغ بنتی ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا''۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

سب سے بڑی خیر اللہ کی کتاب قرآنِ کریم

وَ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا	اور جب پوچھا گیا اُن لوگوں سے جنھوں نے پرہیزگاری اختیار کی
مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ	کیا نازل فرمایا ہے تمہارے رب نے؟
قَالُوْا خَيْرًا ؕ	اُنھوں نے کہا بہترین بات
لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا	اُن لوگوں کے لیے جنھوں نے نیکی کی
فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ	اِس دنیا میں بڑی بھلائی ہے
وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ	اور یقیناً آخرت کا گھر بہتر ہے
وَ لَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۳۰﴾	اور یقیناً بہت اچھا ہے پرہیزگاروں کا گھر۔
جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا	ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں، وہ داخل ہوں گے جن میں
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	بہتی ہوں گی اُن کے نیچے سے نہریں
لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ	اُن کے لیے ہوگا وہاں جو وہ چاہیں گے
كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۳۱﴾	اِسی طرح بدلہ دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو۔

یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے پرہیز گاروں سے دریافت کیا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑی بھلائی نازل کی ہے۔ یہ ایک ایسا کلام ہے جس کی پیروی سے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائیاں اور سعادتیں حاصل ہوں گی۔ ایسے خوش نصیب جو اللہ تعالیٰ کے کلام کی پورے خلوص کے ساتھ پیروی کرتے ہیں، اُن کے لیے دنیا میں سکون و راحت کی زندگی ہے اور آخرت میں ہمیشہ ہمیش کی جنت ہے۔ وہاں اُنہیں ہر وہ نعمت ملے گی جس کی وہ خواہش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیت ۳۲

قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ	ایسے لوگ کہ جانیں نکالتے ہیں جن کی فرشتے، اِس حال میں کہ وہ پاکیزہ ہوتے ہیں
يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ	کہتے ہیں فرشتے سلام ہو تم پر
ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾	داخل ہو جاؤ جنت میں اُس کے بدلے میں جو تم کیا کرتے تھے۔

اِس آیت میں پاکیزہ لوگوں کی موت کی کیفیت بیان ہوئی ہے۔ فرشتے عالمِ نزع کے وقت اُنہیں سلام کرتے ہیں اور جنت میں داخل ہونے کی بشارت دیتے ہیں۔ اُنہیں آگاہ کرتے ہیں کہ یہ انعام اُن کے نیک اعمال کا نتیجہ ہے۔ بقول اقبال ؎

جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گل! کوششِ پیہم کی جزا دیکھ

پاکیزہ لوگوں کو عالمِ نزع میں جس جنت کی بشارت دی جاتی ہے، اُس کی راحتیں قبر میں داخل ہونے کے بعد ہی سے ملنی شروع ہو جاتی ہیں۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"جب مومن کو دفن کیا جاتا ہے اور فرشتوں کے سوال وجواب ہو چکتے ہیں تو اُس کی قبر میں جنت کی طرف سے ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس کی خوش بو سے اُس کا دماغ معطر ہوتا ہے اور اُسے کہا جاتا ہے کہ ایسے آرام اور مسرت سے سو جا جیسے ایک نئی نویلی دلہن سوتی ہے۔" (مسند احمد)

آیات ۳۳ تا ۳۴

نافرمانوں کو کس بات کا انتظار ہے؟

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ	نہیں انتظار کر رہے کافر مگر اِس کا کہ آئیں اُن کے پاس فرشتے
اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ	یا آئے اے نبی ﷺ! آپ ﷺ کے رب کا حکم
كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ	اِسی طرح کیا تھا اُن لوگوں نے جو اِن سے پہلے تھے
وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ	اور ظلم نہیں کیا اُن پر اللہ نے
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾	اور لیکن وہ اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کیا کرتے تھے۔
فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا	تو آپڑیں اُن پر بری سزائیں اُس کی جو اُنھوں نے عمل کیا
ع ۱۰ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ ع	اور گھیر لیا اُنہیں اُس عذاب نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدھی راہ بالکل کھول کر واضح فرما دی ہے۔ اِس راہ پر چلنے والے نیک لوگوں کے حسین انجام سے اور اِس راہ سے انحراف کرنے والے برے لوگوں کے بھیانک انجام سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے آخر توبہ کیوں نہیں کرتے؟ کیا وہ اُس عذاب کا انتظار کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ نازل کر دے یا

پھر اذیت ناک موت کے منتظر ہیں۔ ماضی میں بھی مجرموں کی یہی روش رہی۔ آخر کار اُن پر وہ عذاب آکر رہا جسے وہ مذاق سمجھ رہے تھے۔

آیت ۳۵

شرک کے لیے بظاہر خوش نما جواز

وَ قَالَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا	اور کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے شرک کیا
لَوۡ شَآءَ اللّٰہُ مَا عَبَدۡنَا مِنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ شَیۡءٍ	اگر اللہ چاہتا تو ہم عبادت نہ کرتے اُس کے سوا کسی چیز کی
نَّحۡنُ وَ لَاۤ اٰبَآؤُنَا	نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا
وَ لَا حَرَّمۡنَا مِنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ	اور نہ ہم حرام ٹھہراتے اُس کے بغیر کسی چیز کو
کَذٰلِکَ فَعَلَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۚ	اِسی طرح کیا تھا انہوں نے جو اِن سے پہلے تھے
فَہَلۡ عَلَی الرُّسُلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۳۵﴾	تو نہیں ہے رسولوں پر ذمہ داری مگر واضح طور پر پہنچا دینا۔

اِس آیت میں مشرکین کی طرف سے شرک کے حق میں ایک بظاہر خوش نما جواز کا ذکر ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہمیں شرک کرنے اور حلال و حرام کے خود ساختہ فیصلے کرنے سے روک دیتا۔ اُس کا نہ روکنا اِس بات کی دلیل ہے کہ ہمارا طرزِ عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے منظور شدہ ہے۔ جواب دیا گیا کہ شرک کے حق میں اِس طرح کے جواز ماضی میں بھی گمراہ لوگ پیش کرتے رہے ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیکی اور برائی کا اختیار دیا ہے۔ نیکی کے عمل میں اللہ تعالیٰ کا اذن اور رضا دونوں شامل ہوتے ہیں۔ برائی کے عمل میں اللہ تعالیٰ کا اذن تو ہوتا ہے لیکن اُس میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں علیہم السلام کا کام حق کو واضح کرنا ہے، لوگوں کو زبردستی حق کی راہ پر لانا نہیں ہے۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

رسولوں علیہم السلام کی دعوت... اللہ کی عبادت اور طاغوت سے بغاوت

وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا	یقیناً ہم نے بھیجا ہر امت میں ایک رسول
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ	کہ عبادت کرو اللہ کی
وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ	اور بچو طاغوت سے
فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ	تو اُن میں سے کچھ وہ تھے جنہیں ہدایت دی اللہ نے
وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ	اور اُن میں سے کچھ وہ تھے کہ ثابت ہو گئی اُن پر گمراہی
فَسِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ	پس چلو پھرو زمین میں
فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۳۶	پھر دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔
اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ	اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواہش کریں اُن کی ہدایت کی
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِیْ مَنْ يُّضِلُّ	تو بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا اُن کو جنہیں وہ گمراہ کر دے
وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۳۷	اور نہیں ہے کوئی اُن کے لیے مدد کرنے والوں میں سے۔

اِن آیات میں فرمایا کہ تمام رسولوں علیہم السلام نے اپنی قوموں کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی اور تلقین کی کہ وہ طاغوت یعنی اپنی حاکمیت قائم کرنے والے سرکشوں کی بندگی سے اجتناب کریں۔ کچھ لوگوں نے یہ دعوت قبول کی اور اکثر نے ٹھکرا دی۔ زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ رسولوں کی دعوت ٹھکرانے والوں کا کیسا رسوا کن انجام ہوا۔ رسولوں کی خواہش تو یہ تھی کہ سب لوگ ایمان لے

آئیں لیکن اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جو گمراہی کی راہ اختیار کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے زبردستی ہدایت نہیں دیتا اور نہ کوئی اور اُنہیں راہِ راست پر لا سکتا ہے۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

اللہ تعالیٰ جھوٹوں کو گھر تک پہنچائے گا

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ	اور اُنہوں نے قسمیں کھائیں اللہ کی زور دیتے ہوئے اپنی قسموں پر
لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ	نہیں دوبارہ اٹھائے گا اللہ اُسے جو مر جاتا ہے
بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا	کیوں نہیں ! وعدہ ہے اُس کے ذمہ سچا
وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾	اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ	تاکہ واضح کر دے اُن پر وہ بات، وہ اختلاف کیا کرتے تھے جس میں
وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا	اور تاکہ جان لیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾	کہ بے شک وہ جھوٹے تھے۔
اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ	بے شک ہمارا فرمان کسی چیز کے لیے
اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ	جب ہم ارادہ کر لیں اُس (کے بنانے) کا
اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ	(یہ ہوتا ہے) کہ ہم کہتے ہیں اُس کے لیے کہ ہو جا

ع ۱۱ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع	تو وہ ہو جاتی ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ کفار مضبوط قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ ایسا ضرور کرے گا۔ایسا کرنا عقلی و اخلاقی تقاضا ہے۔ کئی امور کے بارے میں انسانوں کو اختلافات رہے ہیں جن کی بنا پر مختلف نظریات رکھنے والوں نے الگ مذہب، معاشرے اور تمدن بنا لیے۔اپنے نظریے کی حمایت میں لوگوں نے جان، مال، آبرو، ہر چیز کی بازی لگا دی۔اِن اختلافات کے حوالے سے عقل چاہتی ہے کہ فیصلہ کیا جائے کہ کیا حق تھا اور کیا باطل؟ اس دنیا میں یہ ممکن نہیں۔ لہٰذا عقل کے اِس تقاضے کو پورا کرنے کے لیے ایک دوسرا ہی عالم درکار ہے۔اِسی طرح اختلافات کے حوالے سے کشمکش میں کسی نے ظلم کیا اور کسی نے سہا۔اخلاقی تقاضا ہے کہ آخر کوئی وقت تو ہونا چاہیے جبکہ ان سب کا اخلاقی نتیجہ صلے یا سزا کی شکل میں ظاہر ہو۔ لہٰذا وہ وقت آئے گا اور اللہ تعالیٰ صرف کلمہ ’کن‘ کہے گا اور تمام انسان دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ وہ تمام امور کے فیصلے سنا دے گا اور اُس وقت ثابت ہو جائے گا کہ کافر جھوٹے ہیں اور پھر اُنہیں اُن کی بداعمالیوں کی سزا دی جائے گی۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی فضیلت

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ	اور جن لوگوں نے ہجرت کی اللہ کی خاطر
مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا	اِس کے بعد کہ اُن پر ظلم کیا گیا
لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ	ہم ضرور ٹھکانا دیں گے اُنہیں دنیا میں اچھا
وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ وقف لازم	اور یقیناً آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑا ہے
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لا	کاش وہ جان لیتے۔
الَّذِيْنَ صَبَرُوْا	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبر کیا (ہجرت کے لیے)

وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾	اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسا کرتے ہیں۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُنہیں دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی دنیا کی کمائی گھر اور اثاثے چھوڑ کر صبر کی اعلیٰ مثال قائم کی اور محض اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہوئے ہجرت کی۔ اِن آیات میں ایک طرف اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے بشارت ہے جنہوں نے حبشہ ہجرت کی تھی اور دوسری طرف مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے ترغیب ہے۔

آیات ۴۳ تا ۴۴

قرآن کے احکام پر عمل حدیث کے بغیر ممکن نہیں

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا	اور اے نبی ﷺ! ہم نے نہیں بھیجے آپ ﷺ سے پہلے مگر کچھ مرد
نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ	ہم وحی کرتے تھے جن کی طرف
فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ	تو پوچھ لو یاد رکھنے والوں سے
اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾	اگر تم نہیں جانتے۔
بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ	(اُنہیں بھیجا) واضح دلائل اور کتابوں کے ساتھ
وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ	اور ہم نے نازل کیا آپ ﷺ کی طرف قرآن
لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ	تاکہ آپ ﷺ واضح کریں لوگوں کے لیے جو نازل کیا گیا ہے اُن کی طرف
وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾	اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

النصف

یہ آیات ایک طرف اُن منکرینِ نبوت کی گمراہی کا رد کر رہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا کلام کسی انسان کے ذریعہ سے آنے کو نہیں مانتے تھے۔ دوسری طرف یہی آیات آج کے اُن منکرینِ حدیث کے فتنہ کا بھی توڑ کر رہی ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی تشریح و توضیح کے بغیر صرف اپنی عقل سے قرآن کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تاکہ وہ اُن کے لیے قابلِ عمل نمونہ بن سکیں۔ نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم نازل فرمایا اور اُنہیں یہ ذمہ داری تفویض کی کہ وہ قرآن کے احکام و مضامین کو لوگوں کے لیے واضح کریں۔ بلاشبہ قرآنِ حکیم پر عمل رسول اللہ ﷺ کے ارشادات و تشریحات کے بغیر ناممکن ہے۔ معارف القرآن میں آیت ۴۴ کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر آج کوئی شخص ذخیرۂ حدیث کو کسی حیلے بہانے سے ناقابلِ اعتماد کہتا ہے تو اِس کا صاف مطلب یہ ہے کہ (معاذ اللہ) رسول کریم ﷺ نے اِس حکم قرآنی کی خلاف ورزی کی اور مضامینِ قرآن کو بیان نہیں کیا یا یہ کہ آپ ﷺ نے تو بیان کیا تھا مگر وہ قائم و محفوظ نہیں رہا۔ بہر دو صورت قرآن بحیثیت معنی کے محفوظ نہ رہا جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود حق تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ اُس کا یہ دعویٰ اِس نصِ قرآن کے خلاف ہے۔ اِس سے ثابت ہوا کہ جو شخص سنتِ رسول ﷺ کو اسلام کی حجت ماننے سے انکار کرتا ہے، وہ درحقیقت قرآن ہی کا منکر ہے نعوذ باللہ"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں انکارِ حدیث کے فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۵ تا ۴۷

اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہر وقت ڈرتے رہو

اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَكَرُوا السَّیِّاٰتِ	تو کیا بے خوف ہو گئے ہیں وہ لوگ جنہوں نے سازشیں کیں برائیوں کی
اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ	کہ دھنسا دے اللہ اُن کو زمین میں

اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾	یا آجائے اُن پر عذاب وہاں سے جہاں سے وہ سوچتے بھی نہ ہوں۔
اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ	یا اللہ پکڑ لے اُنہیں اُن کے چلنے پھرنے کے دوران
فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾	سو نہیں ہیں وہ (اللہ کو) بے بس کرنے والے۔
اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ	یا اللہ پکڑ لے اُنہیں ڈرانے کے بعد
فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾	پس بے شک تمہارا رب یقیناً بہت نرمی کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ کے احکامات توڑنے والے اِس بات سے امن میں ہیں کہ اچانک اُنہیں زمین میں دھنسا دیا جائے یا اُن پر عذاب وہاں سے آئے جہاں سے اُنہیں گمان تک نہ ہو۔ یہ عذاب اُن پر اچانک بھی آسکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے اِس کے آثار ظاہر ہوں اور پھر وہ سر پر آجائے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے انسان بچ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بندگی کرنے اور عذاب سے محفوظ رہنے کے لیے نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۸ تا ۵۰

ہر شے ہی نہیں اُس کا سایہ بھی اللہ کو سجدہ کرتا ہے

اَوَ لَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ	اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا وہ جو اللہ نے پیدا کی ہے کوئی بھی چیز
يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ الشَّمَآئِلِ	ڈھلتا ہے اُس کا سایہ دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے

سُجَّدًا لِّلّٰهِ	سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو
وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾	اِس حال میں کہ وہ عاجز ہیں۔
وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ	اور اللہ ہی کو سجدہ کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے
مِنْ دَآبَّةٍ وَّ الْمَلٰٓئِكَةُ	یعنی ہر قسم کے جان دار اور فرشتے
وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾	اور وہ تکبر نہیں کرتے۔
يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ	وہ ڈرتے ہیں اپنے رب سے اپنے اوپر سے
وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع السجدة ۱۲	اور وہ کرتے وہی ہیں جس کا اُنہیں حکم دیا جاتا ہے۔

اِن آیات میں فرمایا کہ کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہے یعنی اُس ضابطہ اور قانون کی پابند ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے بنایا ہے۔ پھر ہر شے کا سایہ بھی سورج کی حرکت سے ڈھلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کر رہا ہوتا ہے۔ آسمانوں اور زمین میں موجود تکبر نہ کرنے والی تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرتی ہیں۔ خاص طور پر فرشتے جنہیں اکثر مشرکین نے معبود بنالیا ہے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کو نہ صرف سجدہ کرتے ہیں بلکہ ہر آن اُس سے ڈرتے رہتے ہیں اور اُس کے احکام کی بجاآوری کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر سے بچائے اور ظاہری و باطنی طور پر اپنے سامنے سر کو جھکانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیات ۵۱ تا ۵۲

دو معبود نہ بناؤ

وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ	اور فرمایا اللہ نے مت بناؤ دو معبود
اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ	بے شک وہ تو صرف ایک ہی معبود ہے

فَاِيَّایَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾	سو مجھ ہی سے پس تم ڈرا کرو۔
وَ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اور اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
وَ لَهُ الدِّیْنُ وَاصِبًا ؕ	اور اُسی کی اطاعت ہے ہمیشہ
اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾	تو کیا اللہ کے سوا کسی اور سے تم ڈرتے ہو؟

یہ آیت اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا رہی ہے کہ دو معبود نہ بناؤ۔ عقیدہ کے اعتبار سے یہ جرم مجوسیوں نے کیا کہ یزداں کو خیر کا خدا اور اہرمن کو شر کا خدا قرار دیا۔ عملی طور پر اکثر انسان دو معبود رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو بھی معبود مانتے ہیں لیکن وہ کسی اور شے کو بھی مقدم کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر معبودوں میں خواہشاتِ نفس، بیوی، بچے، مال و دولت، وطن، قوم، اولیاء اللہ، مذہبی پیشوا، سیاسی قائدین، خود ساختہ تصورات وغیرہ شامل ہیں۔ توحیدِ خالص یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو محبوب و مطلوب بنایا جائے، اُس کی مستقل اطاعت کی جائے اور اُس کی نافرمانی سے بچا جائے۔

آیات ۵۳ تا ۵۶

ہر نعمت اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کردہ ہے

وَ مَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ	اور جو تمہارے پاس کوئی نعمت ہے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے
ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَیْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ۚ	پھر جب پہنچے تمہیں تکلیف تو تم اُسی کی طرف فریاد کرتے ہو۔
ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ	پھر جب وہ دور کر دیتا ہے تکلیف کو تم سے
اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ	تو اُسی وقت کچھ لوگ تم میں سے اپنے رب کے ساتھ

يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾	شریک بنانے لگتے ہیں۔
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ	تاکہ وہ ناشکری کریں اُن نعمتوں کی جو ہم نے دی ہیں اُنہیں
فَتَمَتَّعُوْا ۫	سو تم فائدہ اٹھالو
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾	پھر عنقریب تم جان لوگے۔
وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ	اور مقرر کرتے ہیں (اُن معبودوں) کے لیے جن کو وہ نہیں جانتے ایک حصہ اُس میں سے جو ہم نے دیا ہے اُنہیں
تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾	اللہ کی قسم ! تم سے ضرور پوچھا جائے گا اُس کے بارے میں جو تم جھوٹ گھڑا کرتے تھے۔

بلاشبہ انسان کو ہر نعمت اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ انسان کی ہر تکلیف بھی وہی دور کرتا ہے۔ انسان کی ناشکری کا یہ عالم ہے کہ وہ نعمتوں کو اور تکالیف کی دوری کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرتا ہے۔ ایسے لوگ ناشکری کرتے رہیں، عن قریب اِس روش کی سزا پاکر رہیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق کو دوسرے معبودوں کے نام پر نذر و نیاز کرکے تقسیم کردیتے ہیں۔ یہ معبود اُن کے خود ساختہ ہیں کیونکہ اُن کے معبود ہونے کے بارے میں اُن کے پاس کوئی مستند علم نہیں۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے اِس ناانصافی کی جواب دہی کرنا ہوگی۔

آیات ۵۷ تا ۶۰

مشرکینِ مکہ کی بے انصافی

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ	اور وہ ٹھہراتے ہیں اللہ کے لیے بیٹیاں
سُبْحٰنَهٗ ۙ	وہ اِس سے پاک ہے

وَ لَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾	اور اُن کے لیے تو وہ (بیٹے) ہیں جنہیں وہ پسند کرتے ہیں۔
وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى	اور جب خوش خبری دی جائے اُن میں سے کسی کو بیٹی کی
ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا	تو ہو جاتا ہے اُس کا چہرہ سیاہ
وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ ۚ	اِس حال میں کہ وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔
يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ	وہ چھپتا پھرتا ہے قوم سے اُس برائی کی وجہ سے، اُسے خوش خبری دی گئی جس کی
اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ	(سوچتا ہے) آیا وہ رکھے اُسے ذلت کے ساتھ
اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ؕ	یا دفن کر دے اُسے مٹی میں
اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾	سن لو! برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔
لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ	اُن لوگوں کے لیے جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر، بری مثال ہے
وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ	اور اللہ کے لیے سب سے اونچی مثال ہے
ع ۱۳ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ ع	اور وہی زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

یہ آیات مشرکینِ مکہ کی بے انصافی کا ذکر کر رہی ہیں۔ وہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے لیکن اگر اپنے ہاں بیٹی پیدا ہو جائے تو شدید صدمے سے دوچار ہو جاتے تھے۔ اُسے اپنے لیے باعثِ شرم سمجھتے، لوگوں سے منہ چھپاتے اور بعض اوقات اُسے زندہ دفن کر دیتے تھے۔ ایسے لوگ درحقیقت آخرت میں پکڑ پر یقین نہیں رکھتے۔ اُن کا عنقریب برا حال ہونے والا ہے۔

مستقل ذلت و رسوائی اُن کا مقدر بنے گی۔ اِس کے بر عکس اللہ تعالیٰ اُن تمام گھٹیا تصورات سے پاک ہے جو مشرکین اُس کے بارے میں رکھتے ہیں۔ اُس کی شان ہمیشہ سے اونچی ہے اور اونچی ہی رہے گی۔

آیت ۶۱

اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم تباہ ہو جاتے

وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ	اور اگر پکڑ لے اللہ لوگوں کو اُن کے ظلم کی وجہ سے
مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ	تو نہ چھوڑے زمین پر کوئی جان دار
وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ	اور لیکن وہ مہلت دیتا ہے اُنہیں ایک وقتِ مقررہ تک
فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ	پھر جب آ جاتا ہے اُن کا مقررہ وقت
لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً	نہ وہ پیچھے ہٹتے ہیں ایک گھڑی
وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾	اور نہ وہ آگے بڑھتے ہیں۔

اِس آیت میں فرمایا کہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ مہلت ختم ہو جاتی ہے تو پھر ظالموں کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اگر وہ انسانوں کی گناہوں پر فوری پکڑ کر لے تو زمین میں کوئی جاندار باقی نہ رہے۔ انسانوں کے علاوہ دیگر جان دار تو ہیں ہی انسانوں کی خدمت کے لیے۔ انسان مٹ جاتے تو پھر اُن کی بھی ضرورت نہ رہتی۔

آیات ۶۲ تا ۶۳

شیطان کا دھوکا

وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ	اور وہ ٹھہراتے ہیں اللہ کے لیے جسے وہ خود ناپسند کرتے ہیں
وَ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ	اور بیان کرتی ہیں اُن کی زبانیں جھوٹ کہ بے شک اُن کے لیے بھلائی ہے
لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ	کوئی شک نہیں کہ بے شک اُن کے لیے آگ ہے
وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾	اور بے شک وہ اُس میں سب سے آگے بھیجے جانے والے ہیں۔
تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ	اللہ کی قسم! یقیناً ہم نے بھیجے (اے نبی ﷺ!) رسول امتوں کی طرف آپ ﷺ سے پہلے
فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ	تو خوش نما کر دیا اُن کے لیے شیطان نے اُن کے اعمال کو
فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ	سو وہی اُن کا دوست ہے آج
وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اِن آیات میں فرمایا کہ شیطان انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید دلا کر گناہوں پر اکساتا رہتا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہیں اور پھر بھی گمان رکھتے ہیں کہ اُن کے لیے رحمتیں ہی رحمتیں ہیں۔ ایسے بد بختوں کے لیے رحمت نہیں جہنم کی آگ ہے۔ دنیا میں وقتی طور پر اُن کی رسی دراز کی جا رہی ہے تاکہ اپنے نامۂ اعمال کو خوب سیاہ کر لیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ دوزخ کی آگ ایسے لوگوں کے انتظار میں ہے اور سب سے پہلے یہی لوگ اُس کا لقمہ بنیں گے۔

آیت ۶۴

قرآن وسنت، انسانوں کے لیے رحمت

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ	اور اے نبی ﷺ! ہم نے نازل نہیں کی آپ پر کتاب
اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ	مگر اِس لیے تاکہ آپ ﷺ واضح کر دیں اُن کے لیے وہ بات، وہ اختلاف کرتے ہیں جس میں
وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾	اور تاکہ وہ ہدایت اور رحمت ہو اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔

یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ قرآنِ کریم کا نزول انسانوں کے لیے بہت بڑی رحمت ہے۔ اِس کتاب کے نزول سے اُنہیں اِس بات کا بہترین موقع ملا ہے کہ وہ بے سند تصورات کی بنا پر جن بے شمار فرقوں میں بٹ گئے ہیں، اُن کی بجائے صداقت کی ایک نہایت پائیدار بنیاد پالیں اور اُس پر متفق ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ ﷺ قرآنِ حکیم اور اپنے ارشاداتِ عالیہ کے ذریعہ تمام اختلافی باتوں کا دوٹوک فیصلہ سنا کر بندوں پر حجت قائم کر دیں۔ قرآن وسنت کے فیصلوں کو اگر آج بھی صدقِ دل سے تسلیم کر لیا جائے تو اختلافی مسائل کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور فرقوں میں بٹی ہوئی امت متحد ہو سکتی ہے۔ بلاشبہ جو بھی قرآن و سنت کی فیصلہ کن حیثیت کو مان لے گا، وہی ہدایت کا سیدھا راستہ پائے گا اور وہی برکتوں اور رحمتوں سے مالا مال ہو گا۔

آیات ۶۵ تا ۶۹

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں چار مشروبات کی صورت میں

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	اور اللہ نے نازل فرمایا آسمان سے پانی
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ	پھر زندہ کیا اُس کے ذریعے زمین کو اُس کی موت کے بعد
ع ۸ ۱۴ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع	بے شک اِس میں یقیناً نشانی ہے اُن لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں۔

وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ	اور بے شک تمہارے لیے چوپایوں میں یقیناً سبق آموزی ہے
نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ	ہم پلاتے ہیں تمہیں اُس میں سے جو اُن کے پیٹوں میں ہے
مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا	یعنی گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ
سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿۶۶﴾	جو بہت خوش ذائقہ ہے پینے والوں کے لیے۔
وَ مِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَ الْاَعْنَابِ	اور کھجوروں اور انگوروں کے پھلوں سے
تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا	کہ تم بناتے ہو اِس سے نشہ آور چیز
وَّ رِزْقًا حَسَنًا ؕ	اور اچھا رزق بھی
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانی ہے اُن لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں۔
وَ اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ	اور اے نبی ﷺ! وحی کیا آپ ﷺ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف
اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا	کہ تو بنا پہاڑوں میں گھر
وَّ مِنَ الشَّجَرِ	اور درختوں میں
وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾	اور اُن ٹہنیوں میں جو لوگ بناتے ہیں۔
ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ	پھر تو کھا ہر قسم کے پھلوں سے
فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ	پھر تو چل اپنے رب کی آسان کی ہوئی راہوں پر
یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ	نکلتا ہے اُن کے پیٹوں سے مشروب
مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ	مختلف ہیں جس کے رنگ

فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ	اُس میں شفا ہے لوگوں کے لیے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانی ہے اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اِن آیات میں چار مشروبات کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں:

1. پانی جسے اللہ تعالیٰ بارش کی صورت میں برساتا ہے اور اِس سے مردہ یعنی بنجر زمین کو زندہ فرماتا ہے۔
2. پاک اور خالص دودھ جسے اللہ تعالیٰ جانوروں کے گوبر اور خون جیسی نجاستوں کے درمیان سے نکالتا ہے اور جو بھرپور غذائیت اور لذت کا پیکر ہے۔
3. کھجوروں اور انگوروں سے حاصل ہونے والا پاکیزہ مشروب یعنی رس۔ اِن پھلوں سے شراب بھی کشید کی جاتی ہے لیکن وہ حرام ہے۔
4. شہد کی مکھی کے بطن سے خارج ہونے والا شہد جس کے ذائقے اور رنگ مختلف ہوتے ہیں لیکن اِس میں انسانوں کے کئی امراض کی شفا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب نمونہ ہے کہ شہد کی مکھی مختلف پھلوں کا رس چوستی ہے اور پھر اُسے شہد جیسے مفید مشروب میں تبدیل کر دیتی ہے۔

بلاشبہ غور و فکر کرنے والوں کے لیے مشروبات کی صورت میں یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کے عظیم خالق اور شفیق محسن ہونے کا واضح ثبوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرک کی خباثت سے محفوظ فرمائے، اپنی معرفت کا نور اور اپنی بے شمار نعمتوں پر شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۷۰

انسان کی بے بسی

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ	اور اللہ ہی نے پیدا فرمایا تمہیں
ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ	پھر وہ وفات دیتا ہے تمہیں

وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ	اور تم میں سے کوئی ایسا ہے جو لوٹا دیا جاتا ہے ناکارہ عمر (بڑھاپے) کی طرف
لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ	تاکہ وہ نہ جانے، جان لینے کے بعد، کچھ بھی
ع ۹ ۱۵ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، بہت قدرت رکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں انسان کی بے بسی اور لاچاری کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اُسے پیدا فرماتا ہے اور جب چاہتا ہے موت دے دیتا ہے۔ بعض انسان عمر کی اِس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ ذہنی طور پر حاصل کردہ علم بھول جاتے ہیں اور جسمانی طور پر دوسروں کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو کبھی دوسروں کو عقل سکھاتے تھے، اب اُنہیں اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہیں رہتا۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو علمِ کامل رکھتا ہے اور ہر اعتبار سے قادرِ مطلق ہے۔ وہ جو چاہے انسان کے ساتھ کرے اور اُس کے کیے کو کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ انسان کی بے بسی کا یہ حال ہے کہ ؎

لائی حیات آئے ، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی سے آئے، نہ اپنی خوشی چلے

آیت ۷۱

شرک کی نفی ایک واضح مثال سے

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ ۚ	اور اللہ نے فضیلت دی ہے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں
فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ	تو نہیں ہیں وہ لوگ جنہیں فضیلت دی گئی ہے پہنچانے والے اپنا رزق اپنے غلاموں کو

فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ	پس وہ ہو جائیں اُس رزق میں برابر
اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾	تو کیا وہ اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔

اِس آیت میں پوچھا گیا کہ کیا کوئی آقا اپنا آدھا مال اپنے غلام کو دے کر اُسے اپنے برابر کی مالی حیثیت دیتا ہے؟ جب انسان اپنے لیے پسند نہیں کرتا کہ اُس کا غلام اُس کے برابر ہو جائے تو کیسے ممکن ہے خالق اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنا شریک بنالے؟ اپنے لیے تو مشرکین آقا اور غلام کا فرق خوب جانتے بھی ہیں، اور خود اپنی زندگی میں ہر وقت اُس فرق کو ملحوظ بھی رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں اُنہیں اصرار ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنا شریک بنالے۔ کیسی احسان فراموشی اور ناانصافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو کر اُسی کی نافرمانی کی جائے اور اُس کے لیے وہ کچھ پسند کیا جائے جو اپنے لیے پسند نہیں ہے۔

آیات ۷۲ تا ۷۴

اللہ تعالیٰ کے احسانات اور بندوں کی ناشکری

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا	اور اللہ نے بنائیں تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں
وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً	اور اُس نے بنائے تمہارے لیے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے
وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ	اور رزق دیا تمہیں پاکیزہ چیزوں سے
اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ	تو کیا وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں
وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾	اور اللہ کی نعمت کی وہ ناشکری کرتے ہیں؟
وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا

مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ شَيْـًٔا	اُن کی جو اختیار نہیں رکھتے اُن کے لیے رزق کا آسمانوں اور زمین سے کچھ بھی
وَّ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾	اور نہ ہی وہ قدرت رکھتے ہیں (اِس کی)۔
فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ	پس مت بیان کرو اللہ کے لیے مثالیں
اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾	بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بیوی کی صورت میں سکون حاصل کرنے کی نعمت دی۔ پھر بیوی کے ذریعہ بیٹے اور پوتے جیسی نعمتیں عطا کیں۔ پھر انتہائی پاکیزہ رزق عنایت فرمایا۔ مشرکین مانتے ہیں کہ یہ احسانات اللہ کے ہیں لیکن ساتھ ہی باطل کو بھی مانتے ہیں یعنی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُن کی قسمتیں بنانا اور بگاڑنا، مرادیں پوری کرنا، دعائیں سننا، اُنہیں اولاد اور روزگار دلوانا، اُن کے مقدمے جتوانا، اُنہیں بیماریوں سے بچانا اُن کے بناوٹی معبودوں کے اختیار میں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری ہے کہ اُس کے ساتھ ایسی ہستیوں کو شریک کیا جائے جو کسی کو ذرہ برابر بھی فائدہ پہنچانے پر قادر نہیں۔ پھر مشرکین اپنے شرک کے جواز کے لیے اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی مثالیں دیتے ہیں جیسے دنیا کے لاچار بادشاہوں کی ہوتی ہیں۔ بلاشبہ انسان بہت ہی احسان فراموش اور ناشکرا ہے۔

آیات ۷۵ تا ۷۶

حق کو واضح کرنے کے لیے دو بلیغ مثالیں

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا	بیان فرمائی ہے اللہ نے مثال ایک ایسے غلام کی جو کسی کی ملکیت میں ہے
لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ	وہ اختیار نہیں رکھتا کسی چیز پر

وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا	اور (دوسرا) وہ شخص ہے، ہم نے دیا ہے جسے اپنی طرف سے اچھا رزق
فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ	تو وہ خرچ کرتا ہے اُس میں سے پوشیدہ اور ظاہر
هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ	کیا وہ برابر ہیں؟
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ	کل شکر اللہ کے لیے ہے
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾	بلکہ اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔
وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ	اور بیان کی اللہ نے ایک اور مثال کہ دو آدمی ہیں
اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ	اُن دونوں میں سے ایک گونگا ہے
لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ	نہیں اختیار رکھتا کسی چیز پر
وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ	اور یہ بوجھ ہے اپنے مالک پر
اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ	جہاں کہیں وہ بھیجتا ہے اِسے، یہ نہیں لاتا کوئی بھلائی
هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ	کیا برابر ہے یہ اور وہ جو حکم دیتا ہے عدل کے ساتھ
ع ۱۶ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ ع	اور وہ سیدھے راستے پر ہے؟

یہ آیات حق کو واضح کرنے کے لیے دو بلیغ مثالیں بیان کر رہی ہیں:

1. پہلی مثال عبد اور معبود کے فرق کو واضح کرتی ہے۔ ایک شخص کسی کا غلام ہے، اُس کے اختیار میں کچھ نہیں۔ دوسرا شخص آزاد ہے اور اُسے اللہ تعالیٰ نے فراوانی سے مال و اسباب دیا ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے مال خرچ کرتا ہے۔ کیا

یہ دونوں شخص برابر ہو سکتے ہیں؟اِسی طرح ایک لاچار وعاجز عبد کبھی بھی مختار و قادر معبود یعنی اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں ہو سکتا۔

2. دوسری مثال نافرمان اور فرماں بردار انسان کی ہے۔فرض کیجیے کسی شخص کے دو غلام ہیں۔ایک انتہائی نااہل ہے اور کام کانہ کاج کا بلکہ دشمن اناج کا ہے۔دوسرا انتہائی باصلاحیت ہے ، خود بھی اچھا کام کرتا ہے اور دوسروں کو بھی حکیمانہ و عادلانہ رہنمائی دیتا ہے۔کیا یہ دونوں برابر ہیں؟اِسی طرح اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور فرماں بردار بندے برابر نہیں ہو سکتے۔

آیات ۷۷ تا ۷۹

اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتیں

وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	اور اللہ ہی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمین کے راز
وَ مَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ	اور نہیں ہے قیامت کا معاملہ مگر آنکھ جھپکنے کی طرح
اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ	یا وہ اُس سے بھی زیادہ قریب ہے
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۷۷﴾	بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ	اور اللہ نے نکالا تمہیں تمہاری ماؤں کے بطن سے
لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا ۙ	جب کہ تم نہیں جانتے تھے کچھ بھی
وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ۙ	اور اُس نے بنا دیے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾	تاکہ تم شکر کرو۔

اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ	کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا پرندوں کو جو مسخر ہیں آسمان کی فضا میں
مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ	نہیں تھامتا اُنہیں مگر اللہ
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتوں کا بیان ہے۔ آسمانوں اور زمین کے تمام رازوں سے وہی واقف ہے۔ وہی جانتا ہے کہ قیامت کب برپا ہو گی۔ البتہ وہ قیامت اتنی دیر میں برپا کردے گا جتنی دیر میں نگاہ ایک طرف سے دوسری طرف پھر جاتی ہے۔ اُسی نے پہلی بار انسان کو پیدا کیا اِس حال میں کہ وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ پھر اُس نے انسان کو سماعت، بصارت اور عقل دی ہے جن کے ذریعہ وہ علم حاصل کرتا ہے۔ اِن نعمتوں کی اِس سے بڑھ کر ناشکری اور کیا ہو سکتی ہے کہ اِن کانوں سے انسان سب کچھ سنے مگر اللہ تعالیٰ ہی کی بات نہ سنے۔ آنکھوں سے سب کچھ دیکھے مگر اللہ تعالیٰ ہی کی نشانیاں نہ دیکھے۔ دماغ سے سب کچھ سوچے مگر ایک یہی بات نہ سوچے کہ میرا وہ محسن کون ہے جس نے یہ انعامات مجھے دیے ہیں؟ آخر میں دعوت دی گئی کہ دیکھو ذرا فضا میں تیرنے والے پرندوں کو۔ کون ہے جو اُنہیں فضا میں تھامے ہوئے ہے سوائے اللہ کے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو نورِ توحید سے منور فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۰ تا ۸۳

اللہ تعالیٰ کی بے مثال نعمتیں

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا	اور اللہ نے بنائی تمہارے لیے تمہارے گھروں میں جائے سکون
وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا	اور بنائے تمہارے لیے چوپایوں کی کھالوں سے گھر

تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ	تم ہلکا پھلکا پاتے ہو انہیں اپنے سفر کے دن
وَ يَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ	اور اپنے قیام کے دن
وَ مِنْ اَصْوَافِهَا وَ اَوْبَارِهَا وَ اَشْعَارِهَآ اَثَاثًا	اور بنائے بھیڑوں کی اُون اور اُونٹوں کی ببریوں اور بکریوں کے بالوں سے مختلف گھریلو سامان
وَّ مَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾	اور استعمال کی چیزیں ایک مدت کے لیے۔
وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا	اور اللہ ہی نے بنا دیے تمہارے لیے اُن چیزوں سے جو اُس نے پیدا کیں ہیں سائے
وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا	اور اُس نے بنائیں تمہارے لیے پہاڑوں میں پناہ گاہیں
وَّ جَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ	اور اُس نے بنایا تمہارے لیے وہ لباس جو بچاتا ہے تمہیں گرمی سے
وَ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ	اور وہ لباس جو بچاتا ہے تمہیں تمہاری جنگ میں
كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ	اِسی طرح وہ پوری کرتا ہے اپنی نعمت تم پر
لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾	تاکہ تم فرماں بردار بن جاؤ۔
فَاِنْ تَوَلَّوْا	پھر اگر تم نے رخ پھیر لیا
فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾	تو بے شک اے نبی ﷺ! آپ ﷺ کے ذمہ تو صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ	وہ پہچانتے ہیں اللہ کی نعمت کو
ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا	پھر وہ انکار کرتے ہیں اِس کا
ع ۱۷ وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾	اور اُن میں سے اکثر ناشکرے ہیں۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی بے مثال نعمتوں کا تذکرہ کر رہی ہیں:

1. اللہ تعالیٰ نے گھروں کو انسانوں کے لیے جائے سکون بنایا۔
2. اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جانوروں کی کھالوں سے خیمے بنانا سکھائے جن سے انسان سفر کے دوران آسانی سے کہیں بھی قیام کا انتظام کر لیتا ہے۔
3. جانوروں کی کھالوں سے انسان کئی ضروریاتِ زندگی (جوتے، گرم لباس، بیگ وغیرہ) اور سامانِ آرائش (قالین) بناتا ہے۔
4. اللہ تعالیٰ نے اشیاء کے سائے انسان کو گرمی کی شدت، دھوپ کی تمازت سے بچانے اور ٹھنڈک پہنچانے کے لیے بنائے۔
5. اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی محفوظ پناہ گاہوں کے لیے پہاڑوں میں غار بنائے۔
6. اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ایسے لباس بنانا سکھائے جو اُسے گرمی کی شدت اور جنگ کے دوران ہتھیاروں کے وار سے محفوظ رکھتے ہیں۔

افسوس ہے انسانوں پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں لیکن پھر بھی شرک اور نافرمانی سے اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہیں۔

آیات ۸۴ تا ۸۵

اُمت کے خلاف رسول علیہ السلام کی گواہی

وَ يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا	اور جس دن ہم کھڑا کریں گے ہر امت سے ایک گواہ

ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا	پھر اجازت نہیں دی جائے گی (عذر پیش کرنے کی) اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا
وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾	اور نہ ہی اُنہیں توبہ کا موقع دیا جائے گا۔
وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ	اور جب دیکھیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا عذاب کو
فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ	تو نہ وہ کم کیا جائے گا اُن سے
وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾	اور نہ ہی وہ مہلت دیے جائیں گے۔

اِن آیات میں فرمایا کہ روزِ قیامت ہر رسول علیہ السلام اپنی امت کے خلاف گواہی دے گا یعنی وہ کہے گا کہ میں نے اِن تک دین پہنچانے کا حق ادا کر دیا تھا اب اُنہوں نے اگر عمل نہیں کیا تو یہ خود ذمہ دار ہیں۔ اب نافرمانوں کو اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ اپنی صفائی پیش کر سکیں یا اللہ تعالیٰ کے سامنے بخشش یا رحم کی کوئی اپیل کر سکیں۔ عذاب اُن کا مقدر ہو گا جس میں نہ کوئی کمی کی جائے گی اور نہ ہی کوئی وقفہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس برے انجام سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۶ تا ۸۸

جن پہ تکیہ تھا، وہی پتے ہوا دینے لگے

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ	اور جب دیکھیں گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا اپنے بنائے ہوئے شریکوں کو
قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا	کہیں گے اے ہمارے رب! یہی ہیں ہمارے شریک
الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ	وہ جنہیں ہم پکارا کرتے تھے تیرے سوا
فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ	تو اُن کے شریک پھینک ماریں گے اُن کی طرف یہ بات

اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾	بے شک تم یقیناً جھوٹے ہو۔
وَ اَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَىِٕذِ ِالسَّلَمَ	اور وہ پیش کریں گے اللہ کی طرف اُس دن فرماں برداری
وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾	اور گم ہو جائے گا اُن سے جو وہ جھوٹ گھڑا کرتے تھے۔
اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا	وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور روکا اللہ کی راہ سے
زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ	ہم بڑھادیں گے اُنہیں عذاب میں عذاب پر
بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾	اِس وجہ سے کہ وہ فساد کیا کرتے تھے۔

مشرکین روزِ قیامت جب اُن اولیاء اللہ کو دیکھیں گے جن سے وہ دعائیں کیا کرتے تھے تو کہیں گے کہ اے اللہ! یہ ہیں ہمارے بنائے ہوئے شریک جنہیں ہم پکارا کرتے تھے۔ اولیاء اللہ اِن مجرموں کے جرائم سے اعلانِ براءت کریں گے۔ گویا شرک کرنے والوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا کہ ؎

باغباں نے آگ دی، جب آشیانے میں مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

اب مشرکین جان لیں گے کہ ہم نے اولیاء اللہ کے بارے میں واسطے، وسیلے اور شفاعت کے جو تصورات قائم کیے تھے وہ جھوٹے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی و بے بسی کا اظہار کریں گے لیکن اُنہیں ایسے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا جو مسلسل بڑھتا چلا جائے گا۔ یہ سزا ہے دنیا میں اُن کے فساد پھیلانے، نہ صرف خود نافرمانیاں کرنے بلکہ دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کی۔

آیت ۸۹

نبی اکرم ﷺ کی اُمت کے خلاف گواہی

وَ يَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ	اور اُس دن ہم کھڑا کریں گے ہر امت میں ایک گواہ اُن پر اُن ہی میں سے
وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ	اور اے نبی ﷺ! ہم لائیں گے آپ ﷺ کو بطور گواہ اِن لوگوں پر
وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ	اور ہم نے نازل کی آپ ﷺ پر یہ کتاب
تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ	کھول کر بیان کرنے والی ہے ہر چیز کو
ع ۱۲ ۱۸ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾	اور ہدایت اور رحمت اور خوش خبری ہے فرماں برداروں کے لیے۔

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ روزِ قیامت ہر امت کے خلاف اُس کے نبی گواہی دیں گے اور نبی اکرم ﷺ اپنی امت کے خلاف سرکاری گواہ کے طور پر پیش ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے امت تک اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب پہنچادی جس میں سیدھی راہ کو سمجھنے کے ہر بات کی وضاحت موجود ہے۔ پھر جو سعادت مند اِس کتاب کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیں تو یہ کتاب اُن کے لیے رہنمائی، سامانِ رحمت اور بشارت ہے۔ اِس کے برعکس جو بدنصیب اِس کتاب کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے تو اُن کے خلاف نبی اکرم ﷺ کی گواہی فیصلہ کن ہو گی۔ ایسے لوگ واقعی عذاب کے مستحق ہیں۔

آیت ۹۰

اللہ تعالیٰ کی پسند اور ناپسند

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ	بے شک اللہ حکم دیتا ہے عدل اور احسان کا

وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی	اور دینے کا قرابت داروں کو
وَ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ ۚ	اور وہ روکتا ہے بے حیائی اور برائی اور زیادتی سے
یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۹۰	وہ نصیحت کرتا ہے تمہیں تاکہ تم یاد رکھو۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ تین بھلائیوں کا حکم دیتا ہے اور تین برائیوں سے روکتا ہے۔ یہ احکام اِس لیے ہیں کہ تاکہ لوگ اُنہیں ہر وقت یاد رکھیں۔ جن تین بھلائیوں کا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے وہ یہ ہیں:

1. عدل کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور بندوں کے اخلاقی، معاشرتی، معاشی، قانونی، اور سیاسی و تمدنی حقوق پوری ایمان داری کے ساتھ ادا کرنا۔
2. احسان کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی گہرے یقین کے ساتھ کرنا اور بندوں کو اُن کے حق سے زیادہ دینا اور خود اپنے حق سے کم پر راضی ہو جانا۔ عدل معاشرے کو ناگواری اور تلخی سے بچاتا ہے اور احسان اُس میں خوش گواری اور شیرینی پیدا کرتا ہے۔ بلاشبہ عدل اسلامی معاشرے کی اساس ہے اور احسان اِس کا جمال اور کمال ہے۔
3. صلہ رحمی کرنا جو رشتہ داروں کے معاملے میں احسان کی ایک خاص صورت متعین کرتی ہے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، خوشی و غمی میں اُن کا شریکِ حال ہو اور وہ اپنے مال پر صرف اپنی ذات اور اپنے بال بچوں ہی کے حقوق نہ سمجھے بلکہ اپنے رشتہ داروں کے حقوق بھی تسلیم کرے۔

اللہ تعالیٰ اِن تین برائیوں سے روکتا ہے:

1. فحشاء یعنی ایسے تمام بے ہودہ اور شرم ناک افعال سے باز رہنا جو جنسی جذبات کو بھڑکانے والے ہیں۔ فحش گفتگو، برہنگی و عریانی، عورتوں کا بن سنور کر منظرِ عام پر آنا، ناز و ادا کی نمائش کرنا، مردوں اور عورتوں کے درمیان اختلاط ہونا، عریاں تصاویر کی اشاعت کرنا، اسٹیج پر عورتوں کا ناچنا اور تھرکنا، بدکاریوں پر ابھارنے والے افسانے، ڈرامے، فلمیں اور گانے نشر کرنا، زنا اور ہم جنس پرستی کرنا وغیرہ۔

2. منکر جس سے مراد ہر وہ برائی ہے جسے انسان بالعموم برا جانتے ہیں، ہمیشہ سے برا کہتے رہے ہیں اور ہر شریعت میں جس سے منع کیا گیا ہے۔

3. زیادتی یعنی اپنی حد سے تجاوز کرنا اور دوسرے کے حقوق پر دست درازی کرنا، خواہ وہ حقوق خالق کے ہوں یا مخلوق کے۔

آیات ۹۱ تا ۹۴

معاہدات کی پاسداری کا حکم

وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ	اور پورا کرو اللہ کے عہد کو جب تم باہم عہد کرو
وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا	اور نہ توڑو قسموں کو اُنہیں پکا کرنے کے بعد
وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ	حالاں کہ تم نے بنایا ہے اللہ کو اپنے آپ پر ضامن
اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾	بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔
وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ	اور مت ہو جاؤ اُس عورت کی طرح جس نے توڑ ڈالا اپنا کاتا ہوا سوت اُسے مضبوط کرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے
تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ	تم بناتے ہو اپنی قسموں کو باہم دھوکا دینے کا ذریعہ
اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ	تاکہ ہو جائے ایک گروہ زیادہ فائدہ اٹھانے والا دوسرے گروہ سے
اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ	بے شک اللہ تو آزماتا ہے تمہیں اِس عہد سے
وَ لَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ	اور ضرور واضح کرے گا تمہارے لیے قیامت کے دن اُن

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾	باتوں کو جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔
وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً	اور اگر چاہتا اللہ تو یقیناً بنا دیتا تمہیں ایک ہی امت
وَّ لٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ	اور لیکن وہ گم راہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے
وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ	اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے
وَ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾	اور تم سے ضرور پوچھا جائے گا اُس کے بارے جو تم کیا کرتے تھے۔
وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ	اور مت بناؤ اپنی قسموں کو باہم دھوکا دینے کا ذریعہ
فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا	کہ پھسل جائے کوئی قدم اپنے جمنے کے بعد
وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ	اور تم چکھو برائی کا مزہ اِس وجہ سے کہ تم نے روکا اللہ کی راہ سے
وَ لَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾	اور تمہارے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا۔

اِن آیات میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ کسی بھی گروہ سے کیے گئے معاہدوں کی پاسداری کریں۔ نہ کسی وقتی مفاد کی خاطر اُنہیں توڑیں اور نہ درپردہ اُن کی خلاف ورزی کر کے ناجائز فائدہ اٹھائیں۔ تمہارے ہر معاہدے پر اللہ تعالیٰ گواہ ہوتا ہے۔ کسی گروہ سے معاہدہ کر کے پھر اُس کی جاسوسی یا اندرون خانہ اُس کے خلاف سازشیں نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری اِس بددیانتی سے لوگ اسلام سے متنفر ہو جائیں اور تمہیں اسلام کی اِس غلط نمائندگی کی وجہ سے بدترین عذاب کا سامنا کرنا پڑے۔ تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ روزِ قیامت تمہارے طرزِ عمل کے بارے میں بازپرس ہوگی۔ ہر معاہدہ دراصل معاہدہ کرنے والے شخص اور قوم کے اخلاق و دیانت کی آزمائش ہے۔ جو لوگ اِس آزمائش میں ناکام ہوں گے وہ روزِ قیامت اللہ کی عدالت میں پکڑ سے نہ بچ سکیں گے۔ لہٰذا اُس روز کی رسوائی سے بچنے کی کوشش کرو۔

آیات ۹۵ تا ۹۶

عارضی مفادات کے تحت معاہدات کا سودا نہ کرو

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ	اور سودا نہ کرو اللہ کے عہد کا تھوڑی سی قیمت میں
اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ	بے شک جو اللہ کے پاس ہے وہی بہتر ہے تمہارے لیے
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾	اگر تم جانتے ہو۔
مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ	جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ	اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے
وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ	اور ہم ضرور عطا کریں گے اُن لوگوں کو جنہوں نے صبر کیا اُن کا اجر
بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾	اُس بہترین عمل کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے۔

یہ آیات تلقین کر رہی ہیں کہ عارضی اور وقتی فوائد حاصل کرنے کے لیے اپنے اُن معاہدات کو نہ توڑو جن پر تم نے اللہ تعالیٰ کو ضامن بنا رکھا ہے۔ دنیا میں جو قیمت ملے گی وہ عارضی اور گھٹیا ہے جبکہ عہد کی پاسداری پر اللہ تعالیٰ سے ملنے والا اجر دائمی اور بہتر ہے۔ یہ اجر اُن کے لیے ہے جو لوگ صبر سے کام لیں یعنی جو ہر اُس نقصان کو برداشت کر لیں جو اِس دنیا میں سیدھی راہ اختیار کرنے سے پہنچتا ہو اور ہر اُس فائدے کو ٹھکرا دیں جو دنیا میں ناجائز طریقے اختیار کرنے سے حاصل ہو سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا ہی پاکیزہ کردار عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۹۷

پاکیزہ زندگی... اللہ تعالیٰ کا انعام

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى	جس نے عمل کیا اچھا خواہ مرد ہو یا عورت
وَهُوَ مُؤْمِنٌ	اور وہ مومن ہو
فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ	تو ہم ضرور زندگی دیں گے اُسے پاکیزہ زندگی
وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ	اور ہم ضرور عطا کریں گے اُنہیں اُن کا اجر
بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾	اُس بہترین عمل کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ جو فرد خواہ مرد ہو یا عورت خلوص کے ساتھ نیک اعمال کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے دنیا میں ایک پر سکون پاکیزہ زندگی عطا فرمائے گا۔ پھر آخرت میں اُس کا مرتبہ اُس کے بہتر سے بہتر عمل کے لحاظ سے طے ہو گا۔ گویا اللہ کی راہ پر چلنے سے صرف آخرت نہیں بلکہ دنیا بھی بنتی ہے۔ پاکباز لوگوں کی دنیوی زندگی، بدکرداروں سے کہیں بہتر ہوتی ہے۔ جو ساکھ اور سچی عزت اپنی بے داغ سیرت کی وجہ سے اُنہیں نصیب ہوتی ہے وہ دوسروں کو نصیب نہیں ہوتی۔ جو ستھری اور پاکیزہ کامیابیاں اُنہیں حاصل ہوتی ہیں وہ اُن لوگوں کو میسر نہیں آتیں جن کی ہر کامیابی ناجائز اور گھناؤنے طریقوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ وہ بوریا نشین ہو کر بھی قلب کے جس اطمینان اور ضمیر کی جس ٹھنڈک سے بہرہ مند ہوتے ہیں اِس کا کوئی ادنیٰ سا حصہ بھی محلوں میں رہنے والے فاسق و فاجر نہیں پا سکتے۔ اللہ تعالیٰ پاک باز انسان کو ایسی زندگی دیتا ہے جس میں اُس کا ضمیر مطمئن ہوتا ہے کہ میرا دامن اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے پاک ہے۔ ایسی زندگی کے ساتھ انسان اطمینان کے ساتھ موت کو گلے لگانے کو تیار ہوتا ہے کیوں کہ اُس نے موت کے بعد کی زندگی کی تیاری کر رکھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی پاکیزہ زندگی عطا فرمائے تاکہ حافظ شیرازی کی طرح ہم بھی کہہ سکیں۔

حاصلِ عمر نثار رہِ یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

''میں نے اپنی زندگی کا کل سرمایہ محبوب کی راہ میں نچھاور کر دیا۔ میں خوش ہوں اپنی بیتی ہوئی زندگی پر کہ میں نے وہی کیا جو مجھے کرنا چاہیے تھا''۔

آیات ۹۸ تا ۱۰۰

شیطان کا وار کس پر کارگر ہوتا ہے؟

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ	پس اے نبی ﷺ! آپ ﷺ جب بھی قرآن کی تلاوت کریں
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾	تو پناہ طلب کریں اللہ کی مردود شیطان سے۔
اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک نہیں ہے اُس کا کوئی زور اُن لوگوں پر جو ایمان لائے
وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾	اور اپنے رب ہی پر جو بھروسا کرتے ہیں۔
اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ	بے شک اُس کا زور تو ہے ہی اُن لوگوں پر جو دوستی رکھتے ہیں اُس سے
ع ۱۳/۱۱/۱۹ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾	اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے ہوتے ہیں۔

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ جب بھی قرآنِ مجید پڑھا جائے تو آغاز میں اللہ تعالیٰ سے شیطان کے حملوں سے محفوظ رہنے کی دعا کی جائے۔ شیطان نہیں چاہے گا کہ ہمیں قرآنِ حکیم سے ہدایت نصیب ہو۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہیں وہ شیطان کے وار سے محفوظ رہتے ہیں۔ البتہ جن کا بھروسا اسباب پر ہوتا ہے وہ اِن اسباب کی طلب میں احکام شریعت سے گریز کرنا چاہتے ہیں۔ اِس گریز کے لیے کسی جواز کی تلاش میں وہ شیطانی وسوسوں کو اہمیت دے رہے ہوتے ہیں اور یوں گویا شیطان سے دوستی کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ اُس کے جال میں پھنستے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی شیطان کے حملوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۲

قرآنِ مجید کی آیات منسوخ کیوں کی جاتی ہیں؟

وَ اِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ ۙ	اور جب ہم بدل دیتے ہیں کوئی آیت کسی دوسری آیت کی جگہ
وَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ	اور اللہ خوب جاننے والا ہے اُس کو جو وہ نازل کرتا ہے
قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ	تو وہ کہتے ہیں یقیناً تم خود بنانے والے ہو
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾	بلکہ اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔
قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ	اے نبی ﷺ! فرمایئے اُسے نازل کیا ہے روح القدس علیہ السلام نے آپ ﷺ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ
لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	تاکہ وہ ثابت قدم رکھے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے
وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۰۲﴾	اور وہ ہدایت اور خوش خبری ہے فرماں برداروں کے لیے۔

مشرکینِ مکہ کو اِس بات پر اعتراض تھا کہ قرآن جب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو اِس کی آیات منسوخ کیوں کی جاتی ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کے احکام میں کمی رہ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پھر تبدیل شدہ حکم نازل کرنا پڑتا ہے؟ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نہیں بلکہ معاذ اللہ (محمد ﷺ) کا خود ساختہ کلام ہے۔ جواب میں ارشاد فرمایا گیا کہ اِس کلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نازل کیا ہے۔ وہ مقدس و مطہر روح ہیں جو بشری کمزوریوں سے پاک ہیں۔ وہ خائن نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں کمی بیشی کر دیں بلکہ وہ اُسے پوری امانت کے ساتھ لا کر حضرت محمد ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہے کہ وہ اپنے بندوں کو سہولت کے لیے پہلے ایک ایسا حکم دیتا ہے جس پر عمل کرنا آسان ہو۔ بعد میں جب بندے ایک درجہ میں اُس پر عمل

کے عادی ہو جاتے ہیں تو اب حتمی حکم نازل فرماتا ہے۔ آیات کی منسوخی اللہ تعالیٰ کی کمزوری نہیں بلکہ بندوں کے لیے سہولت اور بتدریج عمل میں ترقی کی خاطر ہے۔

آیات ۱۰۳ تا ۱۰۵

قرآنِ مجید پر بہتان کا جواب

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ	اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ بے شک وہ کہتے ہیں
اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ	بے شک سکھاتا ہے اُنہیں محض کوئی آدمی
لِسَانُ الَّذِیْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِیٌّ	زبان اُس کی، وہ نسبت کر رہے ہیں جس کی طرف، عجمی ہے
وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾	اور یہ قرآن تو واضح عربی زبان ہے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ	بے شک وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے اللہ کی آیات پر
لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ	ہدایت نہیں دیتا اُنہیں اللہ
وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔
اِنَّمَا يَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ	بے شک گھڑتے ہیں جھوٹ وہی لوگ جو ایمان نہیں رکھتے اللہ کی آیات پر
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾	اور ایسے ہی لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔

مشرکینِ مکہ یہ بہتان لگاتے تھے کہ ایک غلام حضرت محمد ﷺ کو اس کلام کی املا کراتا ہے۔ جس غلام کی طرف اشارہ کرتے تھے اُس کی زبان عجمی تھی۔ جواب دیا گیا کہ قرآنِ حکیم کی زبان تو اِس قدر فصیح و بلیغ عربی ہے کہ اِس کی نظیر لانے سے تم عربی لوگ

اپنی فصاحت وبلاغت پر فخر کرنے کے باوجود قاصر ہو، تو بھلا ایک عجمی شخص یہ کلام کیسے سکھا سکتا ہے۔ پھر اگر وہ عجمی غلام اتنا ہی بڑا عالم تھا تو اُس نے یہ کلام خود اپنی طرف سے کیوں نہ پیش کر دیا تا کہ ایسا کلام پیش کرنے کا تاج اُس کے سر پر سج جاتا جس کی نظیر پیش کرنے سے عرب کے بڑے بڑے شاعر اور خطیب قاصر ہیں۔ یا پھر یوں کرو کہ جس وقت وہ غلام ہمارے نبی ﷺ کو قرآن سکھا رہا ہو تو رنگے ہاتھوں اُن دونوں کو ایسا کرتے ہوئے پکڑ کر دکھا دو۔ حقیقت یہ ہے کہ آخرت میں جواب دہی کا یقین نہ رکھنے والے ہی ایسا بہتان گھڑ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ ہدایت پانے سے محروم رہیں گے اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

''اس سے نہ صرف یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کے مخالفین آپ ﷺ کے خلاف افترا پردازیاں کرنے میں کس قدر بے باک تھے، بلکہ یہ سبق بھی ملتا ہے کہ لوگ اپنے ہم عصروں کی قدر و قیمت پہچاننے میں کتنے بے انصاف ہوتے ہیں۔ اُن لوگوں کے سامنے تاریخِ انسانی کی ایک ایسی عظیم شخصیت تھی جس کی نظیر نہ اُس وقت دنیا بھر میں کہیں موجود تھی اور نہ آج تک پائی گئی ہے۔ مگر اُن عقل کے اندھوں کو اُس کے مقابلہ میں ایک عجمی غلام، جو کچھ تورات وانجیل پڑھ لیتا تھا، قابل تر نظر آرہا تھا اور وہ گمان کر رہے تھے کہ یہ گوہر نایاب اِس کوئلے سے چمک حاصل کر رہا ہے''۔

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۹

مرتد ہونے والے کی مذمت

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ	جس نے کفر کیا اللہ کے ساتھ اپنے ایمان کے بعد
اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ	سوائے اُس کے جسے مجبور کیا گیا ہو
وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ	اور اُس کا دل مطمئن ہو ایمان پر
وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا	اور لیکن جو کھول دے کفر کے لیے سینہ

فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ	تو ایسے لوگوں پر غضب ہے اللہ کی طرف سے
وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾	اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ	یہ اِس لیے کہ اُنھوں نے پسند کر لیا دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں
وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾	اور بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا کافر لوگوں کو۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	یہ وہی لوگ ہیں کہ مہر لگا دی اللہ نے اُن کے دلوں پر
وَ سَمْعِهِمْ	اور اُن کے کانوں پر
وَ اَبْصَارِهِمْ ۚ	اور اُن کی آنکھوں پر
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾	اور وہی لوگ غافل ہیں۔
لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾	اِس میں کوئی شک نہیں کہ بلاشبہ وہ آخرت میں یقیناً خسارہ میں جانے والے ہوں گے۔

اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ جو کوئی ایمان لانے کے بعد دوبارہ کافر ہو گیا تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو گا اور وہ شدید عذاب سے دوچار ہوں گے۔ اِن لوگوں نے دنیا کی عارضی لذتوں کو ترجیح دی اور آخرت کی ابدی نعمتوں کو نظر انداز کر دیا۔ اب اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں، آنکھوں اور کانوں پر مہر لگا دے گا اور یہ حق کو قبول کرنے سے محروم کر دیے جائیں گے۔ ایسے ہی لوگ آخرت میں بدترین خسارے میں ہوں گے۔ البتہ اگر کوئی مجبوراً جان بچانے کے لیے کلمۂ کفر کہہ دے لیکن اُس کے دل میں ایمان ہو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ البتہ جان بچانے کے لیے کلمۂ کفر کہہ دینا صرف رخصت کے درجہ میں ہے۔ مقامِ عزیمت یہی ہے کہ خواہ آدمی کا جسم تکا بوٹی کر ڈالا جائے، بہر حال وہ کلمۂ حق ہی کا اعلان کرتا رہے۔

آیت ۱۱۰

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا	پھر بے شک اے نبی ﷺ! آپ ﷺ کا رب اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے ہجرت کی
مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا	اِس کے بعد کہ وہ آزمائے گئے
ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ	پھر اُنہوں نے جہاد کیا اور صبر کیا
ع ۱۴ ۲۰ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾	بے شک آپ ﷺ کا رب اِس کے بعد یقیناً بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ذہنی طور پر ہجرتِ مدینہ کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔ اُن باہمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحسین کی گئی جو بڑی استقامت کے ساتھ مشرکینِ مکہ کے ظلم و ستم کو برداشت کر رہے ہیں اور پھر اپنا سب کچھ مکہ میں چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے۔ البتہ اُنہیں آگاہ کر دیا گیا کہ یہ نہ سمجھنا کہ ہجرت کے بعد مشکلات کا دور ختم ہو جائے گا۔ اب تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کا حکم آئے گا اور تمہیں نقدِ جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں آنا ہو گا۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

جنہوں نے جنگ کے مراحل میں ثابت قدمی اور جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمتوں کی بشارت ہے۔

آیت ۱۱۱

روزِ قیامت ہر اِک کو اپنی پڑی ہو گی

يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا	جس دن آئے گی ہر جان کہ وہ جھگڑا کر رہی ہو گی اپنی طرف سے
وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ	اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر جان کو جو اُس نے عمل کیا
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾	اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اِس آیت میں فرمایا کہ روزِ قیامت ہر انسان کو صرف اپنی بخشش کی فکر لاحق ہو گی۔ ماں، باپ، بھائی، بہن، بیوی، اولاد کوئی کسی کے کام نہ آسکے گا بلکہ وہ خود بھی اُن سے بچتا پھرے گا۔ وہ خود کو جہنم سے بچانے کے لیے اپنا دفاع کرے گا۔ اِس غرض کے لیے وہ اپنے گناہوں کے جواز کے طور پر کچھ جھوٹے عذر بھی تراشے گا۔ پھر ہر شخص کو اُس کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا اور کسی کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں کی جائے گی۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۳

قرآنِ حکیم میں پاکستان کا ذکر

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً	اور بیان کی اللہ نے مثال ایک بستی کی
كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً	جو تھی امن، چین میں
يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ	آتا تھا اُس کے پاس اُس کا رزق کھلا ہر جگہ سے
فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ	تو اُس نے ناشکری کی اللہ کی نعمتوں کی

فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ	تو چکھایا اُسے اللہ نے بھوک اور خوف کا لباس
بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾	اُس کی وجہ سے جو وہ کاریگری کیا کرتے تھے۔
وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ	اور یقیناً آئے اُن کے پاس ایک رسول ﷺ اُنہی میں سے
فَكَذَّبُوْهُ	پھر اُنہوں نے جھٹلایا اُس رسول ﷺ کو
فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾	تو پکڑ لیا اُنہیں عذاب نے جب کہ وہ ظالم تھے۔

اِن آیات میں تاویلِ خاص کے اعتبار سے شہرِ مکہ کا ذکر ہے۔ یہ شہر امن کا گہوارہ تھا اور یہاں رزق کی فراوانی تھی۔ اِس شہر میں بسنے والی اکثریت نے نبی اکرم ﷺ کی دعوت کو ٹھکرا کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی۔ اب اللہ تعالیٰ نے اُن پر بھوک اور خوف کا عذاب مسلط کر دیا۔ قحط کی وجہ سے غذا کی ایسی قلت پیدا ہوئی کہ بھوک کی وجہ سے ہلاک ہونے کا خوف پیدا ہو گیا۔ تاویلِ عام کے اعتبار سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ آیت پاکستان کے حالات کی تصویر کشی کر رہی ہے۔ پاکستان میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا لیکن ہم نے اِس دھرتی پر اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سانحۂ مشرقی پاکستان کے ذریعہ جھٹکا دیا لیکن ہم نے پھر بھی اپنی اصلاح نہ کی۔ آج پاکستان میں مہنگائی کا سیلاب آ چکا ہے۔ معاشی اعتبار سے ہم دن بدن بدترین سطح پر گرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ بھوک کا عذاب ہے۔ پھر اندرونی و بیرونی خطرات کا اندیشہ خوف کا عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کی اور انفرادی و اجتماعی سطح پر احکام تشریعت کے نفاذ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱۴ تا ۱۱۵

کھانے کے حقیقی آداب

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ	پس کھاؤ اُس میں سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ نے حلال، پاکیزہ

وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾	اور شکر ادا کرو اللہ کی نعمت کا اگر تم صرف اُسی کی عبادت کیا کرتے ہو۔
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ	بے شک اُس نے حرام کیا ہے تم پر صرف مردار
وَالدَّمَ	اور خون
وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ	اور خنزیر کا گوشت
وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ	اور وہ پکارا جائے اللہ کے سوا کسی کا نام جس پر
فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ	پھر جو لاچار کر دیا جائے (بھوک سے)، نہ وہ سرکش ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾	تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات اہلِ ایمان کو کھانے کے حقیقی آداب سے آگاہ کر رہی ہیں۔ یہ آداب تین ہیں:

1. کھانا حلال اور طیب ہو۔ حلال سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کا کھانا شریعت میں جائز ہے۔ طیب سے مراد ہے کہ حلال شے کو جائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو، جانور ہو تو ذبح کیا گیا ہو اور اُس پر اللہ ہی کا نام لیا گیا ہو۔
2. رزق کی فراہمی اور بھوک کی تسکین حاصل ہونے پر محسنِ حقیقی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔
3. سوئم رزق سے ملنے والی توانائی کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لگا دیا جائے۔

مزید ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ایسا کھانا حرام کر دیا ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر نذر کیا گیا ہو۔ پہلی تین چیزیں نجس ہیں۔ چوتھی شے کو شرک کی آلائش نے حرام کر دیا ہے۔ البتہ مجبوری کی صورت میں جان بچانے کے لیے بقدرِ ضرورت حرام کھانے پر کوئی گناہ نہیں۔

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۷

بغیر شرعی دلیل کے حلال یا حرام کے فیصلے نہ کرو

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ	اور مت کہو اُسے جو بیان کرتی ہیں تمہاری زبانیں جھوٹ کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے
لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ	تاکہ تم گھڑو اللہ پر جھوٹ
اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ	بے شک وہ لوگ جو گھڑتے ہیں اللہ پر جھوٹ
لَا يُفْلِحُوْنَ ۝۱۱۶ ؕ	وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔
مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۖ	بہت تھوڑا فائدہ ہے (جھوٹ کا)
وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۱۷	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

کسی شے کو حلال یا حرام قرار دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے۔ دوسرا جو شخص بھی بغیر کسی شرعی دلیل کے حلال یا حرام کا فیصلہ کرنے کی جرأت کرتا ہے وہ اپنی حد سے تجاوز کرتا ہے۔ جو لوگ بلا شرعی دلیل، اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ شے کو حرام قرار دیتے ہیں یا حرام کو حلال کہتے ہیں وہ درحقیقت جھوٹ گھڑتے ہیں۔ جھوٹے لوگ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں فلاح نہیں پا سکیں گے۔ ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

آیات ۱۱۸ تا ۱۱۹

یہودیوں کے لیے سزا

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا	اور اُن لوگوں پر جو یہودی ہوئے

حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ	ہم نے حرام کیا وہ جو ہم نے بیان کر دیا ہے اے نبی ﷺ! آپ پر اِس سے پہلے
وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ	اور ہم نے ظلم نہیں کیا اُن پر
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾	اور لیکن وہ اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کیا کرتے تھے۔
ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ	پھر بے شک آپ ﷺ کا رب اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے کی برائی نادانی سے
ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا	پھر توبہ کی اُس کے بعد اور اصلاح کر لی
ع ۱۵ ۹ ۲۱ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع	بے شک آپ ﷺ کا رب اِس کے بعد یقیناً بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ یہودیوں پر اُن کی سرکشی اور شرارتوں کی وجہ سے بعض چیزیں حرام کر دی گئی تھیں جن کا ذکر سورۂ انعام آیت ۱۴۶ میں کیا جا چکا ہے۔ حرام کی گئی اشیاء میں ہر ناخُن والا جانور (شُتر مرغ، بطخ وغیرہ) اور گائے اور بکری کے بعض حصوں کی چربی شامل تھی۔ البتہ بشارت دی گئی کہ یہود میں سے اب بھی اگر کوئی اپنی غلط روش پر نادم ہو کر سچی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ کفریات سے توبہ کر کے مسلمان ہو جائے اور آئندہ کے لیے اپنی حالت درست کر لینے کا عہد کرے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اُس کے تمام گذشتہ گناہ معاف فرما دے گا۔

آیات ۱۲۰ تا ۱۲۳

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ذات میں ایک امت تھے

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ	بلاشبہ ابراہیم علیہ السلام ایک فرماں بردار امت تھے اللہ کے لیے بالکل یکسوئی سے

وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾	اور وہ ہر گز نہیں تھے شرک کرنے والوں میں سے
شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ	شکر کرنے والے تھے اللہ کی نعمتوں کا
اِجْتَبٰىهُ	اللہ نے چن لیا تھا اُنہیں
وَ هَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾	اور ہدایت دی تھی اُنہیں سیدھے راستے کی طرف۔
وَ اٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ	اور ہم نے دی اُنہیں دنیا میں بھلائی
وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ؕ	اور بے شک وہ آخرت میں یقیناً نیک لوگوں میں سے ہوں گے۔
ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ	پھر اے نبی ﷺ! ہم نے وحی کی آپ ﷺ کی طرف
اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ	کہ آپ ﷺ پیروی کریں ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ کی جو بالکل یک سو تھے
وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾	اور وہ نہیں تھے شرک کرنے والوں میں سے۔

یہ آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت بیان کر رہی ہیں۔ وہ اپنی ذات میں اللہ تعالیٰ کی ایک فرماں بردار امت کا درجہ رکھتے تھے۔ اُنہوں نے اکیلے وہ کام کیا جو پوری امت کے کرنے کا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم ماننے والے اور اُس کی ہر نعمت کا شکر ادا کرنے والے تھے۔ اُنہوں نے کسی بھی اعتبار سے کسی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے برابر نہیں کیا۔ گویا ہر طرح کے شرک سے محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں دنیا میں بھی عزت دی اور وہ آخرت میں بھی عظیم مقام پر فائز ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ کو اور اُن کے توسط سے آپ ﷺ کی امت کو حکم دیا گیا کہ وہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ کی پیروی کریں اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں۔

آیت ۱۲۴

اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل دن جمعہ کا ہے سبت کا نہیں

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ	بلاشبہ مقرر کیا گیا ہفتے کا دن اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے اختلاف کیا تھا اِس میں
وَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	اور بے شک اے نبی ﷺ! آپ ﷺ کا رب ضرور فیصلہ فرمائے گا اُن کے درمیان روزِ قیامت
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾	اُس بات کا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سبت یعنی سنیچر کا نہیں بلکہ جمعہ کا دن افضل ہے۔ البتہ یہود نے جب جمعہ کے دن کے حوالے سے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے سبت کا دن محترم کر دیا تاکہ وہ اُس دن اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کی عبادات کے لیے مخصوص کر دیں۔ اُن کے پیدا کردہ ہر اختلاف کا فیصلہ روزِ قیامت کر دیا جائے گا۔

آیت ۱۲۵

دعوتِ دین کی تین سطحیں

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ	اے نبی ﷺ! بلائیے اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ
وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ	اور عمدہ نصیحت کے ساتھ
وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ	اور بحث کیجیے اُن سے اُس طریقہ سے جو سب سے اچھا ہو
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ	بے شک آپ ﷺ کا رب ہی خوب جاننے والا ہے

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ	اُسے جو بھٹک گیا ہے اُس کی راہ سے
وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾	اور وہی خوب جاننے والا ہے ہدایت پانے والوں کو۔

یہ آیت مخاطبین کی مختلف اقسام کے اعتبار سے دعوتِ دین کی تین سطحیں بیان کر رہی ہے :

1. معاشرے کے ذہین اور سوچنے سمجھنے والے لوگوں کو حکمت یعنی دلائل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ کی طرف بلایا جائے۔
2. عامۃ الناس کو درد بھرے وعظ و نصیحت سے احکام الٰہی بجالانے پر متوجہ کیا جائے۔
3. فتنہ اٹھانے والے عناصر سے عمدہ اور شائستہ انداز میں بحث کی جائے اور اُن کے اٹھائے گئے فتنوں کا جواب دیا جائے تاکہ سادہ لوح لوگ اِن فتنوں کے اثرات سے محفوظ رہیں۔

اگر قرآنِ حکیم کو ذریعۂ تبلیغ بنایا جائے تو ان تینوں سطحوں پر دعوت کے لیے مواد فراہم ہو جاتا ہے۔

آیات ۱۲۶ تا ۱۲۸

صبر اور تقویٰ کی اہمیت

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ	اور اگر تم بدلہ لو
فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ	تو بدلہ لو اتنا ہی جتنی تمہیں تکلیف دی گئی ہے
وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ	اور بلاشبہ اگر تم صبر کرو
لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾	تو یقیناً وہی بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے۔
وَاصْبِرْ	اور اے نبی ﷺ! صبر کیجیے
وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ	اور نہیں ہے آپ ﷺ کا صبر کرنا مگر اللہ کی توفیق سے

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ	اور غم نہ کیجیے اُن پر
وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾	اور نہ ہوں مبتلا کسی تنگی میں اُس سے جو وہ سازشیں کر رہے ہیں۔
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا	بے شک اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیزگاری اختیار کریں
ع ۱۶/۲۲ وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع	اور وہ لوگ جو نیکیاں کرنے والے ہیں۔

اِن آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدنی دور میں آنے والے اُس مرحلہ کے لیے ذہنی طور پر تیار کیا جارہا ہے جب بدلہ لینے کی اجازت ہوگی۔ مکی دور میں تو حکم تھا کہ برائی کا جواب اچھائی سے دو۔ مدنی دور میں مسلمانوں کو بدلہ لینے اور جنگ کرنے کی اجازت دی گئی۔ البتہ فرمایا کہ اگر تم زیادتی کا بدلہ لو تو صرف اُسی قدر لو جس قدر تم پر ظلم کیا گیا ہے۔ البتہ ابھی مکی دور ہے، لہٰذا صبر کرو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ بلاشبہ صبر اور استقامت کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ جو لوگ صبر اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے ہیں وہی نیکوکار ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور قربت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی نصرت اور قربت عطا فرمائے۔ آمین!

دفتر ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر اوقاف حکومت سندھ

فون نمبر 021-99332012 | جامع مسجد آرام باغ کراچی | موبائل نمبر 0300-3311811

نشانِ مجاریہ: آر۔آر۔او(اوقاف)
RO-195-2021

مورخہ 10-11-2021

تصدیق نامہ

انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کا مطبوعہ (**ترجمہ برائے تدریس قران حکیم**) حصہ اول تا ہفتم کے متن کو اپنی نگرانی میں مولانا تمیم احمد (رجسٹرڈ پروف ریڈر محکمہ اوقاف سندھ) سے پروف ریڈنگ کرائی گئی ہے (**ترجمہ برائے تدریس قران حکیم**) کے متن کو مکمل بغور پڑھا گیا جو اغلاط تھیں انہیں درست کرادیا گیا ہے۔

لہٰذا تصدیق کی جاتی ہے کہ اب یہ (**ترجمہ برائے تدریس قران حکیم**) حتی الامکان لفظی اور اعرابی اغلاط سے پاک ومبرا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

MUFTI MUNEER AHMED TARIQ
RESEARCH & REGISTRATION OFFICER
GOVT OF SINDH

المصدق

مولانا مفتی منیر احمد طارق

ریسرچ ورجسٹریشن آفیسر اوقاف سندھ

حکومت سندھ
مولانا مفتی منیر احمد طارق
ریسرچ ورجسٹریشن آفیسر اوقاف سندھ
حکومت سندھ

انجمن خُدّامُ القُرآن

کے قیام کا مقصد

منبعِ ایمان ---- اور ---- سرچشمۂ یقین

قرآنِ حکیم

کے علم و حکمت کی

وسیع پیمانے ---- اور ---- اعلیٰ علمی سطح

پر تشہیر و اشاعت ہے

تاکہ اُمّتِ مُسلمہ کے فہیم عناصر میں **تجدیدِ ایمان** کی ایک عمومی تحریک بپا ہو جائے

اور اس طرح

اسلام کی نشاۃِ ثانیہ ---- اور ---- غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی

کی راہ ہموار ہو سکے

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ